سیرتِ اصحاب

سیّد جلال الدّین احمد جعفری زینبی

سیرتِ اصحاب

جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن اصحاب کے حالات ہیں جو نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ بلکہ یہ مہاجرین کی اولاد ہیں۔ یا فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ یا اُس سے پہلے اسلام لائے مگر ہجرت نہ کر سکے

جس کو

جناب مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری زینبی نے مسلمانوں کے فائدہ کے لئے جمع کیا

جعفری برادرس نے اپنے

مطبع انوار احمدی الہ آباد سے چھپوا کر شائع کیا

قیمت فی جلد ۱۲

1/4

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ **امابعد** اس سے قبل میں سے مہاجرین وانصار وغیرہ کے مختصر حالات لکھ کر شائع کئے۔ اب چند اُن اصحاب کے حالات لکھتا ہوں جو نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ مگر حضورؐ کی صحبت میں رہے ہیں۔ ان میں بھی ایسے ایسے اصحاب ہیں جن کے بڑے مراتب ہیں۔ اور انھوں نے دنیا میں بڑے بڑے کام کئے ہیں۔

صحابی اُس کو کہتے ہیں جس نے ایمان کے ساتھ حضورؐ کو دیکھا اور اسلام پر مرا۔ صحابہ سب عدول ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ (میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔ تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے) مگر مراتب میں فرق ہے۔ سب سے افضل خلفائے راشدین ہیں بترتیب خلافت۔ اُن کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ۔ پھر بدر والے۔ پھر اُحد والے۔ پھر بیعۃ الرضوان والے۔ پھر جو پہلے ایمان لائے علی الترتیب۔

صحابہؓ کی آپس کی لڑائیاں نفسانی لڑائیاں نہ تھیں۔ اس لئے اسکی

وجہ سے کسی کو بُرا کہنا نہ چاہیئے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ۔ (میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو۔ اس لئے کہ اگر تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں اُحد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرے تو میرے اصحاب کے ایک مُد خیرات کے برابر بھی ثواب میں نہ پہنچے گا بلکہ آدھے مُد کے برابر بھی نہ ہوگا) ف مُد ایک پیمانہ ہے جس میں ایک سیر کے قریب جو آتا ہے۔

فتاوائے عالمگیری میں ہے کہ شیخین (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ) کو گالی دینا یا لعنت کرنا یا اُن کی امامت سے انکار کرنا کفر ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تمام اصحابؓ کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ سے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا تک پڑھیئے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ محمد الرسول اللہ اور اُن کے اصحابؓ کے لئے کہ وہ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ مغفرت اور اجر عظیم کا۔ اور اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلا دیا ہے کہ صحابہ رضؓ کفار پر سخت ہیں۔ اور آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اس لئے جو شخص یہ کہے کہ کوئی صحابی دوسرے صحابی سے عداوت رکھتا تھا وہ قرآن کا منکر ہوگا۔ اور قرآن کا انکار کفر ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ

ہیں بہت بہتر ہیں ۔ پھر اُن لوگوں کی جو اُن سے قریب ہیں
(یعنی تابعین کی) پھر اُن لوگوں کی جو اُن سے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین کی)
اس کے بعد جھوٹ اور خیانت ظاہر ہوگی اور بلا ضرورت لوگ قسم کھائیں گے
اور جھوٹی گواہی دیں گے ۔ ایسے وقت میں صحابہؓ اور تابعین اور اگلے نیک
لوگوں کے قول اور فعل کی اتباع کرنی چاہیئے ۔ جو اس جماعت سے الگ
ہوگا اُس کو شیطان بہکا کر جہنم کا راستہ دکھلا دے گا ۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے
والے کو دیکھا اُس کو جہنم کی آگ جلا نہیں سکتی ۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میرے اصحاب کو بُرا نہ کہنا جو شخص
اُن کو دوست رکھے گا وہ میری دوستی کی وجہ سے دوست رکھے گا ۔ اور
جو اُن سے دشمنی رکھے گا وہ مجھ سے دشمنی کی وجہ سے اُن سے دشمنی
رکھے گا ۔ اور جو اُن کو ایذا دے گا وہ مجھے ایذا دے گا ۔ اور جو مجھے ایذا
دے گا وہ اللہ کو ایذا دے گا ۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی ۔ اللہ تعالیٰ
عنقریب اُس کو عذاب کرے گا (دنیا میں یا آخرت میں) ۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اصحاب رسول اللہ کے حالات پڑھیں
اور ان کے قول اور فعل پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے محبوب بنیں ۔ اور
نصرت کا استحقاق پیدا کر کے اپنی عاقبت بنائیں ۔ قارئین کرام سے
امید ہے کہ اس کتاب کو پڑھ کر اگر نفع اٹھائیں تو مجھے نہ بھولیں ۔ دعائے
خیر سے یاد کریں ۔

ناچیز مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) حضرت ابن ابی اوفیٰ رضؓ

آپ کا نام علقمہ اور عبداللہ اور ابو معاویہ کنیت تھی ابن ابی اوفیٰ کے نام سے مشہور ہیں۔ صلح حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے حدیبیہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے۔ بیعت الرضوان میں شریک رہے اس کے بعد خیبر کی لڑائی ہوئی۔ اس میں بہادری سے لڑے۔ پھر جنگ حنین اور فتح مکہ میں بھی شریک رہے اور فتح مکہ سے پہلے جو لڑائیاں ہوئیں سب میں نہایت بہادری سے لڑے۔

ابتدا سے حضرت عمرؓ کے ابتدائی خلافت کے زمانہ تک مدینہ منورہ میں رہے جب کوفہ آباد ہوا تو وہاں جا کر رہنے لگے۔ اور اپنے قبیلہ اسلم کے محلہ میں گھر بنا لیا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد سے آپ کسی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ مگر جب حضرت علیؓ کے وقت میں خارجیوں نے سر اٹھایا تو مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور مسلمانوں کو یہ کہہ کر آمادہ کیا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کیا کرو اور خدا سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو۔ لیکن جب مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہ کر لڑو۔ اور یقین رکھو کہ تلواروں کے سایہ کے نیچے جنت ہے۔

آپ نے کافی عمر پاکر بنی اُمیہ کے دور میں ۸۶ھ سے ۸۸ھ کے اندر کوفہ میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
حضورؐ کے زمانہ میں اسلام لانے کے بعد سے برابر حضورؐ کے ساتھ رہے۔ اس لئے آپ سے بہت سی حدیثیں حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کے علمی مرتبہ کو ان کے زمانہ کے تمام علما مانتے تھے۔ اور اختلافی مسئلہ میں ان کے فیصلہ پر اعتبار کرتے تھے۔
آپ صدقہ و خیرات بھی بہت کرتے تھے۔ اکثر موقعوں پر حضورؐ آپ کو دعا دیتے تھے ایک مرتبہ آپ کے والد صدقہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعا دی کہ خدایا! آل ابی اوفی پر رحمت فرما۔

(۳) حضرت ثوبان رضؓ

آپ کا نام ثوبان اور ابو عبداللہ کنیت تھی۔ یمن کے رہنے والے حمیری خاندان سے تھے۔ حضورؐ کے خادم خاص تھے حضورؐ نے خرید کر کے آزاد کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ تمہارا دل چاہے اپنے خاندان والوں میں چلے جاؤ اور دل چاہے میرے ساتھ رہو۔ میرے ساتھ رہو گے تو اہل بیت میں تمہارا شمار ہوگا۔ آپ نے حضورؐ کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ اور یہیں رہ گئے۔
آپ ہر وقت حضورؐ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اس لئے آپ سے

بہت سی حدیثیں روایت کی گئی ہیں جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔
حضورؐ کے بعد علماء اور مفتیوں کی جماعت کے آپ بھی ایک رکن تھے۔
حضورؐ کی زندگی تک آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ حضورؐ کے بعد
شام چلے گئے۔ رملہ میں رہے۔ حضرت عمر فاروق رضؓ کی خلافت کے
زمانہ میں مصر کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ پھر رملہ سے حمص چلے
گئے اور یہیں ۵۸ھ میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ

(۳) حضرت جبیر بن مطعم رضؓ

آپ کا نام جبیر اور ابو محمد کنیت تھی۔ آپ کے والد مطعم نہایت
نرم دل اور خدا ترس بزرگ تھے۔ اسلام سے قبل بھی انھوں نے
حضورؐ کی مدد کی اور تمام قریش کے خلاف کچھ دنوں تک آپ کو اپنی
حمایت میں رکھا۔ بدر کی لڑائی تک آپ مسلمان نہ ہوئے تھے۔
حضرت جبیر رضؓ بدر کے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھوڑانے آئے تھے۔
اس وقت حضورؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ سورہ طور کی آیتیں نماز میں تلاوت
فرما رہے تھے۔ آپ مسجد میں آئے۔ اُن آیتوں کا آپ کے دل پر
نہایت قوی اثر پڑا۔ جب حضورؐ نے نماز تمام کی تو آپ نے بدر کے
قیدیوں کے بابت عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے باپ کے
احسانات مجھ پر ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے اور سفارش کرتے تو میں ضرور
چھوڑ دیتا وہ واپس گئے تو تمام مشرکین نے عہد کیا کہ اس کا بدلہ ضرور

لیا جائے۔ جبیر نے اپنے غلام وحشی کو بھیجا اور کہا کہ اگر تم حضرت حمزہؓ کو شہید کر دو گے تو تم کو آزاد کر دوں گا۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ اُس غلام کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ حضرت جبیرؓ میں اسلام کا اثر تو اُسی وقت ہو چکا تھا۔ مگر قومی تعصب سے اسلام نہ لائے۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان آپ نے اسلام قبول کیا۔

قبول اسلام کے بعد غزوۂ حنین میں شریک تھے۔ واپسی کے وقت حضورؐ کے ساتھ تھے۔

اگرچہ آپ کو قبول اسلام کے بعد حضورؐ سے فیضیاب ہونے کا موقع کم ملا مگر احادیث بکثرت آپ کے حافظہ میں محفوظ تھیں جو کتب احادیث میں موجود ہیں۔

آپ علم انساب کے بڑے ماہر تھے۔ اور اس کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حاصل کیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو جب نسب کی تحقیقات کی ضرورت ہوتی تھی تو آپ ہی سے تحقیقات کرتے تھے۔

آپ نہایت حلیم اور بردبار تھے۔ غرور نام کو بھی نہ تھا۔

۵۷ھ میں آپ نے وفات پائی۔ دو لڑکے محمد اور نافع یادگار چھوڑے۔

(۴) حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ

آپ کا نام جریر اور ابو عمر کنیت تھی۔ یمن کے ایک شاہی خاندان

سے تھے۔ قبیلۂ بجیلہ کے سردار تھے۔ رمضان سنہ ۱۰ھ میں اسلام لائے (آپ کے اسلام لانے کا یہ قصہ ہے کہ جب آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے آپ کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھادی۔ اور مسلمانوں سے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔ اس کے بعد جریر نے اسلام کی بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا آنحضرتؐ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا۔ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔ اور فرمایا جو شخص انسانوں پر رحم نہیں کرتا خدا اس پر رحم نہیں کرتا) پھر فرمایا کہ صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنا۔ اور پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ پڑھنا۔ اور مال پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کو ضرور ادا کرتے رہنا اور کافروں کی اطاعت نہ کرنا۔ قبول اسلام کے بعد سب سے پہلے حضورؐ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔ اس میں مجمع کو چپ کرانے کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی۔

جب عرب کے تمام قبیلے اسلام کے اثر میں آگئے تو آپ نے ان کے بت توڑ ڈالے۔ یمن کا بت خانہ جو کعبہ یمانی کے نام سے مشہور تھا اس کے توڑنے کے لئے آپ کو بھیجا۔ آپ نے یہ عذر کیا کہ میں گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ حضورؐ نے آپ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی کہ اے خدا! ان کو گھوڑے کی پیٹھ پر جمادے اور ہادی اور مہدی بنا۔ آپ حضورؐ کی دعا کے بعد ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ یمن پہونچے اور اس بت خانہ کو جس کا نام کعبہ یمانی رکھ

چھوڑا تھا ڈھا دیا اور جلا کر خاکستر کر دیا۔ اور حضورؐ کو خبر دی۔ حضورؐ نے اُن کو اور اُن کے ہمراہی سوار اور پیادل کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ آپ یمن ہی میں تھے کہ حضورؐ نے اس عالم سے انتقال فرمایا۔ تین دن کے بعد آپ کو خبر ہوئی۔ سخت پریشان ہو کر لوٹے۔ خلافت صدیقی میں اس صدمہ کی وجہ سے بالکل خاموش زندگی بسر کی۔

حضرت عمر فاروق رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں عراق کی فوج کشی میں شریک ہوئے۔ اس لشکر میں آپ قبیلہ بجیلہ کے سردار تھے۔ آپ نے لشکر کو لیکر حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ سے جا ملے جو اس اسلامی لشکر کے سردار تھے حضرت مثنیٰ نے آپ کو اس لشکر کے میمنہ (فوج کے داہنے جانب کا حصہ) کا افسر کر دیا۔ آپ نے اپنی جماعت کو لیکر نہایت زور کا حملہ کیا۔ ایرانی لشکر کا سردار مہران مارا گیا۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ انھوں نے میدان خالی کر دیا۔

اس کے بعد یرموک میں اپنے قبیلہ کو لے کر لڑے بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ رستم مارا گیا۔ اور مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اس کے بعد کسریٰ کا پایۂ تخت مدائن فتح ہوا۔ پھر چار ہزار فوج کے ساتھ آپ جلولا کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے۔

کچھ دنوں کے بعد اسلامی فوج حلوان پر بھیجی گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص جو اسلامی لشکر کے سردار تھے انھوں نے آپ کے پاس تین ہزار فوج بھیجی۔ اور یہ لکھا کہ اپنی فوج اور اس فوج

کو لے کر حلوان روانہ ہو جاؤ۔ آپ سات ہزار فوج لے کر وہاں پہنچے اور بلا کسی خونریزی کے اُس پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اہواز میں جو فوجیں ابو موسیٰ اشعری رضؓ کی سرداری میں پڑی تھیں اُن کی مدد کے لئے یہ بھیجے گئے۔ دونوں نے ملکر ہرمزان کا (جو ایران کے لشکر کا سردار تھا) مقابلہ کیا۔ ایرانی ہار گئے۔ وہاں مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد شاہ ایران نے اپنے یہاں کے بہت بڑے سپہ سالار مردان شاہ کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حضرت عمر رضؓ نے اس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کا کثیر لشکر حضرت نعمان بن مقرن رضؓ اور چار اور اصحاب رضؓ کو سپہ سالار کر کے بھیجا۔ اُن چار میں ایک حضرت جریر بھی تھے۔ اس معرکہ میں حضرت نعمان رضؓ نے شہادت پائی۔ حضرت جریر رضؓ بھی نہایت بہادری لڑے۔ مسلمانوں کو کامیابی ہوئی۔

حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں آپ ہمدان کے گورنر تھے۔ حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضؓ سے بیعت کر لی۔ اور اپنے حلقہ حکومت میں سب سے حضرت علی رضؓ کے لئے بیعت لے لی۔ پھر کوفہ چلے آئے۔ جنگ جمل کے بعد جب حضرت علی رضؓ نے امیر معاویہ رضؓ کی بیعت کے لئے خط لکھا تو اُس خط کو لے کر حضرت جریر رضؓ ہی گئے تھے۔ خط پیش کر کے آپ نے زبانی بھی یہ کہا کہ حجاز۔ یمن مصر وغیرہ

کے تمام لوگ بیعت کر چکے ہیں صرف شام باقی رہ گیا ہے۔ اگر شام والوں نے بیعت نہ کی اور ان ملکوں میں سے ایک ملک نے بھی شام کا مقابلہ کیا تو شام والے اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوں گے۔

حضرت علی رضؓ کے خط پر امیر معاویہ رضؓ نے اپنے مشورہ دینے والوں سے مشورہ لیا۔ انھوں نے خلاف رائے دی۔ اس لئے امیر معاویہ رضؓ نے انکار کر دیا۔ جریرؓ نے حضرت علی رضؓ سے کہہ دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت معاویہ رضؓ کی قوت اور ان کے انتظامات کا بھی تذکرہ کیا۔ اشتر جو حضرت علیؓ کی اطاعت گزار جماعت میں سے تھے۔ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو ان پر شک ہوا۔ انھوں نے کہا کہ امیر المومنین اگر آپ ان کے بجائے مجھے بھیجدیتے تو میں امیر معاویہ رضؓ کو مجبور کر کے بیعت لیتا۔ آپ نے کہا کہ اب جاکر یہ کام کر لو۔ اشتر نے کہا کہ اب تم کام بگاڑ آئے میں جاکر کیا کروں گا۔ ہاں اگر امیر المومنین اجازت دیں تو میں تم کو اور تم ایسے اور لوگوں کو معاملات کے فیصلہ تک قید کر دوں۔ جریرؓ کو اس طرح کی باتوں سے سخت صدمہ ہوا۔ فوراً اپنے بال بچوں کو لے کر کوفہ چلے گئے۔ جنگ صفین میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بقیہ زندگی وہیں بسر کی۔ ۵۴ھ میں وہیں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ

آپ کا فضل وکمال

اگرچہ آپ بہت آخری زمانہ نبوت میں اسلام لائے مگر جو وقت

علما اس سے آپ نے پورا فائدہ اٹھایا۔ آپ کی روایت سے سنو حدیثیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔

حضورؐ آپ کو بے حد مانتے تھے۔ اور بڑی عزت کرتے تھے جب حضورؐ کے درِ دولت پر حاضر ہوتے کبھی محروم واپس نہ جاتے حضورؐ غائبانہ بھی آپ کا تذکرہ فرمایا کرتے۔ اور یہ کہتے کہ یہ یمن کے بہترین شخص ہیں۔ ان کے چہرہ پر بادشاہی کی علامت ہے۔

خلفا بھی آپ کی عزت کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ خدا تم پر رحمت کرے۔ تم جاہلیت میں بھی اچھے سردار تھے اور اسلام میں بھی اچھے سردار ہو۔

(۵) حارث بن ہشام رضؓ

آپ کا نام حارث اور ابو عبدالرحمٰن کنیت تھی۔ ابو جہل کے حقیقی بھائی تھے۔ مکہ کے رئیس اور بڑے فیاض تھے۔ حضورؐ کو آپ کے اسلام کی خواہش تھی۔ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ اور سب سے پہلے غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد مکہ لوٹ گئے مگر حضورؐ کی وفات کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب خلافت کے بارہ میں مہاجرین اور انصار میں اختلاف ہوا اس وقت آپ نے کہا کہ اگر حضورؐ نے الائمۃ من قریش نہ فرمایا ہوتا تو ہم انصار کو بھی اس کا حقدار سمجھتے۔ کیونکہ وہ بھی اس کے اہل ہیں۔ مگر حضورؐ کے فرمان

میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اگر قریش میں صرف ایک شخص باقی ہوتا تو خدا اُسی شخص کو خلیفہ بناتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جب شام پر فوج بھیجنے کا ارادہ کیا تو بہت سے رؤسائے قبیلہ کو اس میں شرکت کے لئے خط بھیجے حارثؓ کو بھی خط لکھا آپ فوراً آمادہ ہو گئے۔ مگر چونکہ یہ غریبوں کی بہت مدد کرتے تھے اس لئے لوگوں کو ان کے جانے سے سخت تردد ہوا تمام مکہ ماتم کدہ بن گیا۔ سب لوگ زار زار روتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو تسکین دی اور کہا کہ میں تم سے اس لئے نہیں جدا ہو رہا ہوں کہ مجھے تمھارے مقابلہ میں کوئی ذاتی منفعت کی امید ہے۔ بلکہ ایک ضروری معاملہ پیش آگیا ہے۔ جس میں ایسے اشخاص شریک ہو چکے ہیں جن کا تجربہ اور خاندانی اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں ہے اگر ہم نے ایسے موقع کو چھوڑ دیا تو اگر مکہ کے تمام پہاڑ سونے کے ہو جائیں اور ہم سب کو خدا کی راہ میں دیدیں تب بھی اس کے ایک دن کے برابر ہم کو اجر نہیں مل سکتا۔ ہم صرف خدا کے لئے مکہ کو اور تم کو چھوڑ رہے ہیں۔

غرض نہایت جوش سے آپ نکلے تھے اور اجنادین کو نہایت بہادری سے فتح کرتے ہوئے یرموک پہنچے یہیں آپ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط۔

ان کا ایک انتہائی اسلامی ایثار کا واقعہ ہے۔ وہ یہ کہ آپ سخت زخمی ہو کر گر پڑے تھے۔ جاں کندنی کا وقت تھا۔ پیاس کا نہایت حد غلبہ

تھا۔ آپ نے پانی مانگا۔ پانی آیا۔ پاس ہی ایک مجاہد زخمی پڑے تھے۔ اُن کے کراہنے کی آواز آئی۔ آپ نے اشارہ سے کہا کہ اُن کو پہلے پانی پلاؤ۔ اُن کے پاس ایک تیسرے زخمی مجاہد پڑے تھے اُنھوں نے اُن کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے ان کو پلاؤ۔ جب اُن کے پاس پانی پہنچا تو وہ دم توڑ چکے تھے۔ وہاں سے دوسرے صاحب کے پاس پانی لائے تو وہ بھی راہ حق میں جان دے چکے تھے۔ پھر لوگ ان کے پاس پانی لائے تو یہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ اسی طرح تینوں مجاہدین نے اسلامی ایثار کا نمونہ دکھلایا) اور پیارے خدا کے حضور میں حاضر ہو گئے آپ نہایت فیاض۔ سیر چشم۔ اور غربا پرور اور پرجوش سچے مسلمان تھے۔

(۶) حضرت حجر بن عدیؓ

آپ کا نام حجر اور خیر لقب تھا۔ کندہ کے شاہی خاندان سے تھے۔ ان کے اسلام لانے کا صحیح زمانہ تاریخوں سے نہیں معلوم ہوتا مگر قیاس یہ ہے کہ آپ سنہ ۹ھ میں اسلام لائے۔ جب کندہ کا وفد مدینہ آیا تھا۔

چونکہ آپ بہت آخر میں اسلام لائے۔ اس لئے حضورؐ کے زمانہ میں شرف جہاد سے محروم رہے۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ مدائن

بس پھر جلولا میں شریک ہوئے۔ جلولا کی جنگ میں آپ میمنہ (فوج کے داہنے حصہ) کے افسر تھے۔

جنگ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کے پرجوش حامیوں میں تھے۔ شروع سے آخر تک آپ نے حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ اور امیر معاویہؓ کے آپ سخت مخالف تھے۔ جنگ جمل میں حضرت علیؓ نے آپ کو کندہ اور حضرموت وغیرہ قبائل کا افسر بنایا تھا۔

جنگ صفین کے بعد جب نہروان میں خارجیوں پر فوج کشی کی گئی اُس وقت حضرت علیؓ نے آپ کو میمنہ کا افسر مقرر کیا۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد آپ اُسی طرح حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؓ کو مانتے رہے۔ حضرت امام حسنؑ نے جب حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کر لی تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ مگر حضرت امام حسینؑ نے آپ کو بہت سمجھایا۔ تو آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی کسی معاملہ میں شریک نہیں ہوئے (لیکن جب امیر معاویہؓ نے ابن زیاد کو عراق کا حاکم بنایا تو زیاد کی سختیوں اور بد اخلاقیوں کی وجہ سے آپ نے اُن سے سخت مخالفت کی۔ زیاد نے امیر معاویہؓ کے پاس ان کی شکایت لکھی۔ امیر معاویہؓ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ معہ اپنے اور گیارہ ساتھیوں کے جن پر مخالفت کا الزام تھا شام روانہ ہو گئے۔ امیر معاویہؓ نے اُن میں سے چھ کو چھوڑ دیا۔ اور چھ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔) ← P.R.

جب جلاد ان سب کو مقتل کی طرف لے چلے تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مانگی - اجازت دی گئی - آپ نے نماز پڑھی اُس کے بعد وصیت کی کہ میری بیڑیاں نہ کاٹی جائیں اور خون نہ دھویا جائے - تاکہ میں اُسی حالت سے امیر معاویہ رضؓ سے پل صراط پر ملوں وصیّت کے بعد جلاد نے آپ کو قتل کر دیا - اِنَّا لِلّٰہِ الخ یہ واقعہ سنہ ۵۱ھ کا ہے -

آپ حضرت علی رضؓ کے خاص حامیوں میں سے تھے - اہل کوفہ میں ہر دل عزیز تھے - اہل بیت نبوی میں آپ کی بڑی عزت تھی - اس واقعہ کا سب کو بے حد صدمہ ہوا - حضرت عائشہ رضؓ نے جب آپ کی گرفتاری کی خبر سُنی تھی اُس وقت عبدالرحمٰن بن حارث رضؓ کو حضرت امیر معاویہ رضؓ کے پاس دوڑایا کہ حجر اور اُن کے ساتھیوں میں خدا کا خوف کریں - مگر جب حضرت عبدالرحمٰن رضؓ پہنچے تو حضرت حجر رضؓ شہید ہو چکے تھے - حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے حضرت امیر معاویہ رضؓ کو بڑی ملامت کی - امیر معاویہ رضؓ نے جواب دیا کہ میں کیا کرتا زیاد نے ان کی بڑی شکایت لکھی تھی -

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کو خبر ہوئی تو زار زار رونے لگے - خود امیر معاویہ رضؓ کے خیر خواہوں کو بھی ان کے قتل سے صدمہ ہوا - حضرت عائشہ رضؓ کو جب قتل کی خبر ہوئی تو آپ کو سخت صدمہ ہوا - جب امیر معاویہ رضؓ حج کے سلسلہ میں زیارت کے لئے مدینہ آئے اور حضرت عائشہ رضؓ سے ملنے

ئے تو حضرت عائشہ رضؓ نے بے حد ملامت کی اور فرمایا کہ تم کو حجر رضؓ کے
معاملہ میں خدا کا خوف نہیں ہوا۔
آپ اپنے خاندانی اعزاز کے علاوہ صحابہ رضؓ میں بھی بہت عزت رکھتے
تھے آپ کا شمار فضلائے صحابہ رضؓ میں تھا۔

(۷) حضرت امام حسنؓ بن علی رضؓ

آپ کا نام حسن رضؓ اور ابو محمد اور ریحانۃ النبی اور شبیہ رسول
لقب تھا۔ حضورؐ کی ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک کے مہینہ
میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضورؐ کو خبر ہوئی تو آپ حضرت فاطمہ رضؓ
کے گھر تشریف لائے۔ اور منگا کر دیکھا اور حسن نام رکھا۔ ساتویں دن
عقیقہ کیا دو مینڈھوں کی قربانی کی۔ سر کے بال اُتروائے۔ اُن کے ہم وزن
چاندی خیرات کی۔

یہ حضرت فاطمہ رضؓ جگر پارۂ رسول اور حضرت علی رضؓ باب العلوم کے
صاحبزادے اور حضورؐ کے نواسے تھے۔ حضورؐ کو آپ سے بے حد محبت
تھی۔ آپ کی وجہ سے حضورؐ روز حضرت فاطمہ رضؓ کے گھر تشریف لے جاتے
آپ کو کبھی گود میں کبھی کندھوں پر لے کر نکلتے آپ کو اگر تھوڑی سی تکلیف
بھی پہنچتی تو حضورؐ بے قرار ہو جاتے۔
حضرت حسین رضؓ کبھی نماز کی حالت میں آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے۔
کبھی رکوع کی حالت میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے کبھی آپ کی

ریش مبارک سے کھیلتے۔ غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے حضورؐ سب کو
برداشت کرتے کبھی کچھ نہ کہتے بلکہ ہنس دیا کرتے آپ آٹھ برس کے
ہوئے تھے کہ حضورؐ کا سایۂ عاطفت آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بھی آپ کے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے
کبھی راستہ میں کھیلتے دیکھتے تو آپ کو اُٹھا کر کندھوں پر بٹھا لیتے اور فرماتے
کہ یہ حضورؐ کے مشابہ ہیں۔

حضرت عمرؓ بھی دونوں بھائیوں کے ساتھ ایسی ہی محبت کرتے
تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے بڑے بڑے صحابہؓ کے وظیفے مقرر کئے تو
اگرچہ آپ اُس صف میں نہ آتے تھے مگر حضورؐ کی نسبت کی وجہ سے آپ کا
بھی پانچ ہزار وظیفہ مقرر کیا۔

حضرت عثمان رضؓ نے بھی آپ کے ساتھ ویسی ہی محبّت کی
اس وقت یہ جوان ہو چکے تھے۔ سب سے پہلے آپ طبرستان کو جو فوج
بھیجی گئی اُس میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جب حضرت عثمان رضؓ کی
خلافت کے خلاف فتنہ اُٹھا۔ اور باغیوں نے قصر خلافت گھیر لیا تو
آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت علی رضؓ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ محاصرہ
اُٹھنے تک کے لئے مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ کیونکہ اگر آپ کی موجودگی
میں حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے تو آپ پر اس کا الزام آئے گا۔ لیکن
باغی حضرت علی رضؓ کی نگرانی برابر کرتے رہے۔ اس لئے آپ کہیں جا
نہ سکے البتہ حضرت امام حسن رضؓ کو حضرت عثمان رضؓ کی حفاظت کے لئے

بچ دیا۔ آپ نے نہایت بہادری سے اس خطرہ کی حالت میں اپنے اور
ساتھیوں کو لے کر باغیوں کو روکا۔ اور اندر گھسنے نہ دیا۔ اس مدافعت میں
بھی زخمی ہوئے۔ مگر حفاظت کی تمام تدبیریں ناکام رہیں۔ باغی
اندر گھس گئے اور حضرت عثمان رضؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت علی رضؓ کو خبر ہوئی
نہایت غصہ میں آپ کو طمانچہ مارا اور کہا کہ تم نے کیسی حفاظت کی
کہ اُن کو بچا نہ سکے۔

حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضؓ کو آپ نے مشورہ
دیا کہ جب تک تمام ممالک اسلامیہ کے لوگ آپ سے خلافت کے لئے
درخواست نہ کریں آپ قبول نہ فرمائیے۔ لیکن حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ
خلیفہ کے انتخاب کا حق صرف مہاجرین اور انصار کو ہے۔ جب وہ
کسی کو خلیفہ مان لیں تو تمام ممالک اسلامیہ پر اُس کی اطاعت واجب
ہے۔ اس لئے حضرت علی رضؓ نے خلافت قبول کر لی۔

جب حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ و حضرت زبیر رضؓ حضرت عثمان رضؓ
کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لئے اُٹھے۔ اُس وقت پھر آپ نے حضرت علی رضؓ
کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مدینہ لوٹ چلیں۔ اور کچھ دنوں کے لئے
گھر میں بیٹھ رہیں۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں مدینہ
لوٹنا اور گھر میں بیٹھ رہنا امت کے ساتھ فریب کرنا ہے اس لئے حضرت
علی رضؓ نے اس مشورہ پر بھی عمل نہ کیا۔

جب حضرت علی رضؓ مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے تو آپ نے اپنے

باپ کا ساتھ دیا۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کے ساتھ آپ اہل کوفہ کو
حضرت علیؓ کی مدد کے لئے آمادہ کرنے کو نکلے۔ کوفہ پہنچکر آپ نے سب
کو آمادہ کیا۔ ۹۶۵ آدمی آپ کے ساتھ ہوئے۔ سب کو لیکر حضرت علیؓ
کے پاس آئے۔ اور جنگ کے فیصلہ تک برابر ساتھ رہے جنگ جمل
کے بعد جنگ صفین کا واقعہ ہوا۔ اُس میں بھی آپ اپنے والد کے
ساتھ رہے۔ اور جنگ کے ملتوی ہونے پر جو معاہدہ ہوا اُس پر
آپ نے اپنی گواہی لکھی۔

خلافت کے پانچویں سال حضرت علیؓ پر ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ
کیا۔ نقل و حرکت سے معذور ہو گئے۔ جمعہ کی امامت حضرت
امام حسنؓ نے کی اور حضرت علیؓ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ خدا نے
جس نبی کو بھیجا اُس کو ایک ذات ایک قبیلہ اور ایک گھر عنایت فرمایا
اُس ذات کی قسم جس نے محمدؐ کو بھیجا جو شخص ہم اہلبیت کا کوئی حق
تلف کرے گا۔ خدا اُسی قدر اس کا حق گھٹا دے گا۔ زخم لگنے کے
تیسرے دن آپ نے وفات پائی۔ حضرت حسنینؓ اور حضرت جعفرؓ
نے غسل دیا حضرت امام حسنؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ نماز فجر سے
پہلے مقام رحبہ میں جامع مسجد کے قریب آپ کو دفن کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ
وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

دفن کے بعد آپ جامع مسجد تشریف لائے۔ مسلمانوں نے بیعت
کے لئے ہاتھ بڑھائے۔ آپ نے سب سے بیعت لی۔ اور یہ تقریر

فرمائی لوگو! کل تم سے ایسا شخص جدا ہوا ہے جس سے نہ اگلے بڑھ سکے نہ پچھلے اس کو پا سکیں گے۔ حضورؐ اسلامی جھنڈا دے کر لڑائیوں میں ان کو بھیجتے تھے۔ وہ کسی جنگ میں کبھی ناکام نہیں رہے۔ حضرت میکائیلؑ اور حضرت جبرئیلؑ داہنے اور بائیں ان کے جلو میں ہوتے تھے۔ انھوں نے سات سو درہم کے سوا (جو ان کی تنخواہ سے بچ رہے تھے) کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ یہ درہم بھی ایک خادم خریدنے کے لئے جمع کئے تھے۔ اس تقریر کے بعد آپ نے خلافت کا کام شروع کیا۔

امیر معاویہؓ نے آپ سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ عبداللہ بن عامر کو پہلے روانہ کیا۔ یہ انبار ہوتے ہوئے مدائن پہنچے۔ حضرت امام حسنؓ اس وقت کوفہ میں تھے۔ آپ کو خبر ہوئی تو آپ بھی کوفہ سے مدائن کی طرف بڑھے۔ ساباط پہنچ کر اپنی فوج میں کچھ کمزوری دیکھی۔ اور یہ خیال ہوا کہ اگر لڑائی ہوئی تو مسلمانوں کا کثرت سے خون بہے گا۔ اس طرح مسلمانوں کا خون بہا کر خلافت لینا اچھا نہیں ہے۔ اس لئے اس جگہ رک کر مسلمانوں سے یہ فرمایا کہ

میں کسی مسلمان سے اپنے دل میں کینہ نہیں رکھتا۔ تمھارے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ تمھارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ تم اسے قبول کرو گے۔ جس اتحاد و یکجہتی کو تم ناپسند کرتے ہو وہ اس تفرقہ اور اختلاف سے کہیں

بہتر ہے جیسے تم چاہتے ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر آدمی لڑائی سے اپنا پہلو بچاتے ہیں۔ میں تم لوگوں کو مجبور کرنا نہیں چاہتا۔ میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اگر لڑائی ہو تو مسلمانوں کا کثرت سے خون بہے گا پھر بھی نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ معلوم نہیں۔

آپ کی یہ تقریر سن کر لوگوں کو حیرت ہو گئی کہ امام اس کو کیسے سمجھ گئے۔ بہت سے خارجی تھے جو لڑنا چاہتے تھے۔ انھوں نے آپ کے ساتھ بے ادبی کی۔ جس مصلے پر آپ بیٹھے تھے اس کو چھین لیا گلے سے چادر کھینچ لی۔ آپ نے جب یہ حالت دیکھی تو گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اپنے خیر اندیش ربیعہ اور ہمدان کو آواز دی۔ انھوں نے خارجیوں کے نرغہ سے آپ کو چھوڑا یا۔ آپ سیدھے مدائن روانہ ہو گئے اور وہاں پہونچ کر قصر ابیض میں قیام فرمایا۔ چوں کہ خارجیوں کے نرغہ میں آپ زخمی ہو گئے تھے۔ اس لئے زخم کے اچھے ہونے تک یہیں مقیم رہے۔

شفا ہونے کے بعد آپ پھر عبید اللہ بن عامر سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر آپ کے ساتھیوں نے حضرت امیر معاویہ رض کے انبار آنے کی خبر سنی تو جنگ میں سستی کرنے لگے آپ نے اپنی جماعت کو سست دیکھا تو پھر مدائن لوٹ گئے وہاں عبید اللہ بن عامر نے آپ کو گھیر لیا۔ اُس وقت آپ نے ان شرائط پر امیر معاویہ سے صلح کر لی۔

کوئی عراقی محض بغض و کینہ کی وجہ سے نہ پکڑا جائے۔ سب کو کامل امان دیا جائے۔ اہواز کا کل خراج حضرت امام حسن رضؓ کو دیا جائے حضرت امام حسین رضؓ کو دو لاکھ سالانہ اس کے علاوہ دیا جائے صلے اور عطیات میں بنی ہاشم کو بنی امیہ پر ترجیح دیجائے۔

عبید اللہ بن عامر نے یہ شرائط امیر معاویہ رضؓ کے پاس بھجوا دئے انھوں نے بلا ترمیم سب شرطیں منظور کر لیں۔ اور اپنے قلم سے دستخط کر دیا۔ اس کے بعد حضرت امام حسن رضؓ کوفہ تشریف لے گئے امیر معاویہؓ یہاں آکر حضرت امام حسن رضؓ سے ملے۔ اور زبانی تمام شرطوں کا اقرار کیا۔ پھر امیر معاویہ رضؓ کے کہنے سے آپ نے مجمع عام میں بھی دست برداری کا اعلان کر دیا۔ اور امیر معاویہ رضؓ سے فرمایا کہ یہ خلافت تمھارے لئے فتنہ اور چند روزہ سرمایہ ہے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ صرف پانچ چھ مہینہ رہا۔

ان معاملات کے طے ہو جانے کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ۵۰ھ میں آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے زہر دیدیا۔ زہر قاتل تھا۔ دل اور جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ جب حالت زیادہ نازک ہوئی تو حضرت امام حسین رضؓ کو بلا کر ان سے حالت بیان کی۔ انھوں نے زہر دینے والے کا نام پوچھا۔ آپ نے فرمایا نام پوچھ کر کیا کروگے۔ عرض کیا اس کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا

تعالیٰ بہتر بدلہ لینے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضؓ سے حضورؐ کے پہلوئے مبارک میں دفن کرنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دیدی پھر فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد پھر پوچھ لینا۔ اور فرمایا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اس معاملہ میں بنی امیہ مزاحم ہوں گے اگر ایسا ہوا تو اصرار نہ کرنا۔ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

زہر کے تیسرے دن ربیع الاول ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں ۴۷ یا ۴۸ سال کی عمر میں آپ اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر محبوب حقیقی سے واصل ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت امام حسین رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے پھر اجازت چاہی آپ نے اجازت دیدی۔ لیکن مروان نے روکا حضرت امام حسین رضؓ نے مقابلہ کرنا چاہا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے آپ سے کہا کہ حضرت امام حسن رضؓ کی وصیت بھول گئے۔ آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا وصیت یاد آئی۔ سعید بن العاص عامل مدینہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی جنت البقیع میں اپنی والدہ جگر گوشہ نبی حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آپ کا کمال علمی

حضورؐ کی وفات کے وقت آپ صرف آٹھ برس کے تھے۔ اس لئے براہ راست حضورؐ سے آپ کو فیض نہیں حاصل ہوا۔ مگر آپ کے والد

حضرت علی رضؓ علوم کے سرچشمہ تھے اس لئے آپ بھی علوم دینی سے بہرہ نہیں رہے۔ مدینہ میں علماء کی جماعت میں آپ کا بھی شمار تھا۔ آپ کی روایت سے حدیثیں بھی ہیں جن کو آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ اور حضرت عکرمہؓ اور حضرت محمد بن سیرینؒ وغیرہ سے روایت کی ہیں۔

مذہبی علوم کے علاوہ آپ کو اس زمانہ کے مروجہ علوم میں بھی کافی مہارت تھی۔ شاعری اور زبانی تقریر آپ بہت عمدہ کرتے تھے۔

آپ کے حکیمانہ اقوال

۱۔ ایک شخص نے پوچھا سب سے اچھی زندگی کون بسر کرتا ہے۔ فرمایا جو اپنی زندگی میں دوسروں کو بھی شریک کرے۔ پھر پوچھا سب سے بڑی زندگی کس کی ہے۔ فرمایا جس کے ساتھ کوئی دوسرا اس کی زندگی میں شریک نہ ہو۔

۲۔ ضرورت کا پورا نہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ اس کے لئے کسی نااہل کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳۔ ایک شخص نے آپ سے کہا مجھے موت سے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اس لئے ہے کہ تم نے اپنا مال پیچھے چھوڑ دیا ہے اگر اس کو آگے بھیج دیا ہوتا تو اس تک پہنچنے کے لئے کوشش کرتے اور خوش ہوتے۔

۴۔ مکارم اخلاق دس ہیں۔ زبان کی سچائی۔ جنگ کے وقت حملہ کی شدت۔ سائل کو دینا۔ حسن خلق۔ احسان کا بدلہ دینا۔ صلہ رحم۔ پردیسی کی حفاظت اور مدد کرنی۔ حق دار کے حق کو پہچاننا۔ مہمان نوازی ان سب سے بڑھ کر شرم و حیا۔

۵۔ امیر معاویہ رضؓ نے۔ مروت۔ کرم۔ بہادری کے معنی پوچھے آپ نے فرمایا۔ مروت کہتے ہیں انسان کو اپنے مذہب کی اصلاح کرنا۔ اپنے مال کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنا۔ اور اُسے موقع سے صرف کرنا۔ سلام زیادہ کرنا۔ لوگوں میں ہر دل عزیز بننے کی کوشش کرنا اور کرم کہتے ہیں مانگنے سے پہلے دینا۔ احسان اور سلوک کرنا۔ وقت پر کھلانا پلانا۔ بہادری کہتے ہیں۔ پڑوسی کی طرف سے مدافعت کرنا۔ اُس کی مصیبت میں کام آنا۔ ضرورت پر مدد کرنا۔ اپنی مصیبت پر صبر کرنا۔

۶۔ امیر معاویہ رضؓ نے پوچھا کہ حکومت میں ہم پر کیا فرائض ہیں آپ نے فرمایا۔ جو حضرت سلیمانؑ نے بتلائے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں خدا کا خوف کرے۔ غصہ اور خوشی میں عدل و انصاف کرے۔ فقر و دولت مندی میں درمیانی چال چلے۔ زبردستی کسی کا مال غصب نہ کرے۔ اور نہ اُس کو بے جا صرف کرے۔ جب تک وہ ان باتوں پر عمل کرتا رہے گا اُس کو دنیا میں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

اخلاق و عادات

آپ عابد اور زاہد اور متقی تھے ۔ دنیا کے جاہ و حشم سے بالکل بے نیاز تھے ۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضورؐ کے ارشاد کے مطابق خلافت راشدہ کا زمانہ صرف ۶ ماہ باقی رہ گیا تھا اس کو پورا کر کے آپ اس سے دست بردار ہو گئے ۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد صرف ۳۰ سال خلافت رہے گی ۔ پھر بادشاہت ہو جائے گی ۔

آپ کا محبوب ترین مشغلہ عبادت تھا ۔ آپ کے وقت کا بڑا حصہ عبادت میں صرف ہوتا تھا ۔ فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک مصلے پر بیٹھے رہتے تھے ۔ پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے نے آنے جانے والوں سے ملتے ۔ دن چڑھے چاشت کی نماز پڑھتے پھر امہات المومنین کے پاس سلام کے لئے جاتے ۔ پھر گھر ہو کر مسجد چلے آتے ۔

مکہ معظمہ کے قیام کے زمانہ میں یہ معمول تھا کہ عصر کی نماز خانہ کعبہ میں باجماعت ادا فرماتے ۔ نماز کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف میں مشغول ہو جاتے ۔ سوتے وقت روزانہ سورہ کہف کی تلاوت فرماتے ۔ حج کے لئے پاپیادہ جاتے ۔

(آپ نہایت فیاض تھے ۔ تین بار اپنا آدھا مال راہ خدا میں دیدیا ایک بار ایک شخص مسجد میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ خداوندا مجھے دس ہزار روپیہ کہیں سے دلوا دے ۔ آپ نے سن لیا ۔ گھر تشریف

لے گئے - دس ہزار [illegible] اُس کو دیدئے - اس طرح کی سیکڑوں مثالیں آپ کی فیاضی کی ہیں۔

آپ بے حد خلیق بھی تھے - اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کی حاجت پوری کرتے تھے - ایک دن آپ طواف کر رہے تھے کسی نے اپنی ایک ضرورت سے آپ کو لیجانا چاہا - آپ طواف چھوڑ کر اُس کے ساتھ چلے گئے جب آپ لوٹ کر آئے تو کسی نے اعتراض کیا - آپ نے فرمایا کہ حضورؐ کا حکم ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے جاتا ہے اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے اگر ضرورت پوری نہیں ہوتی جب بھی ایک عمرہ کا ضرور ثواب ملتا ہے۔ اس لئے میں گیا حج و عمرہ کا ثواب بھی لیا اور طواف بھی پورا کر لیا۔

آپ نہایت متحمل اور بردبار تھے - جب آپ نے امیر معاویہ رضؓ سے صلح کر لی تو لوگوں نے آپ کو نہایت برا بھلا کہا - مگر آپ کبھی غصہ نہ ہوئے - بلکہ نرمی سے جواب دیتے تھے کہ میں ایسا نہیں ہوں - البتہ ملک کی طمع میں مسلمانوں کا خون بہانا میں نے پسند نہیں کیا۔

مروان جمعہ کے دن ممبر پر چڑھ کر حضرت علی رضؓ کو برا کہتا - گالیاں دیتا - آپ سنتے اور چپ رہتے - ایک بار اُس نے آپ سے حضرت علی رضؓ کو نہایت سخت کلمات کہلا بھیجے - آپ نے کہا کہ میں گالی دیکر تم پر سے گالی دینے کا داغ نہ مٹاؤں گا - ایک دن ہم تم دونوں خدا کے سامنے حاضر ہوں گے - اگر تم سچے ہو تمھاری سچائی کا بدلہ دے گا

ر چھوٹے ہو تو وہ بڑا منتقم ہے۔

اس غیر معمولی تحمل کا مروان پر بھی اثر تھا۔ آپ کی وفات کے بعد
یہ آپ کے جنازہ پر روتا تھا۔ حضرت امام حسین رضؓ نے فرمایا کہ اب کیوں روتے
ہو۔ اس نے کہا کہ وہ پہاڑ سے زیادہ حلیم و بردبار تھے۔

آپ کے فضائل

حضورؐ کو حضرت امام حسن رضؓ اور حضرت امام حسین رضؓ سے اپنے تمام
اہل بیت سے زیادہ محبت تھی اور خداوند کریم سے دعا فرماتے تھے!
خداوندا میں ان کو محبوب رکھتا ہوں۔ تو بھی ان کو محبوب رکھ۔ اور ان کے
محبوب رکھنے والوں کو محبوب رکھ۔

ابو بریدہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضورؐ خطبہ دے رہے تھے
حضرت حسنین رضؓ آئے آپ نے خطبہ چھوڑ دیا منبر سے اترے۔ دونوں
کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا اور فرمایا کہ خدا نے سچ کہا ہے کہ تمہارا مال اور
تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔ ان دونوں بچوں کو آتے ہوئے دیکھ کر میں ضبط نہ
کر سکا خطبہ چھوڑ کر ان کو اٹھا لیا۔

کبھی حضورؐ نماز پڑھتے ہوتے۔ حضرت حسنین رضؓ سجدہ کی حالت میں
آپ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ جب تک یہ اتر نہ جاتے آپ سجدہ
سے سر نہ اٹھاتے۔ کبھی رکوع کی حالت میں دونوں پاؤں کے بیچ میں
گھس جاتے آپ منع نہ فرماتے۔

کبھی آپ اندر سے ان کو کندھوں پر لے کر نکلتے ۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا کہ اچھی سواری ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا سوار بھی کتنا اچھا ہے ۔

کبھی آپ دونوں کو چادر میں چھپائے ہوئے باہر تشریف لاتے ۔ ایک مرتبہ آپ دونوں کو چھپائے ہوئے نکلے ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ چادر میں کیا چھپائے ہوئے ہیں ۔ آپ نے چادر ہٹا دی تو حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ تھے ۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے بچے اور میری لڑکی کے لڑکے ہیں ۔ خدایا میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں اس لئے تو بھی محبوب رکھ ۔ اور ان کے محبوب رکھنے والوں کو بھی محبوب رکھ ۔ کبھی آپ فرماتے تھے کہ دونوں جنت کے دو پھول ہیں ۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں عشا کی نماز پڑھ کر حضورؐ کے ساتھ ہو لیا ۔ آپ نے میری آواز سن کر پوچھا کون ! حذیفہ ۔ میں نے عرض کیا جی ہاں ۔ فرمایا خدا تمھاری اور تمھاری ماں کی مغفرت کرے دیکھو ابھی ایک فرشتہ آیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا ۔ اس کو خدا نے بھیجا ہے ۔ کہ وہ مجھے سلام کہے اور مجھے خوش خبری دے حضرت فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں ۔

حضورؐ نے حضرت امام حسنؓ کے بابت یہ پیشین گوئی کی تھی کہ میر

یہ بیٹا سید ہے۔ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ امیر معاویہ رضؓ سے صلح کے وقت حضرت امام حسن رضؓ نے اس پیشین گوئی کی تصدیق فرمائی۔

(۲) حضرت امام حسین بن علی رضؓ

آپ کا نام حسین اور ابو عبداللہ کنیت اور سید شباب اہل جنۃ اور ریحانۃ النبی لقب تھا۔ حضورؐ سرور عالم کے نواسے اور جگر پارۂ رسولؐ حضرت فاطمہ زہراؓ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے صاحبزادے تھے۔

آپ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے کہ حضرت حارثؓ کی صاحبزادی نے خواب دیکھا کہ کسی نے رسولؐ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا۔ حضورؐ سے خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا حضرت فاطمہؓ کے لڑکا پیدا ہوگا اور تم اُسے گود میں لوگی۔ شعبان ۴ھ میں آپ پیدا ہوئے۔ اور خواب کی تعبیر کا ظہور ہوا۔

حضورؐ کو ولادت کی خبر ہوئی تو آپ تشریف لائے۔ بچہ کو منگا کر گود میں لیا۔ اور کانوں میں اذان دی۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضؓ کو عقیقہ کرنے اور سر کے بالوں کے ہموزن چاندی خیرات کرنے کا حکم دیا۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے عقیقہ کیا۔ حضورؐ نے آپ کا نام حسین رضؓ رکھا۔

حضورؐ آپ کے ساتھ اور آپ کے بڑے بھائی حضرت امام حسن رضؓ

کے ساتھ غیر معمولی شفقت فرماتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ کے گھر روزانہ دونوں کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ دونوں کو بلا کر پیار کرتے اور کھلاتے۔ دونوں بچے بھی آپ سے بے حد مانوس تھے شوخی کرتے تھے۔ مگر آپ نے کبھی کسی شوخی پر تنبیہ نہیں فرمائی بلکہ اس سے خوش ہوتے تھے۔ آپ سات برس کے تھے کہ آپ کے سر سے حضورؐ کا سایہ عاطفت اُٹھ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی حضورؐ کے نواسے ہونے کی وجہ سے بہت مانتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جب اصحاب بدر کے لڑکوں کے دو دو ہزار وظیفے مقرر کئے تو حضرت حسینؓ کا وظیفہ محض قرابت رسول کے لحاظ سے پانچ پانچ ہزار ماہوار مقرر کیا۔ آپ امام حسینؓ سے فرماتے تھے کہ ہماری عزت جو کچھ ہے وہ خدا کے بعد تمھیں لوگوں کی دی ہوئی ہے۔

حضرت عثمانؓ کے وقت میں آپ پورے جوان تھے ۳۰ھ میں طبرستان کی جنگ میں آپ شریک ہوئے۔ اس کے بعد جب حضرت عثمانؓ کے گھر کو باغیوں نے گھیر لیا تو حضرت علیؓ نے آپ کو اور حضرت امام حسنؓ کو حفاظت کے لئے بھیجا اور حکم دیا کہ باغی اندر نہ گھسنے پائیں ان دونوں بھائیوں نے نہایت بہادری سے باغیوں کو اندر جانے سے روکا۔ مگر باغی کوٹھے پر چڑھ کر اندر اُتر گئے۔ اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ کو خبر معلوم ہوئی تو آپ کو سخت رنج ہوا۔ اور ان

دونوں بھائیوں سے سخت باز پرس کی کہ تمھارے ہوتے ہوئے باغی کیسے اندر گھس گئے۔

جنگ جمل میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تھے۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد حضرت عائشہؓ کو کئی میل تک پہنچانے گئے۔ پھر جنگ صفین میں بھی اپنے والد کے ساتھ رہ کر نہایت بہادری سے لڑے۔ جب جنگ ملتوی ہوئی تو معاہدہ پر نوادر حیثیت سے آپ کے بھی دستخط تھے۔ جنگ صفین کے بعد خوارج کی سرکوبی بھی نہایت بہادری سے کی۔

اس کے بعد ۴۰ھ میں حضرت علیؓ پر ابن ملجم نے قاتلانہ حملہ کیا۔ اس وقت حضرت حسینؓ کو بلاکر مفید نصیحتیں کیں۔ اور محمد بن حنفیہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے بعد آپ شہید ہوگئے۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے۔ مگر مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے حضرت امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح اور خلافت سے دست برداری کا ارادہ کیا۔ اس وقت حضرت امام حسینؓ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ نے سخت مخالفت کی۔ مگر ان کے پکے ارادہ کے سامنے آپ کی مخالفت کا اثر نہ ہوا۔ اور ۴۱ھ میں حضرت امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کرلی۔ اور خلافت سے دست بردار ہوگئے۔ پھر آپ نے بھی کوئی عذر نہ کیا۔

اگرچہ آپ امیر معاویہ رضؓ کو حق پر نہ سمجھتے تھے۔ مگر اُس زمانہ کی لڑائیوں میں برابر شریک ہوتے رہے۔ سنہ ۴۹ھ میں قسطنطنیہ کے معرکہ میں بھی آپ شریک رہے۔ اسی سال حضرت امام حسنؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

اگرچہ امیر معاویہؓ سے حضرت امام حسینؓ کو اپنے بڑے بھائی اور اپنے والد بزرگوار کے معاملات کی وجہ سے رنج رہا۔ مگر آپ نے ان سے ظاہری تعلقات ہمیشہ اچھے رکھے۔ حضرت امام حسنؓ کی خلافت سے دست برداری کے وقت جو رقم امیر معاویہؓ نے آپ کے لئے مقرر کی تھی وہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں پہنچاتے رہے بلکہ اس رقم کے علاوہ بھی آپ کو دیتے رہے۔

سنہ ۵۶ھ میں جب امیر معاویہؓ نے مدینہ والوں سے یزید کے لئے بیعت لی تو آپ نے اور چند عابدین نے اختلاف کیا۔ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں سے کوئی اصرار نہیں کیا۔ مگر اپنے مرنے کے وقت یزید سے کہدیا تھا۔ کہ میرے بعد حضرت زبیرؓ اور حضرت امام حسینؓ تمہارے خلافت کے بارہ میں اختلاف کریں گے۔ اگر ایسا وقت پیش آئے اور تم کو ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو تم درگزر کرنا کیونکہ وہ تمہارے قرابت دار اور حضورؐ کے عزیز ہیں۔

سنہ ۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کا انتقال ہوا۔ یزید تخت حکومت پر بیٹھا تو اُس نے آپ سے اور حضرت ابن زبیرؓ سے بیعت لینا اس لئے

ضروری سمجھا کہ آپ دونوں صاحبوں کی مخالفت سے حجاز۔ عراق۔ شام۔ میں یزید کی مخالفت کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے پاس تاکیدی حکم بھیجا کہ ان دونوں سے فوراً بیعت لے لی جائے۔ اس وقت تک مدینہ میں امیر معاویہ رضؓ کے انتقال کی خبر کسی کو نہ معلوم ہوئی تھی۔ ولید اس حکم سے بہت گھبرایا۔ اس نے اپنے نائب مروان سے مشورہ کیا۔ مروان نہایت سخت مزاج تھا اس نے کہا دونوں کو اس وقت بلا کر بیعت کے لئے کہو۔ اگر مان جائیں تو بہتر ہے۔ اگر نہ مانیں تو دونوں کے سر تن سے جدا کر دئے جائیں۔ ولید نے دونوں صاحبوں کو بلا بھیجا۔ امیر معاویہ رضؓ کی علالت کی خبر پہلے معلوم ہو چکی تھی۔ بے وقت طلبی سے دونوں صاحب سمجھ گئے کہ امیر معاویہ رضؓ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور دونوں صاحبوں کو بیعت کے لئے بلایا گیا ہے۔ آپ اپنی حفاظت کا پورا سامان کر کے گئے۔ ولید نے امیر معاویہ رضؓ کے انتقال کی خبر سنا کر یزید کے لئے بیعت کرنے کو کہا۔ حضرت امام حسین رضؓ نے تعزیت کے بعد فرمایا کہ میرا ایسا آدمی چھپ کر بیعت نہیں کر سکتا جب تم عام بیعت کے لئے لوگوں کو بلاؤ گے تو میں بھی آجاؤں گا۔ عام مسلمان جیسا کریں گے مجھے بھی اس میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ ولید رضامند ہو گیا۔ آپ لوٹ آئے۔ مروان بہت برہم ہوا اور کہا کہ اب تم ان پر قابو نہیں پا سکتے۔ ولید نے کہا افسوس تم حضرت فاطمہ رضؓ جگر گوشۂ رسول ﷺ کے لڑکے حسین رضؓ کے خون سے میرے ہاتھ آلودہ کرانا چاہتے ہو۔

ولید کے پاس سے واپس آنے کے بعد آپ سخت متردد رہے۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مدینہ سے غائب ہو گئے۔ دوسرے دن ولید نے پھر آپ کے پاس آدمی بھیجا۔ آپ نے ایک دن کی اور مہلت مانگی۔ ولید نے اس کو منظور کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اہل وعیال کو لے کر کسی دوسرے شہر میں جانے کا ارادہ کیا محمد بن حنفیہ نے مشورہ دیا کہ اس وقت آپ نہ کسی دوسرے شہر میں جائیے نہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کیجئے۔ بلکہ اپنی خلافت کی دعوت دیجئے۔ اگر لوگ بیعت کر لیں تو خدا کا شکر کیجئے۔ اگر کسی دوسرے شخص پر لوگ متفق ہوں تو اس سے آپ کے فضائل میں کمی نہ آئے گی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ یہاں رہنا تو مشکل ہے۔ اب میں کہاں جاؤں۔ انھوں نے کہا کہ مکہ معظمہ تشریف لیجائیے۔ اگر وہاں اطمینان حاصل ہو جائے تو ممکن ہے کہ کچھ دنوں کے بعد کوئی صورت اچھی نکل آئے اگر اطمینان حاصل نہ ہو تو ریگستان اور پہاڑیوں میں نکل جائیے اور جب تک ملک کا کوئی فیصلہ نہ ہو جائے برابر ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوتے رہئے۔ اس وقت کوئی صائب رائے آپ کے ذہن میں آ جائے گی۔ آپ نے اُن کا یہ مشورہ پسند کیا اور شعبان ۶۰ھ میں مع بال بچوں کے مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

مکہ پہنچنے کے بعد حضرت امام حسینؓ شعب ابی طالب میں ٹھہرے۔ لوگ جوق جوق آپ سے ملنے آئے کوفہ سے خط پر خط آنے

لگے۔ چند عمائدین کوفہ بطور سفیر بھی آئے۔ آپ نے فرمایا میں تمھاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔ لیکن میں ابھی جانا نہیں چاہتا۔ اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ یہ وہاں کے حالات دیکھ کے مجھے اطلاع دیں گے۔ اُس وقت میں ارادہ کروں گا۔ اس کے بعد مسلم کو آپ نے اپنے خط کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ دو آدمی اور اپنے ساتھ لے کر چلے۔ راستہ میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ پانی کی قلت سے آپ کے دونوں ساتھی ہلاک ہو گئے۔ آپ نے کوفہ پہنچکر حضرت امام حسین رض کو خط لکھا کہ میں ان دشواریوں سے یہاں پہنچا۔ کوفہ والے انتظار میں تھے۔ انھوں نے ہاتھوں ہاتھ مجھے لیا۔

مسلم کے کوفہ پہنچنے کے بعد شام کے جاسوسوں نے یزید کو مسلم کے آنے کی اطلاع دی وہاں سے عبیداللہ بن زیاد حاکم دمشق کے نام حکم جاری ہوا کہ فوراً کوفہ جاکر مسلم کو شہر سے نکالدو اور اگر وہ جانے میں کچھ عذر کریں تو قتل کر دو۔ ابن زیاد کو یہ فرمان بصرہ میں ملا۔ اُسی دن حضرت امام حسین ع کا ایک اور قاصد بصرہ والوں کے نام خط لے کر آیا تھا۔ ابن زیاد نے اُس کو گرفتار کرا کے قتل کرا دیا۔ اور بصرہ کی جامع مسجد میں ایک تقریر کی کہ مجھے بصرہ کے ساتھ کوفہ کی بھی حکومت مل گئی ہے۔ میں کوفہ جا رہا ہوں۔ یہاں میرا بھائی عثمان رہے گا۔ یاد رکھو اگر تم لوگوں نے یزید کے خلاف کوئی بات کی تو تم کو اور تمھارے مددگار دونوں کو قتل کر دوں گا۔

اس تقریر کے بعد ابن زیاد کوفہ روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر جامع مسجد میں ایک تقریر کی کہ میں تمہارے شہر کا حاکم ہوکر آیا ہوں۔ تم میں سے جو یزید کا فرماں بردار ہوگا اُس کے ساتھ باپ کی طرح محبت کروں گا۔ اور جو اُن کا مخالف ہوگا اس کے لئے سم قاتل ہوں گا۔

اس اعلان سے مسلم گھبرا گئے۔ رات کو اہل بیت کے ایک دوست ہانی بن عروہ کے گھر گئے انھوں نے آپ کو اپنے زنانے مکان کے ایک گوشہ میں ٹھہرالیا۔ اور اسی دن بصرہ کا ایک معزز شخص شریک بن اعور سلمی بھی آکر ان کے مکان میں مہمان ہوا اُس نے ہانی کو مسلم کی مدد پر آمادہ کیا۔ آپ کے پاس حضرت امام حسین رض کے ماننے والے چھپ کر آنے لگے۔ اور بیعت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار آدمیوں کی تعداد ہوگئی۔

ابن زیاد کو مسلم کی تلاش میں آئے ہوئے عرصہ گذر چکا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے غلام معقل کو آپ کا پتہ لگانے کے لئے مقرر کیا۔ غلام جامع مسجد گیا۔ دیکھا کہ ایک شخص مسلسل نمازیں پڑھ رہا ہے معقل نے قیاس کیا کہ یہ حضرت امام حسین رض کے مددگاروں میں ہوگا اس کے قریب آکر کہا کہ میں ایک شامی غلام ہوں۔ میرے دل میں حضرت امام حسین رض کی محبت ہے۔ میرے پاس تین ہزار روپئے ہیں میں نے سنا ہے کہ کوئی شخص حضرت امام حسین رض کی طرف سے کوفہ میں آیا ہوا ہے۔ یہ رقم میں اس کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں

اس نے پوچھا مسجد میں اور مسلمان ہیں تم نے مجھی سے کیوں پوچھا۔ معقل نے کہا کہ آپ کے چہرہ سے بھلائی کے آثار معلوم ہوئے۔ اس لئے میں نے آپ سے کہا۔ وہ شخص اس کے فریب میں آگیا۔ اور دوسرے روز مسلم کے پاس اس کو لے کر گیا۔ تین ہزار روپئے پیش کرکے بیعت کی۔ بیعت کے بعد نہایت عقیدت مندی ظاہر کرکے وہیں رہنے لگا۔ دن بھر یہاں رہتا اور رات کو ابن زیاد کے پاس جاکر تمام باتوں کی خبر دیتا۔

ہانی ابن زیاد کے خاص آدمی تھے۔ مگر جب سے حضرت مسلم کا ساتھ دینے لگے تھے۔ بیماری کا بہانہ کرکے وہاں جانا چھوڑ دیا تھا ایک روز محمد اشعث نے اُن سے کہا کہ آج میں زیاد سے ملنے گیا تو اُس نے تم کو پوچھا میں نے کہا بیمار ہیں۔ اُس نے کہا کیسے بیمار ہیں کہ دن بھر اپنے دروازہ پر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ تم سے بدگمان ہوگیا ہے تم چلو صفائی کرآؤ۔ وہ محمد ابن اشعث کے ساتھ گئے۔ ابن زیاد نے کہا کہ تم نے مسلم کو چھپا رکھا ہے۔ اور لوگوں کو بیعت کے لئے جمع کرتے ہو۔ ہانی نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے معقل کو سامنے بلایا تو آپ سمجھے کہ یہ عقیدت مند بنکر وہاں رہا۔ اور سارا راز ابن زیاد سے کہدیا ہے اس لئے اقرار کرلیا اور کل واقعہ صحیح صحیح بیان کردیا۔ اور کہا کہ میں ابھی جاکر مسلم کو اپنے گھر سے نکال دیتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم جب تک مسلم یہاں نہ آئیں گے تم جا نہیں سکتے انھوں نے

کہا خدا کی قسم جو میرا مہمان ہے۔ اور میرے یہاں اُس نے پناہ لی ہے
میں قتل کے لئے تمہارے سپرد نہیں کر سکتا۔ اس پر ابن زیاد نے ہانی
کو زور سے بید سے مارا کہ ناک پھٹ گئی اور ابرو کی ہڈی ٹوٹ گئی اور
ان کو قید کر دیا۔
شہر میں ان کے قتل کی خبر ہوئی تو ان کے قبیلہ والوں نے آ کر
ابن زیاد کا گھر گھیر لیا۔ مگر ابن زیاد کے کہنے سے قاضی شریح نے ان کو
اطمینان دلا کر واپس کر دیا۔ مسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ بھی اپنے اٹھارہ
ہزار خیر خواہوں کو لے کر آئے اور ابن زیاد کا گھر گھیر لیا۔ ابن زیاد
کے پاس اُس وقت صرف پچاس آدمی تھے۔ اُس نے سب سے
کہا کہ تم لوگ اپنے قبیلے والوں کو سمجھاؤ۔ اور شہر کے رئیسوں سے کہا
کہ وہ سمجھائیں کہ اس وقت جو یزید کی اطاعت کرے گا اس کو انعام
دیا جائے گا اور اچھا سلوک کیا جائے گا۔ اور جو نافرمانی کرے گا اسکو
سخت سزا دی جائے گی۔ کوفہ کے رئیسوں نے یہ اعلان کیا اور اپنے
اپنے قبیلہ کے لوگوں کو واپس لے گئے۔ مسلم کے پاس صرف ۳۰ آدمی
رہ گئے جب مسلم نے کوفیوں کی یہ غداری دیکھی تو کندہ کے محلہ کی
طرف چلے گئے۔ یہاں باقی تیس آدمیوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا
مسلم یہاں سے بھی بھاگے۔ ایک عورت طوعہ کے گھر پہنچے پیاسے
تھے پانی مانگا۔ اُس نے پانی پلا کر کہا اب جاؤ۔ آپ نے فرمایا
میں ایک پردیسی ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ کچھ سلوک کر سکتی ہو

عورت نے پوچھا کیا۔ آپ نے کہا میں مسلم بن عقیل ہوں۔
کوفہ والوں نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔ اس نے آپ کو اپنے
مکان میں چھپا دیا مگر جب اس کا لڑکا بلال آیا اور اس نے ماں کو ایک
خاص حصہ میں آتے جاتے دیکھ کر باصرار پوچھا تو رازداری کا وعدہ
لے کر بتلا دیا۔

ابن زیاد برابر مسلم کی تلاش میں رہا۔ ایک دن مسجد میں تمام
شہر والوں کو جمع کر کے کہا کہ تم لوگوں نے مسلم کو چھپا رکھا ہے جس کے
گھر میں وہ ہوں گے اس کی سخت سزا کی جائے گی۔ اور جو گرفتار
کر کے لائے گا اس کو انعام دیا جائے گا۔ اور حصین بن تمیم کو
ان کے تلاش کے لئے مقرر کیا۔ اس اعلان کو سن کر بلال گھبرا گیا
اس نے ظاہر کر دیا کہ مسلم ہمارے گھر میں ہیں۔

ابن زیاد نے ستر آدمیوں کو آپ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔
آپ نے تنہا اُن سب کا مقابلہ کیا۔ جب بہت زخمی اور کمزور
ہو گئے تو لوگوں نے گرفتار کر لیا اور تلوار چھین لی۔ اس وقت آپ نے
اس دستہ کے امیر محمد ابن اشعث سے کہا کہ مجھے اپنا کوئی غم نہیں
ہے۔ مگر تم سے وصیت کرتا ہوں کہ اگر تم سے ہوسکے تو حضرت
امام حسین رضؓ کو جو معہ اپنے بال بچوں کے چل چکے ہیں۔ میرا یہ پیام
پہنچا دینا کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ لوٹ جائیں۔ کوفہ والوں پر ہرگز
بھروسہ نہ کریں۔ انھوں نے کہا میں تمہارا یہ پیام ضرور پہنچا دونگا۔

اس کے بعد محمد بن اشعث آپ کو ابن زیاد کے پاس لایا۔ اور کہا کہ میں نے ان کو امان دیدیا ہے۔ آپ ان کو قتل نہ کیجئے۔ ابن زیاد نے کہا۔ تم کو امان دینے کا کوئی حق نہ تھا۔ مسلم بہت پیاسے تھے۔ ٹھنڈا پانی سامنے رکھا تھا۔ مسلم بن عمرو کے قبضہ میں تھا۔ اس نے نہ دیا اور کہا کہ اس کے عوض تم کو دوزخ کا کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ آپ نے فرمایا میں تو نہیں مگر تو کھولتے پانی اور دائمی دوزخ کا مستحق ہے۔

اس کے بعد ابن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ اس نے قتل کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا میں اپنے کسی قبیلہ والے سے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ ابن زیاد نے اس کو منظور کیا۔ عمر بن سعد آپ کے پاس تھا۔ مسلم نے اس سے وصیت کی کہ میں کوفہ میں سات سو درہم کا قرضدار ہوں اس کو تم ادا کر دینا۔ اور میری لاش ان سے لیکر دفن کر دینا اور حضرت امام حسین رضہ آرہے ہوں گے ان کے پاس آدمی بھیج کر راستہ سے واپس کر دینا۔ ابن زیاد نے کہا کہ مال کے متعلق جو وصیت ہے اس کے بابت تم کو اختیار ہے۔ لیکن لاش کے بارہ میں تمہاری سفارش نہیں سنوں گا۔ اور حضرت امام حسین رضہ یہاں نہ آئیں گے تو میں پیچھا نہ کروں گا۔ اگر آئے تو چھوڑوں گا بھی نہیں۔

اس وصیت کے بعد ابن زیاد نے وہ الزامات بتلائے جو آپ پر لگائے گئے تھے منجملہ اس کے سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ تمام لوگ

یزید کی خلافت پر متفق تھے۔ تم اختلاف پیدا کرنے کے لئے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں خود اس لئے نہیں آیا۔ بلکہ کوفہ والوں نے بلایا۔ اُن کا یہ خیال تھا کہ تمہارے باپ نے نیک لوگوں کو قتل کیا۔ اور اسلامی جمہوریت چھوڑ کر قیصر و کسریٰ کے طرز پر عمل کیا۔ اس لئے ہم یہاں قیام عدل کتاب اللہ کے احکام کی دعوت دینے کے لئے آئے اس کے بعد ابن زیاد نے آپ کو پانی پلوایا۔ اور جلادوں کو حکم دیا کہ ان کو بالا خانہ پر لے جاکر قتل کرو۔ جلاد آپ کو لیکر چلا۔ آپ تکبیر پڑھتے استغفار کرتے درود بھیجتے ہوئے چلے۔ جلاد نے اوپر لے جاکر آپ کا سر تن سے جدا کر کے سر اور تن دونوں نیچے پھینکدیا۔ انا للہ الخ

حضرت امام حسین رض کو مسلم کی شہادت اور کوفیوں کی غداری کا حال تو معلوم نہ تھا۔ پہلی خبر کے مطابق آپ نے سفر کی تیاریاں شروع کردیں۔ حضرت علی رض اور حضرت امام حسن رض کے ساتھ کوفیوں نے جو بے وفائی کی تھی اُس کا علم سب کو تھا۔ اس لئے سب نے آپ کو روکا۔ سب سے پہلے عمرو بن عبدالرحمن رض نے روکا اور کہا کہ عوام روپے پیسے کے غلام ہیں۔ وہاں کے اُمراء حکام کے قبضہ میں بیت المال ہے۔ مجھے خوف ہے کہ جن لوگوں نے آپ کی مدد کا وعدہ کیا ہے وہی آپ سے لڑیں گے۔ آپ نے اُن کا شکریہ ادا کیا پھر عبداللہ بن عباس رض آئے۔ اور فرمایا کہ میں تم کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں کہ تم اس سفر سے باز آؤ۔ مجھے خوف ہے کہ کوفی تم کو دھوکا دیں گے

تمھاری مخالفت کریں گے۔ اور تم کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے
آپ نے فرمایا میں استخارہ کروں گا۔ جو جواب آئے گا اس پر عمل
کروں گا۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آئے انھوں نے عرض کیا
آپ مکہ ہی میں رہیں۔ ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے
پوری کوشش کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے
سنا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حرم کا ایک مینڈھا ہے جس سے اس کی
حرمت اٹھ جائے گی۔ میں وہ مینڈھا بننا نہیں چاہتا۔

دوسرے دن حضرت عبداللہ بن عباسؓ پھر تشریف لائے
فرمایا کہ اے میرے چچا کے بیٹے میرا دل نہیں مانتا۔ میں صبر کرنا چاہتا
ہوں مگر کر نہیں سکتا۔ مجھے اس راستہ میں تمھارے لئے ہلاکت کا
خوف ہے۔ عراقی نہایت فریبی ہیں۔ تم ہرگز ان کے فریب میں نہ
آؤ۔ مکہ ہی میں رہو۔ تم اہل حجاز کے سردار ہو۔ اگر ان کا دعویٰ صحیح ہے
تو اُن کو لکھو پہلے اپنے دشمنوں کو نکالدیں پھر تم جاؤ لیکن اگر تم جانا ہی
چاہتے ہو تو یمن چلے جاؤ وہاں تمھارے باپ کے حامی ہیں۔ وہاں
گوشہ عافیت میں بیٹھ کر لوگوں کو دعوتی خطوط لکھو اس طرح امن و عافیت
کے ساتھ تمھارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ مجھے آپ کی محبت کا پورا یقین ہے
لیکن اب تو میں ارادہ کر چکا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب بالکل مایوس
ہو گئے تو فرمایا کہ اچھا عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لیجاؤ مجھے خطرہ ہے

ضرت عثمانؓ کی طرح تم اپنے بچوں اور عورتوں کے سامنے نہ قتل کردئے
ؤ۔ اور وہ غریب دیکھتے رہ جائیں۔ لیکن تقدیر ٹل نہ سکتی تھی۔ اس لئے
بداللہ بن عباسؓ کی کوئی کوشش کام نہ آئی۔

پھر ابوبکر بن حارثؓ آئے۔ اور کہا کہ آپ کے والد صاحب اقتدار
تھے شام کے علاوہ تمام ممالک محروسہ اُن کے ساتھ تھے۔ باوجود اس
کے جب وہ امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں نکلے تو لوگوں نے دنیا کی طمع
کی وجہ سے اُن کا ساتھ نہ دیا۔ اور اُن کے مخالف ہوگئے۔ خدا کی مرضی
پوری ہوکر رہی۔ اُن کے بعد آپ کے بھائی کے ساتھ عراقیوں نے
کیا کیا۔ یہ سب واقعات آپ کے نظروں کے سامنے ہیں۔ اس کے
بعد بھی آپ اپنے والد کے دشمنوں کے پاس اس امید سے جاتے
ہیں کہ وہ آپ کا ساتھ دیں گے۔ یاد رکھئے کہ یہ کوفی سگ دنیا طمع دنیا
اور رعب میں آکر آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اور دشمنوں سے ملکر
آپ کے دشمن ہو جائیں گے حضرت امام حسینؓ نے جواب دیا کہ خدا
کی مرضی پوری ہوکر رہے گی۔ اس کے بعد عبداللہ بن عمرؓ اور دوسرے
خیرخواہوں نے روکنے کی کوششیں کیں۔ مگر ساری کوششیں
بیکار ہوئیں۔

۸ ذی الحجہ ۶۰ھ میں آپ کا قافلہ مکہ معظمہ سے روانہ ہوا۔ جب
آپ صفاح پہنچے تو یہاں فرزدق شاعر ملا اس سے آپ نے
عراق کے حالات پوچھے۔ اس نے کہا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ

ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا اگر خدا کا حکم ہمارے
موافق ہوا تو اس کا شکر گذار ہونگا اور اگر اس کا فیصلہ ہمارے خلاف ہوا
تو ہماری نیت حق ہے۔ اس کے بعد قافلہ آگے بڑھا۔

راستہ میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا خط ملا۔ کہ میں خدا کا واسطہ
دلاتا ہوں آپ فوراً لوٹ آئیے۔ مجھے ڈر ہے آپ کی ہلاکت اور اہلبیت
کی بربادی کا۔ اگر خدانخواستہ آپ ہلاک ہو گئے تو دنیا تاریک ہو جائیگی
آپ کی ذات پر ایمان والوں کا آسرا ہے۔ آپ جلدی نہ کیجئے خط کے
بعد میں بھی پہنچتا ہوں۔ اس کے بعد آپ عمرو بن سعید حاکم مکہ
کا خط لیکر گئے کہ شاید اس سے آپ کو اطمینان ہو اور آپ رک جائیں
آپ نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کی ہے۔ اس میں آپ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ میں اس
ضرور پورا کروں گا۔ خواہ اس کا نتیجہ میرے موافق نکلے یا مخالف۔ عبداللہ
نے پوچھا وہ کیا خواب تھا۔ آپ نے فرمایا وہ راز ہے۔ نہ میں نے
کسی سے بیان کیا ہے نہ بیان کروں گا۔

آپ نے مقام حاجز پہنچکر قیس بن مسہر کو اپنے خط کے ساتھ
کوفہ بھیجا۔ قادسیہ پہنچکر قیس گرفتار ہو گئے۔ اور ابن زیاد کے پاس
کوفہ بھجوا دیے گئے۔ ابن زیاد نے ان کو یہ حکم دیا کہ محل کی چھت پر
چڑھ کر حضرت امام حسینؓ اور حضرت علیؓ کو گالیاں دو۔ یہ چھت
چڑھے تو پکار کر حضرت امام حسینؓ کے آمد کی اطلاع دی کہ وہ حاجز

پہنچ گئے۔ اور ابن زیاد پر لعنت اور حضرت علیؓ کے لئے استغفار کیا۔ ابن زیاد نہایت غصہ ہوا اور حکم دیا کہ محل کے نیچے گرا کر مار ڈالے جائیں اسی وقت حکم کی تعمیل ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ

بطن رملہ سے آگے بڑھ کر آپ سے **عبداللہ بن مطیع** سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا کہ آپ مدینہ سے کیوں نکلے۔ آپ نے فرمایا کوفہ والوں نے بلایا ہے۔ انھوں نے کہا خدا کے واسطے آپ کوفہ نہ جایئے وہاں یقیناً شہید کر دیئے جائے گا۔ فرمایا جو کچھ خدا نے لکھ دیا ہے وہ ضرور ہوتا ہے۔

وہاں سے چلکر مقام زرود میں **زہیر بن قین** کا خیمہ نظر آیا جو حج سے آ رہے تھے۔ آپ نے اُن کو بلا بھیجا۔ وہ آئے۔ آپ سے باتیں ہونے کے بعد اُنھوں نے اپنا خیمہ آپ کے خیمہ کے قریب نصب کرایا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے جان دینے کی ٹھان لی ہے۔ تم میں سے جو شہادت چاہتا ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ اور جو نہ چاہتا ہو وہ لوٹ جائے۔ اس پر کسی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ سب لوٹ گئے۔

وہاں چلکر مقام **ثعلبیہ** میں قیام کیا۔ یہاں آپ کو حضرت مسلمؓ اور ہانی کے شہید ہونے کا حال معلوم ہوا۔ آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اس کے بعد آپ کے خیر خواہوں نے ایک بار پھر سمجھایا کہ آپ یہیں سے لوٹ چلئے۔ مگر مسلم کے بھائیوں نے ضد کی

کہ خدا کی قسم جب تک ہم اپنے بھائی کا بدلہ نہ لے لیں گے یا قتل نہ ہو جائیں گے ہرگز نہ لوٹیں گے۔ آپ نے فرمایا جب یہی لوگ نہ ہوں گے تو ہماری زندگی کس کام کی۔

یہاں سے پھر قافلہ آگے بڑھا۔ زبار پہنچکر خبر ملی کہ عبداللہ بن یقطر جن کو آپ نے راستہ سے حضرت مسلم رضؓ کے پاس خط لے کر بھیجا تھا۔ زہیر بن قین کی طرح قتل کر دیئے گئے۔

اس کے بعد آپ نے تمام ساتھیوں کو جمع کر کے ایک تقریر فرمائی کہ مسلم بن عقیل۔ ہانی بن عروہ۔ عبداللہ بن یقطر کے قتل کی خبر آچکی ہے ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے تم میں سے جو لوٹنا چاہے خوشی سے لوٹ جائے۔ اس تقریر کے بعد راہ سے جو لوگ ساتھ ہو گئے تھے۔ سب چلے گئے۔ صرف وہی لوگ باقی رہ گئے جو مدینہ سے ساتھ آئے تھے۔

یہاں سے چلکر بطن عقبہ پہنچے۔ یہاں ایک شخص نے نہایت خوشامد کے ساتھ کہا کہ للہ آپ نہ جائیے۔ آپ تیروں کی انی اور تلواروں کی دھار کے مقابلہ میں جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو تم کہتے ہو میں بھی جانتا ہوں لیکن خدا کے حکم کے خلاف نہیں کیا جا سکتا۔

یہاں سے چلکر قافلہ شراف میں اترا۔ یہاں سواریوں کو پانی پلا کر ذی حشم میں پہنچ کر خیمہ نصب کیا۔ اب محرم کا مہینہ ۶۱ھ شروع ہو گیا تھا۔ یہاں حر بن یزید تمیمی سے (جو حکومت کی طرف سے آپ کے

قافلہ کو گھیر کر کوفہ پہنچانے کے لئے مقرر تھا) ملاقات ہوئی - ایک ہزار سوار اس کے ساتھ تھے - ظہر کا وقت آیا تو حضرت امام حسین رضؓ نے اذان کا حکم دیا - جب نماز کے لئے تیار ہوئے تو حُر کی فوج کے سامنے آپ نے یہ تقریر فرمائی -

میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں - اور تم لوگوں سے معذرت کرتا ہوں کہ میں خود نہیں آیا - میرے پاس تمہارے خطوط گئے قاصد آئے کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے - آپ آئیے - شاید خدا آپ کے ذریعہ سے ہم کو سیدھے راستہ پر لگا دے - اب میں آگیا ہوں - اگر تم میرا ساتھ دینے کا اقرار کرو اور مجھے اطمینان دلاؤ تو میں تمہارے شہر چلوں اگر تم نہیں چاہتے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں لوٹ جاؤں - یہ تقریر سن کر سب چُپ رہے - آپ نے تکبیر کہنے کا حکم دیا اور حر سے پوچھا میرے ساتھ نماز پڑھو گے - کہا ہاں - آپ کے پیچھے حُر نے نماز پڑھی پھر اپنے خیمہ میں چلا آیا - آپ اپنے خیمہ میں تشریف لائے - اس کے بعد آپ نے قافلہ کو کوچ کا حکم دیا - کوچ کے پہلے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی پھر یہ تقریر کی -

لوگو! اگر تم خدا سے ڈرو اور حق کو پہچانو تو یہ خدا کی رضامندی کا سبب ہوگا - ہم اہل بیت خلافت کے اُن دعوے داروں کے مقابلہ میں جن کو اس کا کوئی حق نہیں اور جو تم پر ظلم اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرتے ہیں - خلافت کے حقیقی مستحق ہیں - اگر تم کو ہمارا آنا

ناگوار ہے اور تم ہمارا حق نہیں پہچانتے تو تم ہم کو بتلا دو ہم لوٹ جائیں ۔
اس تقریر پر حر نے پوچھا قاصد اور خطوط کیسے ۔ آپ نے کوفیوں کے خطوط نکال کر سامنے رکھ دیئے ۔ ان خطوط کو دیکھ کر حر نے کہا ہم لوگوں کا اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ہم کو یہ حکم ملا ہے کہ آپ سے جس جگہ ملاقات ہو جائے وہاں سے آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں اور آپ کو ابن زیاد کے پاس پہنچا دیں ۔ آپ نے قافلہ کو لوٹانا چاہا مگر حر نے لوٹنے نہیں دیا ۔ آپ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو ۔ اس نے کہا صرف یہ کہ آپ میرے ساتھ ابن زیاد کے پاس چلیں ۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا کہنا نہیں مان سکتا ۔ حر نے کہا تو پھر آپ ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ کو جاتا ہو نہ مدینہ کو ۔ میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں آپ یزید کو لکھئے شاید خدا کوئی صورت پیدا کر دے ۔ آپ عذیب اور قادسیہ کے بائیں جانب سے چلے اور حر بھی ساتھ چلا ۔ مقام بیضہ میں پہونچ کر آپ نے پھر ایک خطبہ دیا ۔
لوگو! رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ظالم اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے والے اور خدا کے عہد کو توڑنے والے ۔ طریقۂ رسول کی مخالفت کرنے والے اور خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرنے والے بادشاہ کو جس نے دیکھا اور قول اور فعل میں اس کو غیرت نہ آئی تو خدا کو حق ہے کہ اس کو اس بادشاہ کی جگہ دوزخ میں داخل کرے ۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ ۔ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی

ہے۔ اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ ملک میں فساد پھیلا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حدود کو بیکار کر دیا ہے۔ مال غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر دیا ہے۔ اس لئے مجھکو غیرت آنے کا زیادہ حق ہے۔ میرے پاس تمھارے خطوط تمھارے قاصد لائے۔ تم نے میرے بابت بیعت کر لی ہے اگر تم اپنی بیعت پوری کرو گے تو ٹھیک راستہ پر رہو گے۔ میں علی رضؓ اور فاطمہ رضؓ بنت رسول اللہؐ کا بیٹا حسینؓ ہوں۔ میری جان تمھاری جانوں کے برابر اور میرے اہل تمھارے اہل کے برابر ہیں۔ میری ذات تمھارے لئے نمونہ ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے اور میری بیعت سے الگ ہو جاؤ گے تو تم بدنصیب ہو گے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب مجھ کو تمھاری امداد سے بے نیاز کر دے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اس تقریر کو سنکر حر نے کہا کہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپ قتل کر دئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو۔ میں عنقریب روانہ ہوتا ہوں۔ موت جوانمرد کے لئے عار نہیں ہے۔ جبکہ اس کی نیت نیک ہو۔ اور مسلمان کی طرح جہاد کرے۔

عذیب الہجانات پہنچکر آپ کے چار انصار ملے جو طرماح بن عدی کی رہنمائی میں کوفہ سے آرہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کوفیوں کا کیا حال ہے۔ انھوں نے کہا کہ کوفہ کے شرفا کو بڑی رشوتیں دی گئی ہیں۔ اس لئے وہ سب آپ کے خلاف ہیں۔ لیکن عوام کے

دل آپ کی طرف مائل ہیں مگر اُن کی تلواریں آپ پر کھنچی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے قیس بن مسہر کا حال پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ وہ قتل کر دئے گئے۔ اس خبر سے آپ کے دل پر اثر ہوا آپ روئے اور یہ آیت پڑھی۔ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا۔ ترجمہ۔ مسلمانوں میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے اپنی منت پوری کی (یعنی شہید ہو گئے) اور بعض اُن میں سے ایسے ہیں جو (شہادت کے) منتظر ہیں۔ اور انھوں نے کوئی رد و بدل نہیں کیا۔ پھر قیس کے لئے دعا فرمائی کہ اے خدا ہم کو اور ان لوگوں کو جنت عطا فرما۔ اور اپنی رحمت میں ہمارے اور اُن کے لئے ثواب کا بہترین ذخیرہ جمع فرما۔

طرماح نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو یہ عرض کیا کہ خدا کے لئے آپ آگے نہ جائیں۔ وہاں آپ کے قتل کا پورا سامان ہے۔ آپ میرے ساتھ چلکر پہاڑ کے دامن میں رہیں۔ وہاں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی مقابلہ کا ارادہ کرے گا تو آپ طے کے قبیلے کو بلا لیجئے گا۔ دس دن کے اندر بیس ہزار طائی بہادر آجائیں گے۔ جو آپ کے سامنے اپنی تلواروں کے جوہر دکھائیں گے۔ آپ نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور اُن کے لئے دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ اب ہم نے حُر سے معاہدہ کر لیا ہے۔ اس لئے لوٹ نہیں سکتے۔ طرماح نے کہا کہ اچھا میں اپنے بال بچوں سے ملکر آپ کی مدد کے لئے آتا ہوں مگر آپ

شہادت اس قدر جلد ہوگئی کہ طرماح نہ آسکے۔

یہاں سے چل کر آپ **قصر بنی مقاتل** پہنچ کر ٹھہرے۔ کچھ رات کے بعد آپ کی آنکھ لگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن پڑھتے ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے **حضرت امام زین العابدینؓ** نے پوچھا کہ آپ نے الحمد للہ اور انا للہ کیوں پڑھا۔ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں ایک سوار دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ قوم جا رہی ہے اور موت اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔ یہ خواب ہماری موت کا ہے۔ صاحبزادے نے عرض کیا کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔ عرض کیا کہ جب حق کی راہ پر موت ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ آپ نے ان کو اس ہمت پر دعا دی۔ اور صبح کو یہاں سے کوچ کا حکم دیا۔

یہاں سے چل کر آپ دوسری محرم ۶۱ھ کو **نینوا** کے میدان کربلا میں ٹھہرے۔ ابن زیاد نے **ابن سعد** کو بلا بھیجا اور کہا کہ اگر تم حسینؓ کا مقابلہ کر کے اس میں کامیابی حاصل کرو گے تو تم کو رے کی حکومت دی جائے گی۔ وہ تیار ہو گیا اس کے بھانجے **حمزہ بن مغیرہ** اور **عمار بن عبداللہ بن یسار** نے اس کو بہت سمجھایا کہ حضرت امام حسینؓ کے خون سے اپنے ہاتھ کو آلودہ کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کر۔ مگر حکومت رے کی طمع نے اس کو اس کام سے باز نہ رہنے دیا۔

۳ محرم ۶۱ھ کو چار ہزار فوج کے ساتھ ابن سعد نینوی پہنچا پہلے

قرہ بن سعد حنظلی کو بھیجا کہ جاکر پوچھو کس لئے آئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ تمھارے شہر والوں نے مجھے خطوط بھیج کر بلایا ہے۔ اب اگر تم لوگ میرا آنا ناپسند کرتے ہو تو میں لوٹ جاؤں۔ قرہ نے ابن سعد کو یہ جواب سنا دیا۔ اس نے اپنا سوال اور اُن کا جواب ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ ابن زیاد نے لکھا کہ تم حسینؑ اور اُن کے کل ساتھیوں سے یزید کے لئے بیعت لو۔ اگر وہ نہ کریں تو دیکھا جائے گا۔ اس کے بعد ہی ابن زیاد کا دوسرا حکم پہنچا کہ حسینؑ اور اُن کے ساتھیوں کے لئے پانی بند کردو اس نے فوراً پانسو سواروں کا ایک دستہ فرات پر متعین کرا دیا۔ اس دستہ نے ساتویں محرم سے پانی روک دیا۔ آپ کے سوتیلے بھائی حضرت عباس بن علی تیس ۳۰ سوار اور بیس ۲۰ پیدل کے ساتھ گئے اور مقابلہ کر کے سب کو ہٹا دیا پیادوں نے مشکیزے بھر کر خیمہ میں پہنچا دیا۔

اس کے بعد حضرت امام حسینؑ نے ابن سعد کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ ہم رات کو کسی وقت اپنے اور تمھارے لشکر کے درمیان تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ ملنے کے لئے آیا۔ بہت دیر تک باتیں رہیں۔ یہ باتیں کیا تھیں۔ اس کا علم سوا خدا کے کسی کو نہیں ہے۔

اس کے بعد ابن زیاد نے ابن سعد کے پاس نہایت سخت پیغام شمر ذی الجوشن کے ذریعہ سے بھیجا کہ تم حسینؑ اور ان کے ساتھیوں سے میرا حکم ماننے کو کہو۔ اگر مان جائیں تو سب کو ہمارے پاس بھیجدو۔

اور اگر نہ مانیں تو فوراً حملہ کر دو۔ اور یہ کام تم سے نہ ہو سکے تو تم الگ ہو جاؤ اور شمر ذی الجوشن کے حوالہ کر دو۔ ابن سعد اس حکم کے بعد مقابلہ کے لیئے تیار ہو گیا۔

۹ محرم کو جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور عصر کے وقت ابن سعد کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر پھر آپ سے ملنے کے لیئے آیا۔ حضرت عباس رضؓ نے حضرت حسینؓ کو جانے نہ دیا خود گفتگو کے لیئے گئے۔ ابن سعد نے کہا کہ اب ہم جنگ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا میں امام کو تمہارا ارادہ بتلاتا ہوں۔ جب حضرت امام حسینؓ کو آپ نے اس ارادہ کی خبر کی تو آپ نے فرمایا کہ آج رات کی اور مہلت لے لو تاکہ آخر رات میں اچھی طرح نمازیں پڑھ لیں اور دعائیں مانگ لیں اور توبہ و استغفار کر لیں۔ حضرت عباس رضؓ نے جا کر کہا کہ آج تم لوگ لوٹ جاؤ۔ رات کو ہم اس معاملہ میں غور کریں گے۔ صبح کو جواب دیں گے۔ ابن سعد لوٹ گیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے یہ فرمایا۔

میں خدا کا بہترین تعریف کرنے والا ہوں۔ اور مصیبت اور راحت ہر حال میں اس کا شکر گزار ہوں۔ اے خدا میں تیری تعریف کرتا ہوں کہ تو نے ہم لوگوں کو نبوت سے سرفراز کیا۔ اور ہمیں سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں۔ اور خدا شناس دل دیا۔ ہم کو قرآن سکھایا۔ اور دین کی سمجھ دی۔ اب ہم کو اپنے شکر گزار بندوں میں شامل

فرما مجھے اپنے ساتھیوں سے زیادہ اچھے اور وفادار کسی کے ساتھی او
اپنے اہل بیت سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحم کرنے والے کوئی دوسر
نہیں معلوم ہوتے - خدا تم لوگوں کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے
میں تم لوگوں کو بخوشی واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں - رات
ہو چکی ہے ایک ایک اونٹ لو اور ایک ایک آدمی میرے ایک ایک
اہل بیت کا ہاتھ پکڑ لو اور اپنے شہروں اور دیہاتوں میں چلے جا
یہاں تک کہ خدا یہ مصیبت آسان کر دے -

اس تقریر کے بعد تمام اعزہ نے یہ جواب دیا کہ کیا ہم صرف اس
لئے چلے جائیں کہ آپ کے بعد زندہ رہیں - خدا ہم کو یہ دن نہ دکھا
اس کے بعد آپ نے بنو عقیل سے فرمایا کہ تمھارے لئے مسلم کا قتل
بہت ہو چکا - اس لئے میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم لوٹ جاؤ - مسلم
کے بھائیوں نے کہا ہم لوگوں کو کیا جواب دیں گے جب وہ کہیں گے
کہ تم اپنے سردار اپنے ابن عم کو چھوڑ آئے - اور ان کے لئے ایک تیر
بھی نہ چلایا - ایک نیزہ بھی نہ مارا - تلوار کا ایک وار بھی نہ کیا - خدا کی
قسم ہم ہرگز نہ لوٹیں گے - جان مال عیال سب آپ پر سے فدا
کردیں گے آپ کے بعد جینا بیکار ہے -

پھر مسلم بن عوسجہ رح نے کہا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو خدا
کو کیا منہ دکھائیں گے - خدا کی قسم میں اس وقت تک آپ کا ساتھ
نہ چھوڑوں گا جب تک دشمنوں کے سینوں میں نیزہ نہ توڑ لوں اور

تلوار نہ چلاؤں۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس ہتھیار نہ ہوتے تو دشمنوں سے پتھر مار مار کر لڑتا۔ اور آپ پر سے فدا ہو جاتا۔

پھر سعد بن عبداللہ حنفی رح نے کہا خدا کی قسم ہم اُس وقت تک آپ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے۔ جب تک خدا کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ ہم نے رسول اللہ ؐ کے بعد بھی آپ کے حکم کا خیال رکھا۔ اگر مجھے بھی یقین ہوتا کہ میں ستّر مرتبہ قتل کیا جاؤں گا۔ اور پھر مرتبہ زندہ کر کے آگ میں جلا کر میری خاک اڑا دی جائے گی تو بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑتا۔ نہ کہ یہ معلوم ہے کہ مرنا ایک ہی مرتبہ ہے۔ اور اس موت میں ابدی عزت ہے۔

پھر زہیر بن قین رح نے کہا خدا کی قسم مجھے تمنا ہے کہ میں مارا جاتا پھر زندہ ہوتا پھر مارا جاتا۔ اسی طرح ہزار مرتبہ زندہ ہو ہو کر قتل ہوتا اور خدا میرے اس طرح سے قتل ہونے سے آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو بچا لیتا۔ اسی طرح تمام جاں نثاروں نے آپ کے سامنے اپنی جاں نثاری کا اظہار کیا۔

اس کے بعد آپ نے خیمہ کی حفاظت کا انتظام کیا۔ پیچھے خندق کھدوا کر آگ جلا دی پھر تلواریں صاف کیں۔ آپ کی ہمشیرہ حضرت زینب رض نے یہ سامان دیکھا تو آپ کے پاس دوڑتی ہوئی آئیں اور چیخ مار کر رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ کاش موت آج میری زندگی کا خاتمہ کر دیتی۔ ہماری ماں ہمارے باپ ہمارے بھائی سب گذر گئے

تمہیں ہمارے محافظ اور ہمارا سہارا ہو۔ میں آپ پر سے قربان ہوں آپ کے بدلہ اپنی جان دینی چاہتی ہوں۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو گئیں آپ نے پانی چھڑکا۔ ہوش میں آئیں۔ تو آپ نے فرمایا زینب! خدا سے ڈرو اور اسی سے تسکین حاصل کرو۔ زمین اور آسمان والے سب ایک دن مرجائیں گے۔ سوا خدا کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ میری ماں میرے باپ۔ میرے بھائی سب مجھ سے بہتر تھے۔ رسول اللہ کی ذات عالی ہر مسلمان کے لئے نمونہ ہے۔ تم اس نمونہ سے تسلی حاصل کرو۔ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد رسول کے طریقہ کے خلاف ہرگز نہ کرنا۔ نہ گریبان پھاڑنا۔ نہ منہ نوچنا اس کے بعد آپ باہر آئے۔ اور تمام رات نماز۔ دعا۔ استغفار اور گریہ وزاری میں مصروف رہے۔

جب جمعہ کے دن عاشورہ کی صبح ہوئی تو آپ نے حضرت عباس کے ہاتھ میں علم دیا اور ۷۲ آدمیوں کی جماعت کو لیکر چار ہزار شامیوں کے مقابلہ کے لئے چلے۔ قرآن مجید سامنے رکھا اور دونوں ہاتھ اٹھا کے خداوند کریم کے سامنے یہ عرض کیا۔

خداوندا! تو ہر مصیبت میں میرا بھروسہ اور ہر تکلیف میں میرا سہارا ہے۔ مجھ پر جو وقت آئے ان میں تو ہی میرا پشت پناہ رہیں نے اپنے تمام نازک اوقات میں سب کو چھوڑ کر تیری ہی طرف رجوع کیا۔ تجھی سے شکایت کی۔ تو نے ہمیشہ میری مدد کی۔ اور

ہر اسہارا نبا رہا۔ تو ہی ہر نعمت کا ولی ہے۔ ہر بھلائی کا مالک اور ہر آرزو کا منتہی ہے۔

جب آپ دعا سے فارغ ہوئے تو ایک بار پھر شامی فوج کے قریب گئے آپ نے اتمام حجت کے لئے بآواز بلند یہ تقریر فرمائی۔

لوگو! جلدی نہ کرو۔ پہلے میرا کہنا سن لو۔ اور مجھے سمجھانے کا جو حق ہے۔ اُسے پورا کر لینے دو۔ اور میرے آنے کا عذر بھی سن لو۔ اس کے بعد تم کو اختیار ہے۔ اگر میرا عذر قبول کر لو گے۔ اور انصاف سے کام لو گے تو خوش نصیب رہو گے۔ اگر تم نے میرا عذر قبول نہ کیا۔ اور انصاف سے کام نہ لیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَجْمِعُوْا اَمْرَکُمْ الخ۔ ترجمہ یعنی تم اور تمھارے شریک مل کر اپنی ایک بات ٹھہرا لو کہ وہ تمھاری وہ بات تم میں سے کسی کے اوپر چھپی نہ رہے۔ تم میرے ساتھ جو کرنا چاہتے ہو کر ڈالو۔ اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا ولی اللہ ہے۔ جس نے کتاب نازل کی۔ اور وہی نیکوکاروں کا ولی ہے۔

آپ کی بہنوں اور صاحبزادیوں نے جب یہ تقریر سنی تو زار زار رونے لگیں۔ آپ نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو بھیجا کہ جا کر ان کو چپ کرائیں۔ اور کہیں کہ ابھی ان کو بہت رونا ہے۔ اس کے بعد آپ نے پھر کوفیوں کے سامنے اتمام حجت کے لئے آخری تقریر فرمائی۔

لوگو! تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ کیا میں تمھارے نبی کی بیٹی

کا بیٹا اور اُن کے چچا زاد بھائی کا لڑکا نہیں ہوں۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضہ میرے باپ کے چچا اور حضرت جعفر رضہ طیار میرے چچا نہ تھے۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلعم نے میرے اور میرے بھائی حسن رضہ کے لئے یہ فرمایا تھا کہ یہ دونوں جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ اگر تم کو یہ معلوم نہ ہو تو ابھی حضرت جابر رضہ حضرت ابو سعید خدری رضہ حضرت سہل بن ساعدی رضہ حضرت زید بن ارقم رضہ حضرت انس بن مالک رضہ موجود ہیں آن سے پوچھ لو۔ اس کے بعد اپنے گریبان میں سر ڈال کر اپنے کو ملامت کرو اور سوچو کہ میرا قتل اور میری آبروریزی تمھارے لئے زیبا ہے۔ بتاؤ کہ تم میرے خون کے کیوں پیاسے ہو۔ کیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے کسی کا مال لوٹا ہے۔ کسی کو زخمی کیا ہے۔

اس تقریر کو سُن کر سب چپ رہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک ایک کا نام لیکر فرمایا کہ کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک چکے ہیں کھجوریں سرسبز ہیں۔ دریا جوش میں ہیں۔ فوجیں تیار ہیں۔ آپ فوراً آئیں۔ ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے۔ سب نے کہا ہم نے نہیں لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! خدا کی قسم تم نے لکھا تھا۔ اگر میرا آنا تم کو ناگوار ہے تو مجھے چھوڑ دو تاکہ میں کسی امن کی جگہ چلا جاؤں اس تقریر کے بعد آپ سواری بٹھا کر اُتر پڑے شامی آپ کی طرف دوڑے۔ زہیر بن قین نے ان کا ریلا دیکھ کر نہایت پُرجوش تقریر کی۔ فرمایا۔

اے اہل کوفہ خدا کے غضب سے ڈرو۔ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ
اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو نصیحت کرے۔ ہم سب آپس میں بھائی
بھائی ہیں۔ ایک مذہب کے ماننے والے ہیں۔ جب تک ہمارے
درمیان میں تلوار نہ اٹھ جائے اُس وقت تک ہم کو تمھیں نصیحت کرنے کا
حق ہے۔ جب تلواریں اُٹھ جائیں گی اُس وقت البتہ یہ رشتہ ٹوٹ
جائے گا۔ خدا نے ہم کو اور تم کو نبی کی اولاد کے بابت آزمایش میں مبتلا
کیا ہے۔ تاکہ وہ دیکھے کہ ہم اُن کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں میں تمکو
اُن کی مدد اور عبیداللہ بن زیاد کا ساتھ چھوڑنے کی دعوت دیتا ہوں
کیونکہ تمکو اُن سے بُرائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ خدا کے بندو یہ حضرت
فاطمہؓ کے بیٹے ہیں۔ یہ مدد کے زیادہ مستحق ہیں۔ خدا کے لئے ان کو
قتل نہ کرو۔ اس پر شمر ذی الجوشن نے اُن کو ایک تیر مارا اور کہا چپ
رہو۔ پھر آپ نے بآواز بلند کہا۔ لوگو! تم اس سنگدل کے فریب میں
نہ آؤ۔ خدا کی قسم جو لوگ حضور سرور عالمؐ کی اولاد اور اُن کے اہل بیت
کا خون بہائیں گے۔ وہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے
محروم رہیں گے۔

کوفیوں کے دل سیاہ ہو چکے تھے۔ آنکھوں پر پردہ پڑ چکا تھا
اس لئے سمجھانے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت زہیر کی تقریر کے بعد عمرو بن
سعد جناب امام کی طرف بڑھا اُس وقت حُر یزید کی فوج کے افسر نے
یزید کی فوج کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور امام کی فوج میں شامل ہو گیا اور

جناب امامؑ سے عرض کیا۔ امید ہے کہ توبہ کا دروازہ بند نہ ہو۔ آپ میری گستاخیوں کو معاف فرمائیے۔ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اپنی جان آپ کے لئے حاضر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہاری توبہ قبول ہو گئی تم دنیا اور آخرت دونوں میں حُر (آزاد) ہو یہاں آکر حُر نے کوفیوں سے کہا۔

لوگو! حسینؓ نے جو تین صورتیں تمہارے سامنے پیش کی ہیں ان میں سے کوئی صورت کیوں نہیں منظور کرتے۔ تاکہ خدا تم کو ان کے ساتھ لڑنے سے بچالے۔ اے اہل کوفہ پہلے تم نے حسینؑ کو بلایا۔ اور یہ خیال کرتے رہے کہ جب وہ آئیں گے تو اُن کی مدد میں لڑیں گے۔ اب جبکہ وہ آئے تو تم نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اُن کے مخالف ہو گئے اور اُن کے قتل کے درپے ہو۔ اُن کو اس طرح گھیر رکھا ہے کہ کسی طرف جانے نہیں دیتے اور تم نے اُن پر فرات کا پانی بند کر دیا۔ جس کو یہودی۔ نصرانی۔ مجوسی سب پیتے ہیں بلکہ گانوں کے کتے اور سور تک اس کو پیتے ہیں۔ تم نے محمد الرسول اللہؐ کی اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔ اگر تم توبہ کر کے اپنا یہ طریقہ نہ چھوڑو گے تو قیامت کے دن پیاسے تڑپائے جاؤ گے۔

حُر کی اس تقریر کے بعد ابن سعد علم لے کر بڑھا اور اعلان جنگ کر دیا۔ اس اعلان پر آدمی دونوں طرف سے نکل نکل کر بہادری سے لڑنے لگے۔ پہلے ایک ایک اور دو دو آدمی اُدھر سے آتے۔ ادھر سے ایک آدمی نکل کر اس کا مقابلہ کرتا۔ جب شامیوں نے دیکھا کہ حسینی لشکر

والوں کی قوت ایمانی اس قدر بڑھی ہے کہ ان کے مقابلہ میں جو جاتا ہے بچ کر نہیں آتا۔ سارا لشکر ختم ہو جائے گا اور ہم ان سے جیت نہ پائیں گے تو عمر بن سعد نے یہ رائے قائم کی کہ کثیر جماعت سے حملہ کیا جائے۔ اس کے بعد عمر بن حجاج نے فوج کے داہنے جانب کا پورا دستہ لیکر حملہ کیا۔ اس کے ساتھ مسلم بن عوسجہ اسدی نہایت بہادری سے لڑے اور شہید ہوئے۔

اس کے بعد شمر شامی نے بائیں جانب کی فوج کو لے کر حملہ کیا پھر شامی چاروں طرف سے حسینی فوج پر ٹوٹ پڑے مشہور بہادر عبداللہ کلبی رض نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا کئی آدمیوں کو قتل کر کے شہید ہوئے۔ اس معرکہ میں حسینی فوج میں صرف ۳۲ آدمی تھے لیکن اس بہادری سے لڑتے رہے کہ جدھر رخ کرتے تھے شامیوں کی صفیں الٹ دیتے تھے۔ سوار بدحواس ہو جاتے تھے۔ عزرہ بن قیس جو اس فوج کا کماندار تھا۔ اس نے ابن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ مٹھی بھر آدمیوں نے ہماری فوج کو بدحواس کر رکھا ہے۔ جلد پیدل اور تیر انداز بھیجو۔ ابن سعد نے پانسو تیر انداز سواروں کا ایک دستہ بھیجدیا۔ انہوں نے آکر حسینی لشکر پر تیر برسانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں حسینی فوج کے تمام گھوڑے زخمی ہو کر بیکار ہو گئے۔ مگر ان کے استقلال میں فرق نہ آیا سب گھوڑوں سے اتر کر دوپہر تک نہایت بہادری سے لڑتے رہے۔

شامیوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔

اس کے بعد عمر بن سعد نے حکم دیا کہ خیمے اکھاڑ دیئے جائیں تاکہ ہر طرف سے حملہ ہو سکے۔ لوگ اکھاڑنے جاتے تو آڑ میں پڑ جاتے حسینی فوج اُن کو مار لیتی۔ جب ابن سعد نے اس صورت میں بھی ناکامی دیکھی تو خیموں میں آگ لگوا دی۔ شمر نے چاہا کہ اہل بیت کے خیمہ میں بھی اس طرح سے آگ لگوا دے کہ تمام اہل بیت بھی جل جائیں حضرت امام حسین رضؓ نے اس کو ڈانٹا۔ اُس پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ لوٹ گیا۔ اس کے جانے کے بعد زہیر بن قین نے کوفیوں کو اہل بیت کے خیمہ سے ہٹا دیا۔

اس کے بعد حبیب بن مظہر۔ حر بن یزید تمیمی وغیرہ دیر تک نہایت بہادری سے لڑتے رہے۔ کوفیوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر شہید کر دیا۔ پھر زہیر بن قین۔ نافع بن ہلال حنفی۔ عبداللہ عبدالرحمٰن۔ حنظلہ بن اسعد۔ سیف۔ مالک وغیرہ یکے بعد دیگرے نہایت بہادری سے لڑے۔ اور سب نے امام کی محبت میں لڑ کر اپنی اپنی جانیں دیدیں۔

جب تمام جاں نثاران اہل بیت ایک ایک کر کے شہید ہو گئے اور گھر والوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا تو اہل بیت کرام کی باری آئی سب سے پہلے حضرت علی اکبر رضؓ میدان میں آئے۔ اور نہایت بہادری سے لڑے۔ شامیوں کی صف کاٹ کر پھینکدی۔ آخر شامیوں نے

کر آپ کو بھی شہید کیا۔

آپ کے بعد مسلم بن عقیل کے صاحبزادے عبداللہ پھر حضرت جعفر طیار کے پوتے عدی پھر عقیل کے صاحبزادے عبدالرحمٰن پھر محمد بن عقیل قاسم بن حسن پھر ابو بکر بن حسن ایک ایک کرکے لڑلڑ کر جناب امام حسینؑ پر سے نثار ہو گئے۔

ان کے بعد آپ کے سوتیلے بھائی حضرت عباسؓ نے جب دیکھا اہل بیت بھی ایک ایک کرکے رخصت ہوتے جاتے ہیں اور امامؑ تنہا رہ جائیں گے تو بھائیوں سے کہا کہ آقا کے سامنے سب سینہ سپر ہو کر جانیں دیدو۔ اور آقا کو بچالو۔ اُن کے کہنے سے تینوں بھائی عبداللہ جعفر اور عثمان آپ کے سامنے لوہے کی دیواریں بن کر جم گئے۔ تیروں کو اپنے سینوں پر روکنے لگے۔ تمام سینہ زخمی ہو گیا۔ خون کے فوارے جاری ہو گئے۔ یہاں تک کہ تینوں بھائی ایک ایک کرکے شہید ہو گئے۔ اب صرف حضرت عباسؓ رہ گئے۔ یہ بڑھ کر امامؓ کے پاس آئے اور ہر طرف گھوم گھوم کر جناب امامؓ کو بچانے لگے۔ یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کر گرے۔ اور شہید ہو گئے۔ اب صرف جناب امام علیہ السلام رضؓ اور عابد بیمار باقی رہ گئے۔

اب حضرت امام حسینؑ خود شامی فوج کی طرف بڑھے۔ ابن زیاد کے حکم کے مطابق ساتویں محرم سے حسینی لشکر پر پانی بند تھا۔ جب تک حضرت عباسؓ زندہ تھے جان پر کھیل کر کچھ پانی لاتے تھے۔ اُن کے شہید

ہونے کے بعد کوئی پانی دینے والا نہ رہا۔ اہل بیت کے خیموں میں جو پانی
وہ ختم ہو چکا تھا۔ امام کے لب خشک تھے۔ حلق میں کانٹے پڑے ہو
تھے۔ اعزہ کے قتل سے دل زخموں سے چور تھا۔ پیاس بڑھتی جاتی تھی
آخر آپ نے اپنے گھوڑے کو فرات کی طرف موڑا۔ کہ ذرا حلق تر کر لیں۔ لیکن
کوفیوں نے جانے نہ دیا۔ تھوڑی دیر تامل کے بعد جب پیاس
شدت ناقابل برداشت ہوئی تو ایک بار پھر فرات کی طرف بڑھے
ساحل تک پہنچ کر پانی پینا چاہا کہ حصین بن نمیر نے ایسا تیر مارا کہ
آپ کے منھ سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا۔ آپ نے چلو میں خون لیا
آسمان کی طرف اچھالا کہ اے خدا بے نیاز یہ منظر تو بھی دیکھ لے ا
زبان سے فرمایا کہ اے خدا جو کچھ تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھ کیا جا
ہے اس کا شکوہ تجھی سے کرتا ہوں۔

جس قدر آپ نڈھال ہوتے جاتے شامیوں کی جرأت اور بڑھتی
جاتی۔ اسی حالت میں وہ اہل بیت کے خیمہ کی طرف بڑھے اور آپ
نرغے میں لے کر روک دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تمھارا کوئی دین اور ایمان
نہیں ہے۔ تمھارے دلوں میں قیامت کا بالکل خوف نہیں ہے کیا
کوئی ایسا نہیں ہے جو ان ظالموں کو میرے اہل بیت کی طرف جانے
سے روکے۔ لیکن آپ کی فریاد کون سنتا۔ شمر برابر لوگوں کو ابھارتا تھا
کہ لوٹ لو۔ ہر طرف سے لوگ لوٹنے لگے۔ آپ اس خستہ حالی پر بھی
تلواروں سے مارتے ہوئے خیمہ تک پہونچے۔ یہاں شامیوں سے

طرف سے آپ کو گھیر لیا۔ آپ کو گھیرا ہوا دیکھ کر ایک بچہ دوڑتا ہوا نکل
۔ اور بحیر بن کعب سے جو آپ کی طرف بڑھ رہا تھا کہا خبیث
رت کے بچے میرے چچا کو قتل کرے گا اس نے اس بچہ پر تلوار کا وار کیا۔
نے ہاتھ پر روکا۔ ہاتھ جھول گیا۔ آپ نے بچہ کو نیم بسمل دیکھ کر سینہ
چمٹا لیا۔ اور کہا بیٹا صبر کرو۔ بہت جلد خدا تم کو تمہارے اجداد سے
ے گا۔ بچہ کو تسلی دیکر آپ پھر شامیوں کی طرف بڑھے۔ جدھر رخ
تے دشمنوں کی صفت درہم برہم کر دیتے۔
دشمنوں مالک بن بشیر کندی نے آپ کے سر مبارک پر تلوار ماری
کو کاٹتی ہوئی سر پر پہنچی۔ خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ تمام بدن خون
سے رنگین ہو گیا۔ لیکن اس وقت بھی آپ کے صبر و سکون میں فرق نہ آیا۔
سری ٹوپی منگا کر سر پر رکھی اور اوپر سے عمامہ باندھا۔ اور شیر خوار بچہ
گود میں لیکر پیار کیا۔ اس وقت کسی سنگدل نے ایسا تیر مارا کہ بچہ
ودی میں تڑپ کر رہ گیا۔ حضرت زینب رض بے قرار ہو کر خیمہ سے نکل آئیں
ر دوڑیں۔ عمر بن سعد سے کہنے لگیں کہ حسین رض قتل کئے جا رہے ہیں اور
دیکھ رہے ہو۔ وہ بے اختیار رونے لگا۔ اور شرم سے حضرت زینب رض
کی طرف سے منہ پھیر لیا۔
آپ لڑتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ تم سب میرے قتل کے لئے
ع ہوئے ہو۔ خدا کی قسم میرے بعد کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرو گے جس کا
ل میرے قتل سے زیادہ خدا کی ناراضی کا سبب ہو۔ خدا تم سے اس طرح

بدلہ لے گا کہ تمھیں خبر بھی نہ ہوگی۔ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خ
تم پر عذاب نازل کرے گا۔ اور تم میں آپس میں خونریزی ہوگی۔ او
جب تک تم پر وہ عذاب نازل نہ کرے گا۔ اس وقت تک راضی نہ ہوگا
آپ کا سارا بدن زخموں سے چور تھا۔ مگر پھر بھی کسی کی ہمت آپ
شہید کرنے کی نہ پڑتی تھی۔ کہ یکایک شمر نے پکارا کہ دیکھتے کیا ہو بڑھ
حسین رض کو قتل کر دو۔ اس پر آپ پر چاروں طرف سے شامی ٹوٹ پڑ
ایک شخص نے تیر مارا۔ وہ تیر گردن میں آکر بیٹھ گیا۔ امام نے اس
ہاتھوں سے نکال کر الگ کیا۔ کہ زرعہ بن شریک تمیمی نے بائیں
پر تلوار ماری۔ پھر گردن پر وار کیا۔ اس پے در پے وار نے امام کو زخمو
سے چور کر دیا۔ اعضا جواب دے گئے طاقت جاتی رہی۔ اسی حالت
میں سنان بن انس نے ایسا نیزہ مارا کہ آپ زمین پر آرہے۔ سنا
نے فوراً سر مبارک کو تن سے جدا کر دیا۔ ۱۰ محرم ۶۱ھ مطابق ستمبر ۶۸۱
کو خاندان نبوت کا یہ روشن آفتاب روپوش ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْ
رَاجِعُوْنَ ط

اَتَرْجُوْا اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

ترجمہ۔ کیا ایسی امت جس نے حضرت امام حسین رض کو قتل کیا قیا
کے دن ان کے نانا (یعنی محمد ﷺ) کی شفاعت کی امید کر سکتی ہے۔

اس کے بعد ان بدبخت شامیوں نے آپ کے جسد اقدس ک
گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس کے ب

اہل بیت کے خیمہ کی طرف بڑھے۔ اور تمام سامان لوٹ لیا۔ جب شمر خیمہ کی طرف آیا تو امام زین العابدین بیمار تھے۔ بولا کہ اس کو کیوں چھوڑتے ہو۔ ایک شخص حمید بن مسلم نے کہا کہ ابھی یہ کمسن ہیں۔ کمسنوں کو بھی قتل کرو گے۔ اتنے میں عمر بن سعد آ گیا۔ اس نے کہا خبردار اہل بیت کے خیمہ میں نہ جانا۔ اور اس بیمار کو ہاتھ نہ لگانا۔ اور جس نے کچھ لوٹا ہو سب واپس کر دے۔ عمر کے اس کہنے پر سپاہیوں نے ہاتھ روک لیا مگر لوٹا ہوا مال کسی نے واپس نہ کیا۔

آپ کے ساتھ صرف ۷۲ آدمی تھے۔ ان میں سے بیس آپ کے خاندان کے تھے۔ باقی دوسرے جاں نثار۔ اہل بیت میں سے صرف امام زین العابدینؓ۔ حسن بن علیؓ۔ عمرو بن حسنؓ اور کچھ دودھ پیتے بچے باقی رہ گئے تھے۔ شہادت کے دوسرے یا تیسرے دن غاضریہ کے باشندوں نے شہدائے کربلا کی لاشیں دفن کیں۔ جناب امام علیہ السلام کا لاشہ بے سر کے دفن کیا گیا۔ سر مبارک ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیجا گیا۔ ابن زیاد کے سامنے جب سر مبارک آیا تو چھڑی سے آپ کے لب اور دانتوں کو چھیڑنے لگا۔ حضرت زید بن ارقمؓ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا چھڑی ہٹا لو۔ خدائے واحد کی قسم میں نے رسول اللہؐ کو ان لبوں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ کہکر بے اختیار رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا۔ تیری آنکھوں کو خدا ہمیشہ رولائے۔ اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ آپ نے اس کے جواب میں کہا کہ تم عرب

ہوا اور تم نے غلامی کا طوق اپنے گردن میں ڈال لیا۔ اور یزید کے کہنے سے تم نے حضرت فاطمہؓ کے جگر پارہ کو بے آب ودانہ شہید کیا۔ اس نے تمہارے اچھے آدمیوں کو قتل کر دیا اور بڑوں کو غلام بنا لیا۔ اور تم نے یہ غلامی کی ذلت گوارا کر لی اس لئے اب تم سے دور رہنا بہتر ہے۔ یہ کہکر اس کے پاس سے چلے گئے اور پھر کبھی نہ ملے۔

جناب امامؑ کی شہادت کے بعد شامی آپ کے پس ماندگان کو کوفہ لے چلے۔ شہدائے کربلا کی لاشیں بے گور وکفن دیکھکر عورتیں بے اختیار زار زار رونے لگیں۔ ان کے رونے کا یہ اثر ہوا کہ دشمن بھی رو پڑے اس طرح سے خستہ وزار یہ قافلہ ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا اس نے کہا یہ کون ہیں۔ ایک لونڈی نے کہا۔ زینب بنت فاطمہؓ ہیں۔ اس نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے تم کو رسوا کیا اور تم کو قتل کیا حضرت زینب نے فرمایا تیرا خیال غلط ہے۔ خدا کا شکر ہے جس نے ہمکو محمدؐ سے سرفراز کیا۔ اور ہم کو پاک کیا۔ ہم نہیں بلکہ فاسق ابن زیاد رسوا ہوا۔ اور جھٹلایا گیا۔ اس نے کہا تم نے دیکھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حضرت زینبؓ نے جواب دیا ان کی قسمت میں شہادت مقدر ہو چکی تھی اس لئے وہ مقتل میں آئے۔ اب بہت جلد وہ اور تم خدا کے سامنے حاضر ہو گے۔ اور وہ خدا کے سامنے اس کا انصاف طلب کریں گے۔ اس وقت دیکھنا کون رسوا ہوتا ہے۔ اس سخت جواب سے ابن زیاد بہت برہم ہوا۔ اور کہا خدا نے

تمھارے اہل بیت کے نافرمان آدمی سے میرا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ حضرت زینبؓ نے رو کر کہا۔ خدا کی قسم تم نے ادھیڑوں کو قتل کیا۔ ہمارے گھر والوں کو نکالا۔ ہماری شاخوں کو کاٹا۔ ہماری جڑ کو اکھاڑا۔ اگر اسی سے تم کو تسکین ہوتی ہے تو ہو گئی۔

اس کے بعد اس کی نظر حضرت امام زین العابدینؓ پر پڑی۔ آپ کا نام پوچھ کر آپ کے قتل کا حکم دیا۔ اس حکم سے آپ کے استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا۔ آپ نے کہا ان عورتوں کو کس کے سپرد کرو گے۔ حضرت زینبؓ اس حکم سے تڑپ گئیں۔ فرمایا ابھی تک تم ہمارے خون سے سیر نہیں ہوئے۔ امام زین العابدین سے چمٹ کر بولیں کہ اگر ان کو قتل کرتے ہو تو ان کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دو۔ حضرت امام زین العابدینؓ نے نہایت اطمینان سے فرمایا۔ کہ اگر تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تو عزیزداری کا خیال کر کے اتنا کرو کہ کسی متقی آدمی کو ان عورتوں کے ساتھ کر دو۔ جو ان کو اچھی طرح سے پہنچا دے اس پر اس کو رحم آگیا۔ اور کہنے لگا کہ اس لڑکے کو ان عورتوں کے ساتھ کے لئے رہنے دو۔

اس کے بعد ابن زیاد نے اہل بیتؓ کو شام روانہ کر دیا۔ یہاں آکر یزید کے سامنے حضرت امام حسینؓ اور دوسرے شہدا کے سر پیش کئے گئے۔ اس کے دیکھنے کے بعد یزید نے اہل بیت کے قافلہ کو طلب کیا۔ اور سب کے سامنے حضرت امام زین العابدینؓ سے کہ علیؓ!

تمھارے باپ نے میرے ساتھ قطع رحم کیا۔ میرے حق میں غفلت کی اور حکومت میں جھگڑا کیا۔ یہ اُسی کا نتیجہ ہے۔ امام زین العابدینؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا۔ (سورہ حدید رکوع ۳)
ترجمہ۔ جتنی مصیبتیں روے زمین پر اور خود تم پر نازل ہوتی ہیں۔ وہ سب ہم نے ان کے پیدا کرنے سے پہلے کتاب میں لکھ رکھی ہیں۔ یہ جواب سن کر یزید نے کہا۔ مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ۔ ترجمہ۔ تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے۔ وہ تمھارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ اور بہت سی خطاؤں کو وہ معاف کر دیتا ہے۔

اس سوال و جواب کے بعد عورتوں اور بچوں کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور نہایت نرمی سے پیش آیا۔ اپنے خاص حرم سرا میں ٹھہرایا چونکہ یزید اور اُس کی عورتیں سب اہل بیت کی عزیز تھیں۔ اس لئے اہل بیت کے اندر داخل ہوتے ہی یزید کے گھر میں کہرام مچ گیا۔ تین دن کامل سب روتے رہے۔

اس کے بعد یزید نے جس قدر سامان اہل بیت کا شامیوں نے لوٹا تھا۔ اُس کا دوچند سب کو دلوا دیا۔ یہانتک کہ حضرت سکینہ بنت حسین فرماتی ہیں کہ منکرین خدا میں سے میں نے یزید سے بہتر کسی کو نہیں پایا اس کے بعد یزید سب سے ملا اور نعمان بن بشیر کو حکم د

کہ ان کے لئے سب ضروری سامان مہیا کر کے چند دیانت دار اور نیک شامیوں کے ساتھ رخصت کیا جائے۔ اور حفاظت کے لئے مدینہ تک سواروں کا دستہ ساتھ جائے۔ اس حکم پر فوراً تمام ضروری سامان مہیا کیا گیا اور یزید نے ان کو رخصت کیا اور محافظین نے نہایت حفاظت سے سب کو مدینہ پہنچایا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں حضرت فاطمہ رضؓ اور حضرت زینب رضؓ نے اپنے کنگن اور بازوبند اتار کر بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ اس وقت ہم معذور ہیں ورنہ اور دیتے نعمان نے اس کو واپس کر دیا۔ اور کہا اگر میں نے دنیاوی منفعت کے لئے یہ خدمت کی ہوتی تو یہ چیزیں لے لیتا لیکن خدا کی قسم ہم نے خاص اللہ اور رسول کے خیال سے کیا ہے۔

یزید کی خلافت اور حضرت امامؑ کی شہادت پر ایک نظر

یزید کی خلافت کو مکہ کے اہل الرائے نے تسلیم نہیں کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور حضرت امام حسینؑ نے اسی مجمع میں جبکہ امیر معاویہ رضؓ نے اس کو خلیفہ کیا مخالفت کی تھی۔ عبداللہ ابن زبیرؓ نے صاف کہدیا تھا کہ ہم خلافت کے بارے میں حضور سرور کائناتؐ اور خلفائے راشدین رضؓ کے طریقہ کے سوا کسی طریقہ کو پسند نہیں کر سکتے۔ جب مروان بن الحکم نے مدینہ میں یزید کی ولیعہدی کا مسئلہ پیش کیا۔ اور یہ کہا کہ امیر معاویہؓ چاہتے ہیں کہ حضرت

ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقہ پر اپنے لڑکے یزید کو خلیفہ کریں تو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے صاف کہدیا تھا کہ ابوبکر و عمر کا طریقہ نہیں ہے بلکہ کسریٰ و قیصر کا طریقہ ہے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے اپنی اولاد کو کہاں جانشین بنایا بلکہ انھوں نے تو اپنے خاندان میں سے بھی کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

امیر معاویہؓ کے سامنے اُن کی حکومت سے مرعوب ہو کر کچھ لوگوں نے مان لیا۔ اور کچھ لوگوں نے مال و زر کی طمع میں اور کچھ لوگوں نے اختلاف امت کے خطرہ سے بچنے کے لئے اس کو مان لیا۔ جو لوگ مخالف تھے انھوں نے جان کے خوف سے خاموشی اختیار کر لی۔ کسی نے خوشی سے اس کو منظور نہیں کیا تھا۔ اور اس وقت یزید سے بہتر صحابہ موجود تھے۔ اس لئے اسلامی قاعدہ سے یزید کی ولیعہدی بالکل ناقابل اعتراض تھی۔

امیر معاویہؓ کے بعد جب یزید خلیفہ ہوا تو اس نے نہ اہل شوریٰ سے مشورہ لیا۔ نہ مرضی سے حکومت کی۔ بلکہ عمال کو بیعت لینے کے لئے احکام جاری کر دیئے۔ ایسی حالت میں اگر حضرت امام حسینؓ یزید کی غیر شرعی حکومت قبول کر لیتے تو تاریخ اسلام میں ظلم اور ناانصافی کے سامنے سر جھکا دینے کی ایک مثال قائم کر جاتے۔ ایسی حالت میں آپ کے لئے لازم تھا کہ آپ اُٹھ کر اسلامی آزادی اور غیر شرعی حکومت کے خلاف آواز بلند کر کے مسلمانوں کو ایک سبق دے جائیں۔ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی تقریروں سے بھی یہی بات پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً

جب مسلم بن عقیل پر ابن زیاد نے یہ الزام لگایا کہ یزید کی خلافت پر لوگ متحد تھے۔ تم اُن کو پراگندہ کرنے کے لئے آئے۔ تو مسلم نے یہ جواب دیا کہ میں خود نہیں آیا۔ کوفہ والوں کا خیال تھا کہ تمہارے باپ نے بھلے آدمیوں کو قتل کیا۔ اور اُن میں کسریٰ اور قیصر کا طرزِ عمل اختیار کیا۔ اس لئے ہم اُن کے پاس آئے کہ لوگوں کو انصاف کا حکم اور کتاب اللہ کے حکم کی دعوت دیں۔

مسلم بن عقیل کے بعد جب حضرت امام حسینؓ تشریف لائے تو مقام بیضاء میں اپنے آنے کے اسباب بیان کئے۔ اور فرمایا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جس نے ایسے بادشاہ کو دیکھا جو ظالم ہے۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرتا ہے۔ خدا کے عہد کو توڑتا ہے سنت رسول کی مخالفت کرتا ہے۔ خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرتا ہے۔ اور دیکھنے والے کو اس پر قولاً یا فعلاً غیرت نہ آئی تو خدا کو یہ حق ہے کہ اس بادشاہ کے عوض میں اس دیکھنے والے کو دوزخ میں ڈال دے میں تم لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں (بنی امیہ) نے شیطان کی اطاعت کی ہے۔ اور رحمان کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ خدا کی زمین پر فتنہ و فساد پھیلا رکھا ہے۔ اللہ کے حدود کو بیکار کر دیا ہے مال غنیمت میں اپنا حصہ زائد لیتے ہیں۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال اور اس کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ اس لئے مجھے ان باتوں پر غیرت آنے کا زیادہ حق ہے میرے پاس تمہارے خطوط آئے

بیعت کا پیغام لیکر تمھارے قاصد آئے۔ انھوں نے کہا کہ تم مجھے دشمنوں کے حوالہ نہ کروگے۔ بے یار و مددگار نہ چھوڑدوگے۔ تو اگر تم اپنے بیعت کے حقوق پورے کروگے تو ہدایت پاؤگے۔ میں حسین ؑ بن علی ؓ ہوں۔ اور فاطمہ رض بنت رسول اللہ صلعم کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمھاری جانوں کے ساتھ اور میرے اہل بیت تمھارے گھر والوں کے ساتھ ہیں۔ تمھارے لئے میری ذات نمونہ ہے اب اگر تم اپنے فرض پورے نہ کروگے۔ اپنا عہد توڑ کر میری بیعت کا حلقہ اپنی گردن سے اُتار دوگے تو تم نقض عہد کر کے اپنا حصہ ضائع کردوگے جو شخص عہد توڑتا ہے اس کا وبال اسی پر ہوتا ہے۔ اور عنقریب خدا مجھ کو تمھاری امداد سے بے نیاز کردے گا۔

اس تقریر سے یہ معلوم ہوگیا کہ حضرت امام حسین رض کا آنا محض حصول خلافت کے لئے نہ تھا۔ بلکہ اُن کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ تھا۔ کہ یزید کے غیر شرعی طریقہ کو مٹا کر ایک مرتبہ خلافت راشدہ کی یاد تازہ کردیں آپ نے خود خلافت کی خواہش نہ کی تھی۔ بلکہ جب کوفیوں نے قاصد اور خطوط بھیج کر اس کا یقین دلادیا کہ اُن کے لئے یزید کی حکومت ناقابل برداشت ہے تو آپ نے کوفہ کا قصد فرمایا۔ اور جب عراقیوں نے دھوکا دیدیا تو آپ واپس جانے کو بھی تیار ہوئے۔

آپ کا فضل و کمال

تمام اہل تذکرہ مثلاً ابن عبدالبر۔ امام نووی۔ علامہ ابن اثیر وغیرہ

آپ کے کمالات علمی کے معترف ہیں۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں آپ بہت کمسن تھے اس لئے حضورؐ سے صرف ۸ حدیثیں مروی ہیں۔ مگر آپ نے اپنے والد حضرت علیؓ اور اپنی والدہ حضرت فاطمہؓ اور ہند ابن ابی ہالہؓ اور عمر بن الخطابؓ سے بے حد فیض حاصل کیا ہے۔

فقہ میں آپ کا مرتبہ بلند تھا۔ آپ کے معاصرین آپ سے استفتا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ عرب کے مروجہ علوم میں بھی آپ کو پوری مہارت تھی۔ آپ کی تقریر بھی بہت عمدہ اور موثر ہوتی تھی۔

اخلاق وعادات

آپ نمازیں بکثرت پڑھتے تھے۔ رات دن میں ایک ایک ہزار نفل نماز پڑھ ڈالتے تھے۔ روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے۔ حج ہر سال کرتے تھے۔ تقریباً ۲۵ حج آپ نے پاپیادہ کئے ہیں۔ آپ کی مالی حالت بہت اچھی تھی۔ راہ خدا میں بے حد خرچ کرتے تھے۔ کوئی سائل آپ کے دروازہ سے محروم نہ جاتا تھا۔ آپ نہایت متواضع منکسر مزاج تھے ادنیٰ ادنیٰ شخص سے بے تکلف ملتے تھے۔

کلمات طیبات

فرماتے تھے سچائی عزت ہے۔ جھوٹ عجز ہے۔ رازداری امانت ہے۔ امداد دوستی ہے۔ عمل تجربہ ہے۔ حسن خلق عبادت ہے۔ خاموشی زینت

ہے تحمل فقر ہے۔ سخاوت دولت مندی ہے۔ نرمی عقلمندی ہے۔

۹۔ حضرت حنظلہ بن ربیع رضؓ

آپ کا نام حنظلہ اور ابو ربعی کنیت تھی۔ تاریخوں سے ان کے اسلام لانے کا صحیح زمانہ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر قیاس یہ ہے کہ ابتدائے دعوت اسلام میں آپ اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد کتابت وحی کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی۔

آپ غزوات میں بھی شریک رہے۔ کسی غزوہ کا واقعہ آپ سے منقول ہے کہ حضورؐ کا ایک مقتولہ عورت کی طرف سے گذر ہوا آپ نے فرمایا یہ تو لڑتی نہ تھی۔ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا چاہیئے۔ اور خالد بن ولید کے ذریعہ سے اس کا اعلان کرایا۔ غزوہ طائف سے پہلے ایک بار حضورؐ نے آپ کو بنی ثقیف کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جنگ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے۔

کوفہ آباد ہونے کے بعد وہاں رہنے لگے۔ اور جنگ جمل کے بعد قرقیسیا میں رہنے لگے۔ یہیں امیر معاویہ کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ آپ کاتب وحی تھے۔ حضورؐ کے پاس اکثر وقت رہا کرتے تھے اس لئے آپ سے حدیثیں بھی مروی ہیں۔ اگرچہ کم ہیں۔

آپ کی قوت ایمانی بہت زیادہ تھی۔ آپ کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار حضورؐ نے خطبہ میں جنت اور دوزخ کا ذکر فرمایا اُس

یں آپ موجود تھے۔ یہاں سے اُٹھ کر مکان تشریف لے گئے۔ بال بچوں میں پڑ کر ہنسنے بولنے لگے۔ پھر فوراً خیال آیا کہ اتنی ہی دیر میں وہ جنت ور دوزخ کے سب مناظر بھول گئے۔ روتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حنظلہ منافق ہوگیا۔ ابھی حضورؐ سے جنت اور دوزخ کا ذکر سنا۔ گھر آکر سب بھول گیا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا بھی یہی حال ہے پھر دونوں صاحب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حنظلہ منافق ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا اور فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ عرض کیا جس وقت آپ نے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرمایا تھا اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ دونوں چیزیں میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ گھر آیا تو بھلا کر بال بچوں میں پھنس گیا (حضورؐ نے فرمایا حنظلہ! اگر تم لوگ اس حالت پر ہمیشہ قائم رہو تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے چلتے پھرتے ہر وقت تم سے مصافحہ کریں) ان باتوں کا اثر زیادہ دیر قائم نہیں رہتا۔ یہ نفاق کی علامت نہیں ہے۔

۱۰۔ حضرت سراقہ بن مالکؓ

آپ کا نام سراقہ اور ابوسفیان کنیت تھی۔ حضورؐ جس وقت مکہ معظمہ سے نکل کر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے اس وقت مشرکین نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص آنحضرتؐ اور حضرت ابوبکرؓ کو قتل کر دے گا یا ان کو زندہ پکڑ لائے گا اس کو بہت بڑا انعام دیا جائے گا۔ سراقہ نے سنا

ایک روز آپ اپنے قبیلہ کی ایک مجلس میں بیٹھے تھے کسی نے آکر کہا کہ ابھی
ساحل کی طرف میں نے کچھ سپاہی دیکھے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ محمد
اور اُن کے ساتھی تھے۔ اُسی وقت وہاں سے اُٹھ کر گھر آئے۔ گھوڑا اور
نیزہ لے کر گھر کے پیچھے گئے۔ وہاں سے سوار ہو کر گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضور
کے قریب پہنچ گئے۔ گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ آپ گر گئے۔ استخارہ کے
ساتھ تھے استخارہ کیا۔ استخارہ خلاف نکلا۔ مگر پھر بھی آگے بڑھے اور حضور
کے قریب پہنچ گئے۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر
ان کو دیکھتے تھے۔ اتنے میں سراقہ کے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں
زمین میں دھنس گئے۔ اور وہ گر گئے۔ پھر گھوڑے کو زمین سے نکالا تو
بے حد غبار اُٹھا۔ ان کو اپنی ناکامی اور حضورؐ کی کامیابی کا یقین ہو گیا
آپ نے حضورؐ کو آواز دیکر روکا۔ آپ رک گئے۔ سراقہ نے قریب جا کر
کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کی گرفتاری پر انعام مقرر کیا ہے۔ اور اُن کے
تمام ارادوں سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے سراقہ کو امان دیا۔ اور فرمایا
کہ کسی کو میرے جانے کی اطلاع نہ دینا۔ سراقہ نے اس کا اقرار کیا۔ اور
عرض کیا کہ امان نامہ مجھے لکھ دیجئے۔ آپ نے عامر بن فہیرہ سے لکھوا کر
سراقہ کو دیا وہ لوٹ گئے۔

اس واقعہ کے ۸ سال بعد فتح مکہ اور حنین اور طائف کی لڑائیوں کے
ختم کے بعد آپ اسلام لائے۔ اور دیر میں اسلام لانے کی وجہ سے آپ
حضورؐ سے فیض حاصل کرنے کا موقع کم ملا۔ مگر قبول اسلام کے بعد

برابر مدینہ ہی میں رہے۔ اس لئے جتنے زمانہ تک آپ کو حضورؐ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ آپ نے پورا فائدہ اٹھایا۔ ایک بار حضورؐ نے فرمایا۔ سراقہ میں تم کو جنتیوں اور دوزخیوں کی پہچان بتلاؤں۔ عرض کی ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تند خو۔ اترا کر چلنے والا۔ متکبر دوزخی ہے۔ اور زبردست ضعیف اور ناتواں جنتی ہے۔

ایک بار سراقہ نے پوچھا یا رسول اللہؐ اگر کوئی بھٹکا ہوا اونٹ میرے اونٹ کے حوض کے پاس آئے اور میں اس کو پانی پلا دوں تو کیا مجھے اس کا کوئی ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا ضرور۔ ہر جاندار کو پانی پلانے میں ثواب ہے۔

حجۃ الوداع میں حضورؐ کے ساتھ تھے وہاں آپ نے حضورؐ سے پوچھا یا رسول اللہؐ ہمارا یہ عمرہ اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لئے۔

سنہ ۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں آپ نے وفات پائی۔

اگرچہ آپ کو حضورؐ سے فائدہ حاصل کرنے کا موقع کم ملا۔ مگر آپ سے حدیثیں روایت ہیں۔ جو کتب حدیث میں موجود ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔

۱۱۔ حضرت سعید بن العاصؓ

آپ کا نام سعید تھا۔ سنہ ۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گھرانا مکہ

کے رئیسوں میں تھا۔ آپ کے دادا ذوالتاج (تاج والے) کہلاتے تھے۔ آپ کے باپ حضرت علی رض کے ہاتھ سے بدر میں مارے گئے۔ فتح مکہ کے وقت ان کی عمر ۸ یا ۹ سال کی تھی۔ خلافت صدیقی اور فاروقی میں یہ لڑکے تھے۔ حضرت عثمان غنی رض کی خلافت کے وقت یہ جوان تھے۔

سنہ ۲۹ھ میں حضرت عثمان رض نے ان کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ اس عہدہ کے پاتے ہی آپ نے جرجان اور طبرستان پر فوج کشی کی۔ ان دونوں مقامات کو نہایت بہادری سے فتح کر لیا۔ اس کے بعد آذربیجان کی بغاوت کو مٹایا۔ سنہ ۳۴ھ میں اہل کوفہ کی شکایت پر حضرت عثمان رض نے آپ کو معزول کر دیا۔ سنہ ۳۵ھ میں حضرت عثمان رض کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد جمل اور صفین کی خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ آپ کسی میں کسی طرف سے شریک نہیں ہوئے۔

امیر معاویہ رض نے اپنی حکومت کے زمانہ میں ان کو مدینہ کا حاکم بنایا۔ کچھ دنوں کے بعد معزول کر کے مروان کو حاکم کر دیا۔ سنہ ۶۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔ انا للہ الخ

آپ کا فضل وکمال اور اخلاق وعادات

حضرت عثمان رض نے جب قرآن مجید کی تصحیح کرا کے اس کی مختلف نقلیں کرائیں اور ایک ایک نقل تمام حاکموں کو بھیجیں۔ اس میں سعید بن العاص بھی تھے۔ قرآن مجید کی کتابت میں صرف ونحو اور زبان کی

صحت کی نگرانی انھیں کے متعلق تھی۔

آپ بہت عقلمند تھے۔ آپ کی بہت سی حکیمانہ باتیں مشہور ہیں جیسے فرماتے تھے کہ شریف سے مذاق نہ کرو۔ اس کی وجہ سے وہ تم سے رنج کرنے لگے گا۔ اور کمینہ سے بھی مذاق نہ کرو۔ اس لئے کہ وہ تم پر جری ہو جائے گا۔

رائے ظاہر کرنے میں بہت محتاط تھے۔ کہا کرتے تھے کہ دل بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے انسان کو اظہار رائے میں احتیاط کرنی چاہئے۔ اور فرماتے تھے کہ ایسا نہ کرنا چاہئے کہ آج ایک چیز کی تعریف کی اور کل اس کی برائی کرنے لگے۔

(آپ نہایت بہادر اور فیاض تھے۔ ہفتہ میں ایک دن اپنے تمام بھائی بھتیجوں کو ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔ اور سب کے کپڑے بنواتے اور نقدی بھی سلوک کرتے۔ اور اُن کے گھروں پر سامان بھجواتے ہر شب جمعہ کو کوفہ کی جامع مسجد میں نمازیوں کو روپئے تقسیم کراتے اور کبھی کوئی سائل دروازہ سے ناکام واپس نہ جاتا۔ اور حاجت مند شرفا کو بلا مانگے دیتے اس کی وجہ سے بہت مقروض رہتے تھے۔ مرتے وقت لڑکوں سے ادائے قرض کی وصیت کی۔ بڑے لڑکے نے ادا کرنے کی ذمہ داری کرلی۔)

۱۲۔ حضرت سہیل بن عمروؓ

آپ کا نام سہیل اور ابو یزید کنیت تھی۔ آپ رؤسائے قریش

سے تھے۔ اسلام اور بانی اسلام کے سخت دشمن تھے۔ حضورؐ کے خلاف تقریریں کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو مارنا چاہا مگر حضورؐ نے روکا اور فرمایا کہ یہ اس وقت ہم لوگوں کو رنج دیتے ہیں ممکن ہے کبھی خوش بھی کر دیں۔

آپ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور ابو جندل دعوت اسلام کے شروع ہی میں اسلام لائے۔ آپ نے اسلام قبول کرنے کے جرم میں اُن کو بہت مارا۔ اور بڑی تکلیفیں دیں۔ ابو جندل صلح حدیبیہ کے وقت پا بزنجیر آئے۔ صحابہؓ نے بہت چاہا کہ ابو جندل روک لئے جائیں مگر سہیل نے نہ مانا۔ اس لئے حضورؐ نے اُن کو واپس کر دیا۔

فتح مکہ کے بعد قتل کے خوف سے چھپ رہے۔ اور اپنے لڑکے ابو جندل کے ذریعہ سے امان کی درخواست کی۔ حضورؐ نے امان دے دی جب حضورؐ جنگ حنین سے واپس ہو رہے تھے اس وقت سہیل حضورؐ کے ساتھ ہو گئے۔ اور مقام جعرانہ میں اسلام لائے لیکن جیسا کہ آپ کفر میں سخت تھے اسلام لانے کے بعد اسلام میں بھی سخت ہو گئے۔

حضورؐ کی وفات کے بعد جب نومسلموں میں ارتداد اور بے دینی پھیلنے لگی اس وقت سہیلؓ کے اسلام میں کوئی فرق نہ آیا۔ بلکہ آپ نے تمام قبائل مکہ کو جمع کر کے یہ تقریر کی۔

برادران اسلام اگر تم لوگ محمدؐ کی پرستش کرتے تھے تو وہ دوسرے عالم کو چل دیئے۔ اگر اُن کے خدا کی پرستش کرتے تھے تو وہ حیٌ لا یموت

ہے۔ (زندہ ہے کبھی مرنے والا نہیں) برادران قریش! تم سب کے آخیر میں اسلام لائے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کے چھوڑنے والے نہ بنو۔ محمدؐ کی موت سے اسلام کو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ وہ روز زیادہ مضبوط ہوگا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اسلام تمام دنیا میں پھیلے گا۔ اور آفتاب و ماہتاب کی طرح تمام دنیا کو منور کر دے گا۔ یاد رکھو جس شخص نے دائرۂ اسلام سے قدم باہر رکھنے کا ارادہ کیا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

سہیل کی اس تقریر نے نومسلموں کے اسلام کو بالکل مضبوط کر دیا اور مکہ ارتداد کی وبا سے محفوظ ہو گیا۔ اس فتنہ کے دفع کرنے میں ان سے عمر بھر نے کوشش کی۔ چنانچہ ان کے بڑے صاحبزادے عبداللہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

شام کی فوج کشی میں حضرت عمرؓ نے تمام قبیلہ کے رؤسا کو جمع کیا درجہ بدرجہ سب کو الگ بلا کر باتیں کرتے تھے۔ اس طرح کہ جو پہلے اسلام لائے ان کو پہلے بلایا۔ مہاجرین اولین کو بدریین کو سبقت دی۔ ابوسفیان کو ناگوار ہوا۔ انھوں نے کہا کہ غلاموں کو پہلے بلاتے ہیں اور ہم لوگ دروازہ پر بیٹھے ہیں۔ سہیل نے کہا تم کو برا کیوں معلوم ہوتا ہے اسلام نے سب کو یکساں دعوت دی۔ ان لوگوں نے اس کو قبول کر لیا تم نے نہیں کیا۔ اگر تم غصہ ہوتے ہو اپنے اوپر ہو۔ تم نے قبول کرنے میں کیوں دیر کی۔ اب تم کو ان پر سبقت حاصل کرنے کی کوئی

راہ نہیں ہے۔ اب جہاد کا یہ موقع ہے اس کو نہ کھونا چاہئے۔ ایسا نہ ہو
کہ یہ شرف بھی تم سے جاتا رہے۔ اس کا ابوسفیان پر اثر ہوا۔ سہیل خود
بھی جہاد میں شریک ہوئے۔ اس سلسلہ کی جنگ یرموک میں فوج
کے ایک دستہ کے افسر تھے۔ ۱۸ھ میں طاعون عمواس میں
آپ نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ

سہیل نے چونکہ اسلام اور بانی اسلام کے ساتھ بہت سختی کی
تھی اس لئے ان کو ہمیشہ خیال رہا کہ اسلام لانے کے بعد اسی سختی سے
اسلام کی مدد کریں۔ چنانچہ جتنا مال اسلام کی مخالفت میں صرف کر چکے
تھے کوشش کر کے اس سے زائد مال اسلام کی حمایت میں صرف
کیا۔ اور جہاں تک ممکن ہوسکا اسلام میں ان کے زمانہ میں جتنے جہاد
ہوئے سب میں شریک رہے۔ اور کفار سے نہایت دلیری سے مقابلہ
کیا۔ شام کے جہاد میں اپنے پورے گھر کو لے کر گئے۔ اور قریب قریب
سب کو خدا کی راہ میں قربان کر آئے۔

عبادت بھی بہت کرتے تھے۔ نمازیں کثرت سے پڑھتے تھے۔ روزے
بکثرت رکھتے تھے۔ صدقے بھی بکثرت دیتے تھے۔ کثرت عبادت سے
دبلے اور لاغر ہو گئے تھے۔ اکثر رویا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت
کے وقت بہت روتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رض کو قرآن مجید سناتے
تھے۔ پڑھتے وقت زار زار روتے تھے۔

۱۴۔ حضرت صفوان بن اُمیہ رضؓ

آپ کا نام صفوان اور ابو وہب کنیت تھی۔ آپ کا خاندان جاہلیت میں بہت معزز تھا۔ آپ کے باپ امیہ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ حضرت بلال حبشی رضؓ اسی کے غلام تھے۔ جن کو اسلام سے پھرنے کے لئے سخت سزائیں دیتا تھا۔ بدر کی لڑائی میں مارا گیا۔

صفوان نے عمیر بن وہب کو آنحضرتؐ کے قتل کے لئے ایک زہر میں بجھی ہوئی تلوار دے کر مدینہ بھیجا۔ اور عمیر کے ذمہ جس قدر قرض تھا ادا کر دیا اور اُن کے بال بچوں کی خبر گیری کا ذمہ لے لیا۔ لیکن عمیر مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے ابو سفیان کو بدلہ لینے کے لئے آمادہ کیا۔ وہ تمام اُن لوگوں کو جن کے اعزہ بدر میں مارے گئے تھے لے کر بدلہ لینے کو چلا۔ اُحد میں شریک ہوا۔

سنہ ۴ھ میں بعض نومسلم قبائل کی درخواست پر حضورؐ نے کچھ قاری ان کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ کفار نے اُن پر حملہ کیا۔ چند صحابہ رضؓ شہید ہوئے اور چند زندہ گرفتار کر لئے گئے۔ ان گرفتار ہونے والوں میں سے زید بن دثنہ رضؓ کو مکہ میں لاکر غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ صفوان نے خرید کر اپنے باپ کے بدلہ میں ان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔

سنہ ۸ھ میں غزوہ حنین کے لئے چند زرہیں عاریۃً آپ سے دیں۔ فتح مکہ کے وقت مسلمانوں سے۔ مکہ فتح ہونے کے بعد خوف سے جدہ بھاگ

گئے۔ ان کے قدیم دوست عمیر بن وہب نے جو بدر کے بعد ہی اسلام لا چکے تھے۔ حضورؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ صفوان آپ کے خوف سے بھاگ گئے ہیں۔ آپ نے اُن کو امان دیدیا۔ اور اپنی چادر نشان کے لئے عنایت فرمائی۔ حضرت عمیرؓ تشریف لے گئے۔ اور اُن کو حضورؐ کی چادر دکھا کر امان کی خبر دے کر مدینہ واپس لائے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے اسلام پیش کیا اور فرمایا کہ ابھی اطمینان نہو تو دو مہینہ چار مہینہ کی مہلت لے لو۔ اور غور کر لو۔ آپ نے مہلت لی۔ اس کے بعد حنین اور طائف کی لڑائیاں پیش آئیں۔ اس میں انھوں نے ہتھیار سے مسلمانوں کی مدد کی اور خود بھی شریک رہے حضورؐ نے حنین کے مال غنیمت سے سو اونٹ آپ کو عنایت فرمائے حضورؐ کی اس فیاضی کا اُن پر بہت اثر ہوا۔ اور یقین ہو گیا کہ آپ سچے نبی ہیں۔ غزوہ طائف کے بعد آپ مشرف باسلام ہوئے۔ کچھ دن مدینہ میں رہے پھر مکہ واپس گئے۔ آخر وقت تک وہیں رہے۔

حضرت عمرؓ کے وقت میں شام کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ جنگ یرموک میں فوج کے ایک دستہ کے افسر تھے۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں وفات پائی۔

فضل و کمال کے لحاظ سے آپ کا کوئی خاص مرتبہ نہ تھا۔

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ

آپ کا نام عبداللہ اور ابوجعفر کنیت تھی۔ حضورؐ کے چچیرے بھائی اور حضرت جعفر طیارؓ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے والد حبشہ کے مہاجرین اولین سے تھے۔ مشرکین مکہ سے تنگ آکر مع بال بچوں کے حبشہ چلے گئے۔ حضرت عبداللہ وہیں پیدا ہوئے۔ ۷ھ میں حضرت جعفرؓ حبشہ سے مدینہ آئے۔ اس وقت آپ کی عمر سات برس کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر آپ کے ہمسن تھے۔ آپ نے اور انھوں نے ایک ساتھ حضورؐ سے بیعت کی۔

آپ کے والد ماجد نے ۸ھ ہجری میں غزوہ موتہ میں شہادت پائی۔ اس کے بعد سے حضورؐ ان پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ آپ کا ہاتھ پکڑ کر حضورؐ نے آپ کے لیے دعا فرمائی کہ اے خدا ان کو جعفر کے گھر کا صحیح جانشین بنا۔ اور ان کی بیعت میں برکت فرما۔ اور یہ فرمایا کہ میں دنیا اور آخرت میں آلِ جعفر کا ولی ہوں۔

آپ دس برس کے تھے کہ حضورؐ اس عالم سے تشریف لے گئے۔ خلفائے ثلثہ کے زمانہ میں آپ کمسن تھے۔ حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ ان کی مدد کے لئے شامی فوج سے لڑے۔ ابن ملجم نے جب حضرت علیؓ کو شہید کیا تو آپ ہی نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر بدلہ لیا تھا۔

اگرچہ حضرت عبداللہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے مگر امیر معاویہؓ نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا۔ بہت مانتے تھے اور ہمیشہ ان کے ساتھ سلوک کرتے رہے۔ یہ امیر معاویہؓ کے پاس بھی جایا کرتے تھے۔ وہ ان کی بڑی خاطر کرتے تھے۔ اور نقد و جنس دے کر واپس کرتے تھے۔

۸۰ھ ہجری میں مدینہ میں آپ نے وفات پائی۔ آبان بن عثمان نے جو اس زمانہ میں مدینہ میں گورنر تھے۔ اپنے ہاتھوں سے غسل دیکر کفنایا۔ اور جنازہ کو کندھا دیکر لے گئے۔ آپ کے انتقال سے تمام مدینہ میں کہرام مچ گیا تھا۔ جنازہ پر آدمیوں کا بے حد ہجوم تھا۔ بدقت تمام جنازہ جنت البقیع پہنچا۔ آبان نے خود جنازہ کی نماز پڑھائی اور وہیں دفن کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ

آپ بہترین آدمی تھے۔ آپ میں کسی قسم کا شر نہ تھا۔ نیک تھے صلہ رحم کا بہت خیال رکھتے تھے۔ فیاض اور خوش خلق اور سخی تھے زمانہ اسلام میں جزیرۃ العرب میں دس فیاض مشہور تھے۔ ان میں سب سے زیادہ آپ فیاض تھے۔ اسی وجہ سے اکثر قرضدار رہتے تھے باوجود اخراجات کی کثرت اور فیاضیوں کے ناجائز آمدنی سے ہمیشہ پرہیز کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بعض زمینداروں نے گاؤں کے کسی معاملہ میں حضرت علیؓ کے پاس آپ کو بھیجا۔ حضرت علیؓ نے زمینداروں کے موافق فیصلہ کیا۔ زمینداروں نے چالیس ہزار اشرفیاں

پیش کیں۔ آپ نے واپس کر دیں۔ اور فرمایا کہ میں بھلائی کو اس رقم کے عوض میں فروخت نہیں کر سکتا۔

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

آپ کا نام عبداللہ اور ابوبکر اور ابوحبیب کنیت تھی۔ آپ کے والد عشرۂ مبشرہ میں سے اور حواری رسول اللہؐ تھے۔ آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ اور حضورؐ کے آپ بھانجے تھے۔ سلہ یا سلہ ہجری میں آپ مدینہ میں پیدا ہوئے جس وقت آپ پیدا ہوئے آپ کی والدہ آنحضرتؐ کے پاس لائیں۔ حضورؐ نے گود میں لے لیا اور خیر و برکت کی آپ کے لئے دعا فرمائی اور کھجور چبا کر آپ کے منہ میں ڈال دی۔

جب سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو آپ کے والد حضرت زبیرؓ حضورؐ کی خدمت میں لائے حضورؐ نے ان سے بیعت لی۔

آپ بچپن ہی سے نہایت جری بہادر اور نڈر تھے کسی سے ڈرتے نہ تھے۔ حضرت عمرؓ سے سب ڈرتے تھے۔ جدھر سے اُن کا گزر ہوتا لڑکے بھاگ جاتے۔ ایک بار آپ اور بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت عمرؓ کا اُدھر سے گزر ہوا۔ سب بچے بھاگ گئے مگر یہ کھڑے رہے حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کیوں نہیں بھاگے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے کوئی جرم کیا نہ تھا۔ راستہ بھی تنگ نہ تھا۔ کیوں ہٹتا۔

آنحضرتؐ کے اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں آپ بہت کمسن تھے سب سے پہلے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ ۲۲ھ میں جب کہ آپ کی عمر ۱۳ یا ۱۴ سال کی تھی۔ اپنے والد کے ساتھ جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سب سے پہلے جنگ طرابلس میں شریک ہوئے۔ وہاں کا حاکم اس وقت جرجیر تھا جو بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کے لئے نکلا تھا پہلے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اس سے مقابلہ کے لئے نکلے جب جنگ کا زمانہ طول ہوا اور کوئی فیصلہ کی صورت نظر نہ آئی تو حضرت عثمانؓ نے آپ کو بھیجا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اپنی بہادری اور خوش تدبیری سے طرابلس کو فتح کر لیا۔ اس جنگ میں جرجیر کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی۔ اور اتنا مال غنیمت ملا کہ ہر سوار کے حصہ میں تین ہزار اور پیادہ کے حصہ میں ایک ہزار دینار آئے۔ اس فتح کی خبر لے کر حضرت زبیرؓ حضرت عثمانؓ کے پاس مدینہ واپس گئے۔

اس کے بعد آپ طبرستان کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ اور نہایت بہادری سے لڑے۔ پھر حضرت عثمانؓ کے وقت میں جتنی لڑائیاں ہوئیں سب میں شریک رہے۔ ۳۵ھ میں جب کہ حضرت عثمانؓ قصر خلافت میں باغیوں نے گھیر لیا تھا۔ اس وقت حضرت حسنینؓ وغیرہ کے ساتھ ان کی حفاظت میں آپ بھی تھے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جنگ جمل میں آپ ا

والد حضرت زبیرؓ اور اپنی خالہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے۔ جب دوسرے فریق نے حضرت عائشہؓ پر تیر برسائے اس وقت حضرت عبداللہؓ نے حضرت عائشہؓ کی حفاظت کے لئے تمام تیر اپنے سینہ پر روکے۔ سارا بدن آپ کا زخموں سے چور ہوگیا۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد زخموں کا شمار کیا گیا تھا تو تلوار اور نیزہ کے چالیس سے زائد زخم تھے۔

اس کے بعد جنگ صفین میں کسی طرف سے شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ اس فتنہ کے بعد امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مگر جب امیر معاویہؓ نے اسلامی خلافت کو موروثی سلطنت بنانے کی کوشش کی۔ اور یزید کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے نہایت سختی سے اختلاف کیا۔ جب امیر معاویہؓ یزید کے لئے بیعت لینے کو مدینہ آئے اور حضرت امام حسینؑ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ وغیرہ کو بلایا تو سب کی طرف سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اُن سے گفتگو کی تھی۔

امیر معاویہؓ نے سب لوگوں پر اپنے احسانات جتا کر ابن زبیر سے کہا کہ یزید تمہارا بھائی اور تمہارے چچا کا لڑکا ہے تم صرف اس کو خلیفہ مان لو باقی حکام کی معزولی اور بحالی اور خراج کا وصول کرنا اور اس کا صرف کرنا سب تم ہی لوگوں کے ہاتھ میں رہے گا یزید اس میں کوئی مزاحمت نہ کرے گا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے جواب دیا کہ اگر تم رسول اللہ یا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ ان میں سے کسی کے طریقہ پر

انتخاب کرو تو ہم لوگوں کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ ان لوگوں کا طریقہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا حضورؐ نے تو کسی کو بھی اپنا خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ آپ کے بعد مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو اُن کا عزیز بھی نہ تھا۔ اور مسلمانوں میں بہترین شخص تھا اور حضرت عمرؓ نے چھ آدمیوں کو نامزد کر دیا کہ مسلمان ان میں سے جس کو چاہیں انتخاب کر لیں۔ اور یہ سب آدمی نہ اُن کی اولاد سے تھے نہ اُن کے عزیز تھے۔ امیر معاویہ نے پوچھا اس کے علاوہ کوئی اور صورت ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ امیر معاویہ نے ان سب کو دھمکا کر خاموش کر دیا اور عوام سے بیعت لے لی۔

امیر معاویہؓ عبداللہ بن زبیرؓ کی دلیری پر ہمیشہ ان سے کھٹکتے رہے اپنے مرنے سے پہلے یزید کو وصیت کی کہ ابن زبیرؓ میرے بعد اگر تمہارے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو بہتر ہے اگر نہ کریں تو ان پر کبھی اطمینان نہ کرنا۔ اور موقع پا کر ان کو ہرگز نہ چھوڑنا۔

یزید کو اپنا جانشین بنا لینے کے چار برس کے بعد امیر معاویہؓ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد یزید ان کا جانشین ہوا۔ حکومت حاصل ہونے کے بعد یزید کے لئے سب سے ضروری کام یہ تھا کہ حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جس طور سے ممکن ہو بیعت لے اس لئے اس نے ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کو لکھا کہ

حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جس طور سے ممکن ہو بیعت لیلو۔ ولید نے ان دونوں صاحبوں کو طلب کیا۔ حضرت امام حسینؓ تو چلے گئے۔ مگر عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک دن کی مہلت مانگی۔ اور رات کو مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ ولید نے تلاش کے لئے آدمی بھیجے مگر پتہ نہ لگا۔ آپ نے مکہ پہنچکر یہیں قیام کر دیا۔

حضرت امام حسینؓ جب کوفہ کے ارادہ سے مکہ آئے تو آپ نے ان کو یہ صلاح دی کہ کوفہ نہ جائیے۔ یہیں رہ کر کوشش کیجئے۔ ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اور آپ کی کامیابی کے لئے کوشش کریں گے۔ حضرت امام حسینؓ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے والد سے ایک حدیث سنی ہے کہ حرم کا ایک مینڈھا ہے جس کی وجہ سے اس کی حرمت اٹھ جائے گی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ مینڈھا نہ بنوں۔ اس جواب پر بھی آپ نے حضرت امام حسینؓ کو کوفہ جانے سے روکا۔ اور مکہ کے قیام پر اصرار کیا۔ اور فرمایا کہ آپ کے ہر کام میں میں پوری مدد کروں گا مگر آپ نے نہ مانا۔

آپ اس وقت سے حضرت امام حسینؓ کی شہادت تک مکہ میں باطمینان بیٹھے رہے۔ اس کے بعد یزید کو آپ سے بیعت لینے کی فکر ہوئی۔ چند آدمیوں کو ان سے بیعت لینے کے لئے بھیجا۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ میں باغی نہیں ہوں۔ لیکن اپنے کو دوسرے کے قبضہ میں بھی نہ دوں گا ان لوگوں نے جاکر یہ جواب یزید کو سنا دیا۔ یزید نے پھر معززین شام کا

ایک وفد بھیجا۔ اور اُن لوگوں سے یہ کہدیا کہ کسی قسم کا ظلم نہ کرنا۔ سمجھا بجھا کر بیعت لینا۔ انھوں نے آکر ابن زبیر سے بیعت کے لئے کہا۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اور وفد کے ایک رکن نعمان بن بشیر سے علیحدہ باتیں کیں۔ اپنا اور یزید کا موازنہ کر کے پوچھا کہ کیا تم اب مجھے یزید سے بیعت کا مشورہ دیتے ہو۔ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ اور میں آئندہ اس کام کے لئے آپ کے پاس آؤں گا بھی نہیں۔ شامی وفد ناکام واپس گیا اور جاکر یزید سے تمام حالات عرض کر دئے۔

اس وفد کی واپسی کے بعد آپ نے اہل حجاز کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ عبداللہ بن عباس رض اور محمد بن حنفیہ رض کے علاوہ سب نے آپ سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد آپ نے یزید کے تمام عاملوں کو مکہ سے نکال دیا۔ یہاں سے بنی اُمیہ کی حکومت اُٹھ گئی۔ مدینہ والوں نے بھی اپنے مکان سے یزید کے عاملوں کو نکال دیا تھا۔ یزید کو اس کی خبر ہوئی تو مسلم بن عقبہ کو ایک بڑی فوج لے کر بھیجا اور ہدایت کر دی کہ پہلے مدینہ والوں کو درست کیا جائے۔ اس کے بعد مکہ میں عبداللہ بن زبیر کا مقابلہ کیا جائے۔ اس ہدایت کے مطابق مسلم مدینہ آیا۔ مدینہ والوں نے مقابلہ کیا۔ بہت سے انصاری کام آئے اور مدینہ والوں کو شکست ہوگئی۔ شامی فوج نے تین رات دن مدینہ کو خوب لوٹا۔ اور یہاں کے بڑے بڑے لوگوں کو قتل کر کے بقیہ لوگوں سے یزید کے لئے بیعت لیکر یہ فوج مکہ روانہ ہوئی۔

مسلم ابھی مکہ نہ پہنچا تھا کہ اس کی موت کا وقت آگیا۔ حصین بن نمیر کو اپنا جانشین بنا کر چل بسا۔ حصین بن نمیر نے مکہ پہنچ کر حرم محترم کا محاصرہ کرلیا۔ اور جبل ابو قبیس پر منجنیق نصب کر کے خانہ کعبہ پر آگ برسانی شروع کردی۔ جس سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اسی حالت میں ربیع الاول ۶۴ھ میں یزید مرگیا۔ اس کی موت سے شامیوں کی ہمت چھوٹ گئی حصین بن نمیر نے کہلا بھیجا کہ جس کے لئے ہم لڑتے تھے وہ مرگیا۔ اس لئے اب صلح کر کے حرم کا دروازہ کھول دیجئے۔ ابن زبیرؓ نے حرم کا دروازہ کھول دیا۔ حصین نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ اگر تم میرے ساتھ شام چلو تو میں وہاں تمھاری بیعت کے لئے کوشش کروں۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سے انکار کیا۔ حصین فوج لئے ہوئے شام چلا گیا۔

یزید کے بعد اس کا لڑکا معاویہ خلیفہ ہوا۔ یہ نہایت نیک اور مذہبی آدمی تھا۔ اس لئے بنی امیہ کی بے عنوانیوں سے بددل ہوکر چند مہینوں ہی کے بعد اپنے خاندان کو جمع کر کے اس نے کہا کہ مجھ میں تمھاری حکومت کے سنبھالنے کی طاقت نہیں ہے۔ تم جس کو چاہو اپنا خلیفہ بنالو۔ یہ کہکر سلطنت سے الگ ہوگیا۔

اب بنی امیہ کی حکومت قریب قریب ختم ہوچکی تھی۔ مروان بھی آپ سے بیعت کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا۔ مگر عبداللہ بن زبیرؓ نے انتقام اور بدلہ کے جوش میں تمام بنی امیہ کو مدینہ سے نکلوا دیا۔ اسی میں مروان

بھی تھا۔

بنی امیہ مدینہ سے نکل کر شام پہنچے۔ یہاں ان کے بہت سے حامی اور مددگار تھے۔ مروان نے اُن سب کو جمع کر کے خلافت کا معاملہ پیش کیا۔ ذی الحجہ ۶۴ ہجری میں سب نے مروان کو خلیفہ بنا لیا خلافت ملنے کے بعد مروان دمشق کی طرف گیا۔ یہاں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے ضحاک بن قیس حاکم تھے مروان کا ان سے مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں ضحاک مارے گئے۔ اور ان کے ساتھی بھاگ گئے۔ ان کے قتل کی خبر حمص پہنچی تو یہاں کے حاکم نعمان بن بشیر یہاں سے بھاگے۔ راستہ میں پکڑ کر قتل کر دئے گئے۔ پھر مروان قسطنطنیہ پہنچا۔ اس پر بھی اس کا قبضہ ہو گیا۔ اس طرح پورے شام پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد مروان مصر کی طرف بڑھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف سے عبدالرحمٰن بن حجدم وہاں کام کر رہے تھے۔ ان سے مقابلہ ہوا۔ مگر عبدالرحمٰنؓ نے مروان سے لڑنے کی اپنے میں قوت نہ پائی۔ ہتھیار رکھ دیا۔ یہاں سے مروان دمشق پہنچا۔ وہاں تسلط ہونے کے بعد مروان نے اپنے لڑکے عبدالملک کو اپنا ولی عہد کیا۔ اس کے بعد رمضان ۶۵ھ میں مروان مر گیا۔ اور اسکا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا۔

اُس زمانہ میں مختار ثقفی حکومت کے حوصلہ سے اُٹھا۔ اور محبت اہل بیت کا دعویٰ کر کے قاتلین امام حسینؓ سے بدلہ لینے کا خیال ظاہر

کیا۔ حضرت امام زین العابدین رضؓ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے امام ہیں ہم سب سے بیعت لے کر امامت قبول کیجئے۔ اور ہماری سرپرستی فرمائیے۔ آپ اس کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے آپ نے اس کو منظور نہ کیا۔ اور مسجد میں عام طور پر اس کو ظاہر کر دیا کہ یہ محب اہل بیت نہیں ہے۔ اس کے آڑ میں کچھ اور کرنا چاہتا ہے یہ کذاب ہے۔

جب یہاں سے مایوسی ہوئی تو وہ محمد بن حنفیہ رضؓ کے پاس پہنچا اور ان سے امامت قبول کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے امام زین العابدینؒ سے صلاح لی انھوں نے روکا۔ پھر محمد بن حنفیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے اس کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ ضرور منظور کر لو۔ مختار کو جب ان دو آدمیوں کا سہارا مل گیا تو اس نے کوفہ کو اپنا صدر مقام بنا کر اس کام کو شروع کر دیا۔

مختار نے قاتلین حسین رضؓ سے انتقام کا خیال جو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو ہزاروں عراقی اُن کے ساتھ ہو گئے۔ کوفہ میں عبداللہ بن زبیر رضؓ کی طرف سے عبداللہ بن مطیع حاکم تھے اُن کا اثر وہاں زیادہ تھا۔ اس لئے مختار نے وہاں سے ایک با اثر شخص ابراہیم بن اشتر نخعی کو ساتھ لیا۔ اس وقت کوفہ کے پولیس افسر ایاس بن نضار تھے۔ ان کو خبر ہوئی تو انھوں نے ابراہیم کو مختار کے ساتھ دینے سے روکا۔ اور یہ کہا کہ اگر تم ساتھ دو گے تو تمھارا سر قلم کر دیا جائے گا۔ ابراہیم ذی اثر آدمی تھا اس لئے اس پر اس دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ موقع پا کر

انھوں نے ایاس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن مطیع کو ایاس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے ابراہیم کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے۔ مختار کے آدمی ابراہیم کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ انھوں نے عبداللہ کے آدمیوں کو بھگا دیا۔ اس کے بعد ابراہیم اور مختار نے عبداللہ کے مکان کو گھیر لیا۔ جب عبداللہ نے دیکھا کہ جان بچنا مشکل ہے تو امان مانگ لی۔ مختار نے امان دیدی اور ایک لاکھ روپیہ دے کر کہدیا کہ جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد کوفہ اور تمام عراق پر مختار کا قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد کوفی علانیہ طور پر عبداللہ بن زبیرؓ کی مخالفت کرنے لگے عبداللہ بن زبیرؓ نے محمد بن حنفیہ سے اپنی دعوت کے لئے اصرار کرنا شروع کیا۔ محمد بن حنفیہ نے انکار کیا تو عبداللہ نے ان کو زمزم میں قید کر دیا۔ مختار کو خبر ہوئی تو ان کی رہائی کے لئے پانسو آدمیوں کو بھیجا۔ انھوں نے مکہ آکر ان کو رہا کرا لیا۔

عراق پر قبضہ کرنے کے بعد مختار قاتلین حسینؓ کی تلاش میں نکلا شمر ذی الجوشن۔ خولی۔ عمرو بن سعد کو قتل کر کے سر محمد بن حنفیہ کے پاس بھجوا دئے۔ اس کے بعد موصل کے حاکم عبدالرحمٰن بن سعید سے عبیداللہ بن زیاد سے مقابلہ ہوا۔ عبدالرحمٰن نے عبیداللہ ابن زیاد کو قتل کر دیا۔ اس طرح چند دنوں میں قاتلین حسین سب مختار کے ہاتھ سے قتل کر دئے گئے۔

مختار نے عجمیوں کے زور پر ۱۸ مہینہ میں سب کام کئے۔ اور عربوں
و نہایت ذلیل رکھا۔ مال و متاع اور عہدوں سب سے اُن کو محروم
کھا۔ اتنے دن مصیبت سہنے کے بعد تمام عرب ان کے خلاف
و گئے۔ مختار نے عجمیوں کو جوش دلایا کہ صرف تمھاری وجہ سے عرب
مارے خلاف ہو گئے ہیں۔ تم کو ہماری مدد کرنی چاہیئے چالیس ہزار
جمی جمع ہو گئے اور کوفہ میں زبردست مقابلہ ہوا۔ پانسو کوئی عرب قتل
ور دو سو گرفتار ہوئے۔ عربوں نے اپنے کو کمزور دیکھا مصعب کے
س بصرہ چلے گئے۔

کوفیوں پر فتح پانے کے بعد مختار نے عربوں پر سختی کرنی شروع
ردی۔ اس لئے وہاں کے عرب بھاگ کر بصرہ جانے لگے۔ جب
صرہ میں دس پندرہ ہزار عرب جمع ہو گئے تو وہاں کے حاکم مصعب
سے کہا کہ مختار نے ہمارے معزز لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور ہمارے مکان
ھا دئے۔ ہمارا اسباب لوٹ لیا اور عجمیوں کو ہمارے سر چڑھایا آپ
ن کا مقابلہ کیجئے ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے۔ مصعب نے
نے سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ کو کثیر فوج کے ساتھ بھیجا۔
مختار نے بھی اپنے سپہ سالار احمد بن سلیط کو ۲۰ ہزار فوج کے
ساتھ بھیجا۔ مذار کے مقام پر دونوں فوجوں کا سخت مقابلہ ہوا۔
مختار کی فوج شکست کھا کر کوفہ کی طرف بھاگی۔ مصعب کی فوج نے
پیچھا کیا۔ اور کوفہ تک مختار کی فوج کو بھگا لے گئی۔ مختار خود اپنی

فوج سے کر بڑھا مگر کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ مختار کے بکثرت آدمی مارے گئے۔ مختار قلعہ میں گھس گیا۔ مصعب نے قلعہ کو گھیر لیا۔ چالیس دن تک محاصرہ رہا۔ مختار گھبرا کر قلعہ سے نکل پڑا۔ کچھ دیر لڑتا رہا۔ آخر زخموں سے چور ہو گیا۔ مصعب کے آدمیوں نے اس کا سر قلم کر کے مصعب کے سامنے پیش کیا۔ اس طرح یہ فتنہ ختم ہوا۔

مختار کے قتل کے بعد محمد بن حنفیہ کمزور ہو گئے تو عبداللہ بن زبیر نے ان سے زبردستی بیعت لینی چاہی۔ محمد بن حنفیہ بہت پریشان ہوئے عبدالملک نے ان کو بلوا بھیجا۔ عبدالملک کے پاس شام چلے گئے مدائن پہونچکر ان کو عبدالملک کی طرف سے فریب کا خطرہ ہوا وہ مکہ معظمہ لوٹ گئے۔ اور شہر کے باہر شعب ابی طالب میں قیام کیا۔ یہاں عبداللہ بن زبیرؓ نے پھر ان کو بیعت کے لئے مجبور کیا۔ تو طائف چلے گئے۔

ابراہیم بن اشتر نخعی نے جو کوفہ کے رئیسوں میں تھا اور مختار کے ساتھ ہو گیا تھا مختار کے قتل کے بعد مصعب سے امان مانگ لی عبدالملک نے اپنے خاندان کے صاحب رائے لوگوں کو جمع کر کے صلاح لی۔ سب نے عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کی صلاح دی۔ عبدالملک نے شامی فوج کثرت سے جمع کی۔ اور مصعب نے بھی اپنی فوجیں ان کے مقابلہ کے لئے بڑھائیں۔ دیر جاثلیق میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ عبدالملک نے مصعب کے آدمیوں کو کچھ طمع کے ساتھ ملا لیا تھا

ابراہیم نہایت بہادری سے لڑے قریب تھا کہ عبدالملک کے آدمی سپر ڈال دیں۔ عتاب بن ورقا تمیمی جو فوج کے داہنے حصہ کی کمان کر رہا تھا۔ اپنے داہنے حصہ کو ہٹا لے گیا۔ محمد بن مروان نے جب دیکھا کہ فوج کا داہنا حصہ کمزور ہے تو اپنی فوج کے بائیں حصہ سے نہایت زور کا حملہ کر دیا۔ اور اموی سوار بھی ہر طرف سے ابراہیم پر ٹوٹ پڑے۔ ابراہیم زمین پر گرا۔ فوراً لوگوں نے اس کو قتل کر دیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی قوت اس کے مرنے سے بہت کمزور ہو گئی۔

دوسرے دن مصعب پھر مقابل میں آئے۔ مگر اس دن قبیلہ مضر اور ربیعہ نے اُن کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ان کے ساتھ سات آدمی رہ گئے مصعب نے اپنے لڑکے عیسیٰ سے کہا کہ اب میرے قتل ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس لئے تم اپنی جان بچا کر مکہ چلے جاؤ۔ لڑکے نے کہا میں ایسے وقت میں آپ کا ساتھ چھوڑ کر جا نہیں سکتا۔ عیسیٰ میدان میں آیا اور نہایت بہادری سے لڑ کر باپ پر فدا ہو گیا۔

عیسیٰ کے قتل کے بعد عبدالملک نے مصعب کو امان دے دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تمہارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔ مگر ایک اموی نے اسی وقت اُن کے لڑکے عیسیٰ کا سر کاٹ کر اُن کے سامنے لاکر رکھ دیا۔ مصعب سے یہ منظر دیکھا نہ گیا۔ گھوڑے سے اُتر پڑے اور لڑنا شروع کر دیا۔ زخموں سے چور ہو چکے تھے۔ عبیداللہ بن زیاد نے اُن کا کام تمام کر دیا۔

مصعب کے قتل کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ کا کوئی سچا خیر خواہ نہ رہ گیا

اس لئے عبدالملک نے ایک دن مسجد میں منبر پر مجمع سے پوچھا کہ تم میں سے کون عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کا بیڑا اُٹھاتا ہے حجاج نے کہا کہ میں عبدالملک نے ذیقعدہ ۷۲ھ میں اس کو عبداللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ کے لیئے بھیجا۔ حجاج نے مکہ پہونچکر حرم محترم کا محاصرہ کر لیا۔ کئی مہینہ تک محاصرہ رہا۔ اس مدت میں برابر اس نے پتھر برسائے۔ اور آگ کے شعلے پھینکے۔ عبداللہ بن زبیرؓ استقلال کے ساتھ حرم محترم میں بیٹھے رہے۔ پتھر اور شعلے گرتے تھے مگر وہ برابر عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔

اخیر میں سامان رسد گھٹ گیا۔ مکہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ کوئی چیز ملتی نہ تھی۔ ایسی حالت میں آپ کے ساتھیوں کا استقلال قائم نہ رہا ایک ایک کر کے حجاج کے دامن میں پناہ لینے لگے۔ تقریباً دس ہزار آدمیوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور حجاج سے مل گئے۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے جب اپنی بے بسی کا یہ عالم دیکھا تو اپنی ماں سے عرض کیا۔ میرے تمام ساتھیوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ اب صرف چند فدائی باقی ہیں۔ اُن میں بھی مقابلہ کی تاب نہیں ہے۔ ایسی حالت میں آپ کیا فرماتی ہیں۔ آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ کی عمر اُس وقت سو برس سے زائد تھی۔ تمام بیٹے پوتے شہید ہو چکے تھے۔ صرف حضرت عبداللہ باقی تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر تم کو اس کا یقین ہے کہ تم حق پر ہو اور حق کی دعوت دیتے ہو تو جاؤ لڑو۔ اور اگر تمہارا مقصد دنیا ہے تو تم کو اپنے کو اور اپنے ساتھیوں کو ہلاکت میں ڈالنا نہ چاہیئے

ہے۔ اور اگر تم حق پر ہو مگر اپنے مددگاروں کے ساتھ نہ دینے سے
گئے ہو تو یاد رکھو کہ دینداروں کا یہ شیوہ نہیں ہے۔ ایک دن مرنا ہے
جان دو۔ ایسی زندگی سے جان دیدینا ہزار درجہ بہتر ہے۔
ماں سے رخصت ہو کر چلے۔ ماں نے دعائیں دیں۔ دیکھا کہ آپ
پہنے ہیں۔ فرمایا خدا کی راہ میں جان دینے والوں کا یہ طریقہ نہیں
اس کو اُتار دو۔ آپ نے زرہ اُتار دی اور لڑائی کے لئے روانہ
ئے۔ وہاں پہونچکر اس زور کا حملہ کیا کہ شامی خاک اور خون میں
نے لگے۔ مگر شامی زائد تھے۔ آپ کے ساتھی اُن کے مقابلہ کی
نہ لاسکے۔ شامیوں نے خانۂ کعبہ کا تمام پھاٹک گھیر لیا۔ اس حالت
میں آپ اس طرح حملہ کرتے تھے کہ شامی آپ کے حملہ کو سنبھال
تے تھے۔ حجاج نے جب یہ حال دیکھا تو خود سواری سے اُتر پڑا اور
فوج کو للکارا۔ لیکن پھر بھی آپ نے اُس ہجوم کو منتشر کر دیا۔
ا وقت آگیا۔ آپ نماز پڑھنے لگے۔ شامیوں نے موقع پاکر
کے علمبردار کو قتل کر دیا۔ اور علم چھین لیا۔ آپ نماز پڑھ کر
ئے تو بڑی دیر تک بغیر علم کے لڑتے رہے۔ ایک شامی نے نہایت
سے پتھر مارا کہ آپ کا سر کھل گیا اور خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔
ی آپ دلیری سے لڑتے رہے۔ شامیوں نے گھیر کر آپ کو
کر دیا۔ جمادی الثانی ۷۳ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
راجِعُون۔

قتل کے بعد حجاج نے آپ کی لاش کو منظر عام پر سولی پر چڑھا دیا
آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ نے دفن کے لئے مانگا نہیں دیا۔ حضرت
عبداللہ بن عمرؓ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے لاش کو خطاب کر کے
السلام علیک میں نے تم کو اس میں پڑنے سے منع کیا تھا۔ تم روزے
رکھتے تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ صلہ رحم کرتے تھے۔ حجاج
اس کی خبر ہوئی تو اس نے لاش کو سولی سے اتروا کر یہودیوں کے
قبرستان میں پھنکوا دیا۔ اور حضرت اسماءؓ کو بلوا بھیجا آپ نے آنے
سے انکار کیا۔ اس نے کہلا بھیجا سیدھی چلی آؤ ورنہ چوٹی پکڑ کے گھسیٹ
لاؤں گا۔ آپ نے کہلا بھیجا خدا کی قسم اب میں اس وقت تک
آؤں گی جب تک تو چوٹی پکڑ کر نہ گھسیٹوائے گا۔ یہ جواب سن کر اس کو
غصہ آیا۔ حضرت اسماءؓ کے پاس خود آیا۔ اور کہا تم نے دیکھا خدا نے
اپنے دشمن کا کیا انجام کیا۔ آپؓ نے فرمایا ہاں۔ تو نے ان کی دنیا برباد
کی۔ انھوں نے تیری آخرت برباد کر دی۔ تو مجھے ذات النطاقین
کہہ کر شرم دلاتا ہے۔ تجھے معلوم نہیں یہ حضورؐ کا دیا ہوا لقب ہے۔
حضرت اسماءؓ کی یہ بیباکانہ گفتگو سن کر حجاج لوٹ گیا۔

عبدالملک کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے نہایت ڈانٹ کر لکھا
کہ تم نے اب تک ان کی لاش کیوں نہیں دی۔ اس پر اس نے
دیدی۔ حضرت اسماءؓ نے غسل دلا کر مقام حجون میں دفن کیا۔ شہادت
کے وقت آپ کی عمر ۷۲ سال کی تھی۔

آپ کے کارنامے

آپ قریش کے اُن حوصلہ مند بہادروں میں تھے کہ بنی امیہ کی اتنی
اسلامی سلطنت کا برسوں مقابلہ کیا۔ امیر معاویہؓ کی وفات کے
[illegible] سے یزید کی زندگی میں آپ نے خلافت کا دعویٰ کیا۔ مگر
ی زندگی میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ یزید کے لڑکے معاویہ کی خلافت
دست[illegible] برداری کے بعد سنہ ۶۲ھ میں جب آپ نے لوگوں سے
ت کے لئے کہا تو مسلمانوں نے آپ کو خلیفہ مان لیا اور اسلامی
نت کے اکثر حصوں میں لوگوں نے آپ کے لئے بیعت کر لی۔
وقت سے سنہ ۷۳ھ تک برابر آپ بنی امیہ کا مقابلہ کرتے رہے
سات برس تک آپ خلیفہ رہے۔ مگر اس مدت میں ایک دن
آپ کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ خانہ جنگی کی وجہ سے کوئی
انتظام اپنی مرضی کے مطابق کر نہ سکے۔ تاہم حکام کا مقرر کرنا ان کا
۔ خراج کا وصول کرنا۔ فوجوں کی نگرانی۔ رعایا کی خبرگیری ان سب
ں کی طرف ہر وقت متوجہ رہے۔ مصر۔ فلسطین۔ دمشق۔
ن۔ قنسرین۔ کوفہ۔ بصرہ۔ خراسان۔ وغیرہ میں آپ کی
ت تھی۔ اور آپ کے عمال کام کرتے تھے۔
حکام کی زیادتیوں کی پوری نگرانی کرتے تھے۔ فوجی انتظام آپ کا
ت مکمل تھا۔ مورچوں پر رسد کا کافی سامان رہتا تھا۔

اس پر آشوب زمانہ میں آپ کا بڑا کارنامہ **خانہ کعبہ کی تعمیر**
حضورؐ کی خواہش تھی کہ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جسے **حطیم** کہتے ہیں اور قر
نے جب خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی تھی تو روپیہ کی کمی کی وجہ سے چھ
تھا۔ وہ بھی کعبہ میں داخل ہو جائے۔ تاکہ اصل بنیاد ابراہیمی
عمارت قائم ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حضورؐ
اُسی نقشہ پر کعبہ کی تعمیر کرانی چاہی تو حج کے موقعہ پر آپ نے تمام مس
کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ اس کے بعد آپ نے تین دن
اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر کے کام شروع کر دیا۔ جب بنیاد
پھر گئیں تو پھر لوگوں کو جمع کر کے اُن کے سامنے حضورؐ کا نقشہ پیش
کہ حطیم کا حصہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں شامل کر دوں گا اور ایک درو
پورب ایک پچھم زمین سے ملا ہوا رکھوں گا۔ تاکہ آنے جانے
کو زحمت نہ ہو۔ سب نے اس سے اتفاق کیا۔
کعبہ کی تعمیر کے لئے آپ نے وہ عمارت جو ابرہہ نے یمن
خانہ کعبہ کے مقابل میں بنوائی تھی اور چاہتا تھا کہ لوگ کعبہ کو چھ
یہاں حج کیا کریں۔ اس کو تڑوا کر اُس کا سب سامان مکہ معظم
منگوایا۔ اُس کو خانہ کعبہ میں لگا دیا۔ اُس میں سنگ مرمر کے پتھ
نقشی رنگ برنگ کے پچی کاری کے کام کے پتھر تھے۔ اور
سنہری پالش تھی۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو چکی تو آپ نے اُس
ریشمی دیبا کا غلاف چڑھایا۔

آپ کا فضل وکمال

آپ اپنے وقت کے بہترین قاریوں میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ
بن عباس رضؓ آپ کی قرأت قرآنی کی بے حد تعریف کرتے تھے۔ حدیثیں
آپ نے اپنے والد حضرت زبیر رضؓ اور اپنی خالہ حضرت عائشہ رضؓ اور اپنے
نانا حضرت ابو بکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ
سے حاصل کیں۔ آپ خواص کو حدیث اور قرآن کا درس دیتے تھے اور
اور عوام کو حضورؐ کے اقوال وافعال کی زبانی تعلیم دیتے تھے۔
آپ کو علوم مذہبی کے علاوہ مختلف زبانوں سے پوری واقفیت
تھی۔ آپ کے غلام مختلف جگہ کے تھے۔ سب سے انھیں کی زبانوں
میں باتیں کرتے تھے۔
تقریر کرنے میں آپ کو خاص ملکہ تھا۔ آپ کی تقریر کا لوگوں پر
اثر ہوتا تھا۔

آپ کے اخلاق وعادات

آپ تعلیمات اسلام کے عملی نمونہ تھے۔ عبادت الٰہی میں بیحد محنت
کرتے تھے۔ نماز اس اطمینان اور سکون سے پڑھتے تھے کہ جب
کھڑے ہوتے تو یہ معلوم ہوتا گویا ایک بے جان ستون ہے رکوع اور
سجدہ میں دیر تک رہتے۔ نماز میں استغراق کا یہ عالم ہوتا تھا کہ سجدہ

میں چڑیاں آپ کی پیٹھ پر بیٹھ جاتیں اور آپ کو خبر نہ ہوتی۔ کیسا ہی نازک وقت ہو مگر آپ کی نماز ترک نہ ہوتی تھی حجاج نے محاصرہ کے زمانہ میں جب چاروں طرف پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ آپ نے حطیم میں نہایت اطمینان سے نماز ادا فرمائی پتھر آ آکر پاس گرتے تھے۔ بدن پر لگتے تھے مگر آپ کی توجہ نماز سے دوسری جانب نہ ہوتی تھی۔ آپ کی کوئی رات قیام میں کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں گزر جاتی آپ کی نماز حضورؐ کی نماز کی پوری تصویر ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے تھے کہ اگر کسی کو حضورؐ کی نماز دیکھنی ہو تو آپ کی نماز دیکھ لے۔

آپ روزے بھی نہایت شوق سے رکھتے تھے۔ کسی تکلیف کا کبھی احساس نہ ہوتا تھا۔ دوشنبہ کا روزہ کبھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ حج بہت ناغہ ہوتا تھا۔ زمانہ خلافت سے شہادت تک طرح طرح کے جھگڑوں میں مبتلا رہے مگر اس حالت میں بھی حج ناغہ نہیں ہوا۔ آپ دنیا اور دین دونوں کاموں کو نہایت مستعدی اور دیانتداری اور محنت سے انجام دیتے تھے۔ نہ دین کے کاموں کی وجہ سے دنیا کے کسی کام میں فرق آنے پاتا تھا۔ نہ دنیا کے کاموں کی وجہ سے دین کے کاموں میں فرق آتا تھا۔

والدین کے حقوق تمام حقوق العباد سے زیادہ سخت ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ نے اس کا حاضر و غائب ہر وقت خیال رکھا۔

لد کے انتقال کے بعد جس قدر اُن کا قرض معلوم تھا۔ اس کو ادا کیا۔
س کے بعد چار سال تک ایام حج میں برابر اعلان کرتے رہے کہ میرے
الد کے ذمہ جس کا قرض ہو بتلائے میں ادا کروں گا۔ چار سال کے بعد
رکہ تقسیم کیا۔ اور چار سال تک برابر اپنے والد کے لئے سب سے
عائے مغفرت کی درخواست کرتے رہے۔

آپ کی شجاعت اور بہادری ایسی تھی کہ ان کے زمانہ میں کوئی ان کا
ثل نہ تھا ان کی بہادری کا اندازہ ان کی زندگی کے حالات جو اوپر
لزر چکے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے خود ہو جاتا ہے۔ اور آپ کسی
ڑے سے بڑے شخص سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ امیر معاویہ نے
جب یزید کو ولی عہد کیا تو آپ نے نہایت جرأت سے انکار کیا۔ اور
زید نے ان کو اپنے قابو میں لانا چاہا مگر اُس سے بھی آپ نہ دبے
ی امیہ سے اخیر وقت تک لڑتے رہے۔ اور قریب قریب تمام ممالک
سلامیہ سے اپنی خلافت تسلیم کرالی۔ مگر قضا و قدر سے کس کا زور
یلتا ہے۔ تقدیر میں جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔

معاش کی طرف سے آپ کو اطمینان رہا۔ آپ کے والد نے
کافی دولت چھوڑی تھی۔ اُن کا تجارتی کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر
تھا۔ متعدد مکانات تھے۔ جاگیریں تھیں۔ ان کے والد کی دولت کا
اندازہ پانچ کرور سے اوپر کیا جاتا ہے۔

۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ

آپ کا نام عبداللہ اور باپ کا نام عامر تھا۔ آپ سنہ ۴ھ یا سنہ ۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آپ کو حضورؐ کی خدمت میں لائے۔ حضورؐ نے اپنا لعاب دہن آپ کے منھ میں ڈالا اور آپ کے لئے دعا فرمائی۔ شیخین کے زمانہ میں آپ بالکل کمسن تھے۔ حضرت عثمانؓ نے آپ کو سنہ ۲۹ھ میں بصرہ کا عامل بنایا تھا جبکہ آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔

بصرہ کی حکومت ملنے کے بعد ہی آپ ایران کے غیر مقبوضہ علاقوں کی طرف بڑھے۔ سب سے پہلے اصطخر کو لیا۔ پھر جور۔ گازیان۔ قیشجان۔ کرمان وغیرہ کو لیا۔ سنہ ۳۰ھ میں خراسان پر فوج کشی کی اور مختلف شہروں میں مختلف آدمیوں کو جنگ کے لئے بھیجا۔ تھوڑے عرصہ میں نیشاپور وغیرہ سب فتح کر لیا۔ اور خود نیشاپور کے پایۂ تخت ابرشہر پر پہنچ گئے۔ اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ کئی مہینہ محاصرہ کے بعد وہاں کے بادشاہ نے دس لاکھ روپیہ سالانہ پر صلح کر لی۔

پایۂ تخت کے لینے کے بعد آپ نے عبداللہ بن حازم کو نساء کے علاقہ پر روانہ کیا۔ انھوں نے حملہ کیا۔ نساء والوں نے چار لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ ان فتوحات سے قرب و جوار کے رؤسا مرعوب ہو گئے۔ ابیورد کے حاکم نے خود آکر چار لاکھ پر صلح کر لی۔ پھر آپ نے عبداللہ

سرخس پر روانہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے بھی صلح کر لی۔ اس طرح سرخس کا پورا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس کے بعد کیف پر فوجیں پہنچی گئیں۔ یہ بھی فتح ہو گیا۔ طوس کے حاکم نے خود آکر چھ لاکھ پر صلح کر لی۔ اس کے بعد آپ نے ہرات پر حملہ کیا وہاں کے حاکم نے خود آکر صلح کر لی۔

ان بڑے بڑے حاکموں کی صلح کو دیکھ کر مرو کے حاکم نے بھی صلح کی درخواست کی ۲۲ لاکھ روپیہ پر صلح ہو گئی۔ اس طرح مرو کا پورا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس کے بعد آپ طخارستان کی طرف بڑھے۔ وہاں شق الجحر ذایک پرگنہ ہے۔ وہاں کے باشندوں نے ۳ لاکھ پر صلح کر لی۔ پھر آپ نے مرد الروز کا محاصرہ کیا۔ یہاں کے باشندوں نے پہلے تو مقابلہ کیا۔ پھر ساٹھ ہزار پر صلح کر لی۔ یہاں سے فاریاب فتح کرتے ہوئے بلخ پہنچے۔ بلخ کے باشندوں نے سات لاکھ پر صلح کر لی۔

جب ابن عامر نیشاپور وغیرہ فتح کرتے ہوئے نہر جیحون کے اس پار پہنچ گئے تو ماوراء النہر کے باشندوں نے خود آکر صلح کر لی۔ اس صلح میں مسلمانوں کو بہت سی لونڈیاں غلام اور کپڑے وغیرہ مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد آپ دارالخلافت لوٹ آئے۔

آپ کے فتوحات کا رقبہ بہت وسیع ہے۔ ایران سے لے کر خراسان اور ماوراء النہر تک فتح کیا۔ ان فتوحات کے بعد آپ نے

اس کے شکرانہ میں حج کیا۔ پھر مکہ سے مدینہ آئے اور مال غنیمت کا بہت بڑا حصہ مہاجرین اور انصار میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد آپ نے دارالحکومت بصرہ میں پھر لوٹ آئے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بصرہ کے بیت المال کا سب روپیہ لیکر مکہ آئے۔ یہاں حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ۔ حضرت عائشہؓ حضرت عثمانؓ کے انتقام کی نیت سے شام جانے والے تھے۔ آپ ان سب کو بصرہ لائے۔ یہاں سے جنگ کے لئے نکلے۔ اور آخر جنگ تک حضرت عائشہؓ کے ساتھ رہے۔ جنگ صفین میں کسی طرف سے آپ لڑے نہیں۔ مگر معاہدہ کے وقت بطور گواہ کے آپ نے عہدنامہ پر دستخط کی تھی۔

چونکہ آپ حضرت عثمانؓ کے عزیز تھے اس لئے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد سے آپ نے حضرت علیؓ کا کبھی ساتھ نہیں دیا۔ جب امیر معاویہؓ سے اور حضرت امام حسنؓ سے جنگ ہوئی تو آپ نے امیر معاویہؓ کا ساتھ دیا۔ اور صلحنامہ آپ ہی نے لکھوایا۔ صلح کے بعد امیر معاویہؓ نے آپ کو بصرہ کا گورنر بنا دیا۔ تین سال تک اس عہدہ پر رہے۔ پھر معزول ہو گئے۔ معزولی کے بعد مدینہ آئے اور ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں آپ نے وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ

آپ کے ذاتی حالات

آپ قریش کے بہت امیر آدمیوں میں تھے جتنی فتوحات حاصل کیں

اُن میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ آپ کو ملتا رہا۔ دو مرتبہ بصرہ کے گورنر ہوئے۔ اس میں بھی آپ نے کافی دولت جمع کی۔ آپ کا کافی روپیہ مختلف کاموں میں لگا ہوا تھا۔ اور مکہ کے قریب آپ کی بہت سی زمینیں بھی تھیں۔ جس مقدار سے آپ کے پاس دولت تھی ویسے ہی آپ فیاض بھی تھے۔ عرب کے مشہور فیاضوں میں آپ کا شمار تھا۔ جب آپ حج سے مدینہ واپس گئے تو اپنے پاس سے مہاجرین اور انصار کو ہزاروں روپئے تقسیم کئے۔ اس کے علاوہ ہر موقع پر آپ بے حد فیاضی کرتے تھے۔

آپ کا اگرچہ مذہبی علوم میں کوئی مرتبہ نہ تھا۔ مگر انتظامی امور میں آپ نہایت سمجھدار تھے۔ حکومت کے زمانہ میں آپ نے رعایا کو بہت آرام دیا۔ بصرہ میں اُن کے آرام کے لئے آپ نے نہر کھدوائی اور بازار بنوایا۔ اور عرفات میں بڑے بڑے حوض اور تالاب بنوائے ان میں نہر کا پانی پہنچایا تاکہ حاجیوں کو آرام ملے۔ اس کے علاوہ اکثر جگہ کنوئیں کھدوائے تاکہ کسی کو پانی کی تکلیف نہ ہو۔ جزاہُ اللہُ خیرَ الجزاء۔

۱۷۔ عبد اللہ بن مغفل مزنی رضؓ

آپ کا نام عبد اللہ اور ابو سعید کنیت ہے۔ ۶ھ ہجری میں اسلام لائے۔ اس کے بعد صلح حدیبیہ اور بیعت الرضوان میں شریک ہوئے۔ خیبر اور فتح مکہ میں بھی حضورؐ کے ساتھ رہے۔

غزوہ تبوک میں نہایت شدید قحط تھا۔ نادار تو درکنار معمولی حیثیت کے مسلمان بھی جنگ میں شرکت کا سامان نہ کر سکتے تھے آپ بھی نادار اصحاب میں سے تھے۔ جہاد کا انتہائی شوق تھا مگر ناداری سے مجبور تھے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سامان سفر کے لئے عرض کیا۔ کوئی صورت نکل نہ سکی تو اپنی محرومی پر رونے لگے ایک بزرگ ابن یامین نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو ایک اونٹنی اور کچھ کھجوریں پیش کیں۔ اس مختصر سامان کے ساتھ آپ اور آپ کے اور ساتھی عبدالرحمٰن بن کعب وغیرہ شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ شوق پسند آیا۔ سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ۔ ترجمہ۔ اور نہ اُن لوگوں پر کوئی الزام ہے کہ جب وہ تمھارے پاس آئے۔ کہ تم اُن کے لئے سواری کا انتظام کرو تو تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ لوٹ گئے۔ اور خرچ نہ میسر آنے کے غم میں اُن کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔

آنحضرتؐ کی زندگی تک تو آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ چھوڑ دیا۔ جب حضرت عمرؓ نے بصرہ آباد کیا۔ تو آپ کو مسلمانوں کی تعلیم کے لئے بصرہ بھیج دیا۔ آخر عمر تک آپ وہیں رہے اور مسلمانوں کو تعلیم دیتے رہے۔

عراق کی فوج کشی میں بھی آپ شریک رہے۔ جب شوستر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تو سب سے پہلے آپ ہی اس شہر میں داخل ہوئے۔

کافی عمر پانے کے بعد بصرہ ہی میں آپ بیمار ہوئے۔ جب بیماری زیادہ ہوئی تو اعزہ سے وصیت کی کہ غسل کے آخر پانی میں کافور ملانا اور کفن میں دو چادریں اور ایک قمیص رکھنا۔ کیونکہ حضورؐ کا کفن بھی یسی تھا۔ اور نہلانے کے وقت صرف اصحاب رسولؐ ہوں وہی غسل دیں جنازہ کے پیچھے آگ نہ جلائی جائے۔ ابن زیاد گورنر بصرہ کو نماز میں نہ شریک کرنا۔ وفات کے بعد آپ کی وصیت پر پورا عمل کیا گیا۔ ابو برزہ اسلمی صحابی رسولؐ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور بصرہ ہی میں دفن ہوئے۔

آپ سے ۴۳ حدیثیں مروی ہیں۔ جو کتب حدیث میں موجود ہیں آپ کا علم بہت وسیع تھا۔ حضرت عمرؓ نے جن چھ اصحاب کو بصرہ والوں کو مسائل شرعیہ کی تعلیم کے لئے بھیجا تھا ان میں ایک یہ بھی تھے۔

آپ کو بدعات سے سخت نفرت تھی۔ جو چیز حضورؐ کے زمانہ میں نہیں دیکھی اس کو کسی طرح پسند نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے نے نماز میں بسم اللہ زور سے پڑھی۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹا اسلام میں باتیں نہ بڑھاؤ۔ میں نے رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی بسم اللہ زور سے نہ پڑھتا تھا۔

۱۸۔ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ

آپ کا نام عثمان اور ابو عبداللہ کنیت تھی۔ آپ غزوۂ طائف کے بعد بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ ۹ھ ہجری میں مدینہ آئے۔ وہیں مشرف باسلام ہوئے۔ حضورؐ نے آپ کو تبرکاً تھوڑا سا قرآن مجید پڑھایا پھر حضرت ابی بن کعبؓ سے آپ نے تمام قرآن پڑھا۔

جب بنی ثقیف کے وفد نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو حضورؐ سے درخواست کی کہ ہم کو ایک ایسا شخص دیا جائے جو ہمارے نومسلموں کی امامت کرے۔ اور ان کو مذہبی تعلیم دے۔ اگرچہ حضرت عثمانؓ جدیدالاسلام تھے۔ لیکن آپ کو تعلیم اور تعلم کا بے حد شوق تھا۔ اس لئے حضورؐ نے بنی ثقیف کی امارت اور امامت انھیں کے سپرد کی۔ اور ہدایت فرمائی کہ لوگوں کی حالت دیکھ کر نماز پڑھانا۔ نمازیوں میں کمزور بوڑھے بچے کاروباری ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو آپ نے بنی ثقیف کو سمجھایا کہ اے میرے بھائیو! تم نے سب کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس خلعت کو سب سے پہلے اتار پھینکو۔

حضرت عمرؓ نے جب بصرہ آباد کیا تو آپ کے بھائی حکم کو طائف میں مقرر کیا۔ اور آپ کے علم اور سمجھ اور تجربہ کی وجہ سے آپ کو بصرہ بھیجا۔ وہاں پہنچکر آپ نے بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کر

چند دنوں کے بعد حضرت عمرؓ نے بحرین اور عمان کی حکومت بھی آپ کے سپرد کردی۔ جب ان دونوں مقاموں پر پورا تسلط ہوگیا تو حضرت عثمانؓ نے اپنے بھائی حکم کو فارس روانہ کیا۔ انھوں نے فارس کے بہت سے شہر فتح کر لئے۔ فارس کا حاکم شہرک اس لڑائی میں مارا گیا۔

اس کے بعد جب ایران پر عام لشکر کشی ہوئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کو ایران پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ان کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ انھوں نے رفتہ رفتہ تمام ملک ایران پر قبضہ کر لیا۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی آپ مختلف لڑائیوں میں شریک رہے۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں آپ نے ۵۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ انا للہ الخ

آپ نہایت سمجھدار تھے۔ حضورؐ آپ کو بہت مانتے تھے۔ اسلام لاتے ہی آپ نے قرآن مجید یاد کر لیا۔ اور حضورؐ کے چند دنوں کی صحبت میں آپ نے بہت کچھ علم دین حاصل کر لیا۔ ان کی اس علمی قابلیت اور ذہانت کو دیکھ کر حضورؐ نے آپ کو بنی ثقیف کا امام مقرر کیا۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ میں حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے افضل کسی کو نہیں پاتا۔

حضورؐ کے فرمان کی تعمیل اور اسلام کی تبلیغ نہایت مستعدی سے

کرتے تھے۔

۹۔ حضرت عدی بن حاتمؓ

آپ کا نام عدی اور ابو طریف کنیت تھی۔ اسلام سے قبل آپ کا خاندان قبیلہ طے کا سردار تھا۔ اور ظہور اسلام کے وقت خود عدی اپنے قبیلہ طے کے سردار تھے۔ اسلام کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر آپ کو اس کا یقین ہو گیا تھا کہ اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ اس لئے جب لشکر اسلام قبیلہ طے میں پہنچا تو آپ معہ اہل و عیال شام چلے گئے۔ اتفاق سے اُن کی ایک بہن چھوٹ گئیں۔ وہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ اور قیدیوں کے ساتھ ایک مقام پر بھیجدی گئیں۔ حضور ان قیدیوں کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ میرے باپ مر چکے ہیں چھڑانے والا کوئی نہیں ہے۔ عدی بن حاتم چلے گئے وہ ہوتے تو چھڑاتے۔ حضورؐ نے اُن کو رہا کر دیا۔ اور قبیلہ قضاعہ کے ساتھ اُن کے لئے سواری اور کپڑے اور خرچ دیکر نہایت حفاظت سے روانہ کر دیا۔ یہاں سے یہ عورت سیدھی عدی کے پاس پہنچی۔ اور اُن سے کہا کہ تم نے میرا کچھ خیال نہ کیا مجھے چھوڑ کر چلے آئے۔ عدی شرمندہ ہوئے۔ اور اپنی غلطی کا اقرار کیا۔

کچھ دنوں کے بعد عدی نے اُن سے پوچھا کہ تم نے حضورؐ کے پاس کیا رائے قائم کی۔ انھوں نے کہا جس قدر جلد ہو سکے تم اُن سے

اور اسلام لاؤ۔ اگر وہ نبی ہیں تو جس قدر جلد تم ایمان لاؤ گے۔ تمھاری سعادت ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو تم کو کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔

عدی فوراً مدینہ آئے۔ مسجد نبوی میں جاکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے نام پوچھا۔ آپ نے نام بتایا۔ حضورؐ آپ کو اپنے دولتکدہ پر لے آئے۔ اور ایک گدّے پر بٹھلایا۔ خود گدّے سے الگ بیٹھے۔ اس اخلاق کا عدی پر بے حد اثر ہوا۔ حضورؐ نے آپ کے سامنے اسلام پیش کیا۔ آپ نے تامّل کیا۔ حضورؐ نے فرمایا تمھارا خیال ہے کہ اس کے ماننے والے کمزور ہیں۔ نہ اُن کے پاس کوئی طاقت ہے نہ انکا کوئی پوچھنے والا ہے۔ مگر یہ سمجھ رکھو کہ ایک دن خدا اسلام کو کامل کردے گا اور اس کی برکت سے حیرہ سے چلکر ایک عورت بلا کسی حفاظت کے مکہ آئے گی اور طواف کرکے واپس جائے گی۔ اور کسریٰ کا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے گا۔ اور مسلمانوں کے پاس اس قدر دولت ہوگی کہ لوگوں کو مال دیا جائے گا کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضورؐ ہر مسلمان کو اسلام کے بعد اُس کے مرتبہ کے مطابق رکھتے تھے۔ اس لئے عدی کو قبیلہ طے کا امیر بنایا۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب ارتداد کا فتنہ ہوا تو اور بہت سے لوگوں نے زکوٰۃ دینی بند کردی۔ اُس وقت عدی نے اپنے قبیلہ کو اس

فتنہ سے محفوظ رکھا۔

۱۳ھ میں جب حضرت عمرؓ نے عراق پر چڑھائی کرنے کے
تمام ممالک محروسہ سے فوجیں طلب کیں تو آپ بھی اپنے قبیلہ
لوگوں کو لے کر شرکت جہاد کے لئے پہنچے۔ اور اس معرکہ میں شریک
ہوئے اس کے بعد چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں شریک ہوتے رہے
پھر جنگ قادسیہ میں نہایت بہادری سے لڑے۔ اور حضورؐ کی
پیشین گوئی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کسریٰ کا خزانہ مسلمانوں
قبضہ میں آیا اس کے بعد شام۔ نہاوند۔ تستر وغیرہ میں بھی شریک ر
حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں کسی جنگ میں شریک نہیں ہو
حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جنگ جمل میں اپنے قبیلہ کے س
حضرت علیؓ کی مدد کرتے رہے۔ حضرت علیؓ نے قبیلہ طے کا سرد
آپ ہی کو بنایا تھا۔ جنگ صفین میں بھی حضرت علیؓ کے حامیو
میں رہے اس کے بعد نہروان کا معرکہ ہوا۔ اس میں بھی حضرت علیؓ
کے ساتھ شریک رہے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد آپ نے
گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ۶۷ھ ہجری میں کوفہ میں آپ نے انتقال
فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ۔

اخلاق و عادات

آپ نہایت بہادر اور واعظ اور حاضر جواب اور فاضل اور کریم
نمازیں نہایت شوق سے پڑھتے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ ایک نمازت

عد دوسری نماز کا انتظار کرتے رہتے۔ روزے بھی نہایت شوق سے
رکھتے۔ سخاوت تو ان کا خاندانی وصف تھا۔ اہل حاجت کو بے انتہا
دیتے۔ اگر کوئی ان کے رتبہ سے کم سوال کرتا تو ہرگز نہ دیتے۔ فرماتے میں
ہاشم کا بیٹا ہوں تم مجھ سے اس قدر کم سوال کرتے ہو۔
ان کی خاندانی عزت کی وجہ سے لوگ ان کی بہت عزت کرتے حضورؐ
کی خدمت میں جب یہ حاضر ہوتے تو حضورؐ ان کے لئے جگہ خالی کر دیتے
خلفا بھی آپ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ کے
زمانہ میں یہ مدینہ آئے۔ اور پوچھا کہ آپ نے مجھے پہچانا۔ حضرت عمرؓ نے
فرمایا پہچانتا کیوں نہیں۔ تم اس وقت ایمان لائے جب لوگ کفر میں
مبتلا تھے۔ تم نے حق کو اس وقت پہچانا جب لوگ اس کے منکر تھے۔
تم نے اس وقت وفاداری کی جب لوگ دھوکا دے رہے تھے۔ تم
اس وقت آئے جب لوگ پیٹھ پھیر رہے تھے۔ سب سے پہلا صدقہ
جس سے حضورؐ خوش ہوئے وہ تمہارے قبیلہ کا تھا۔

۲۰۔ حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ

آپ کا نام عکرمہ آپ مشہور دشمن اسلام ابو جہل کے بیٹے تھے
اسلام سے پہلے آپ بھی اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔
ان کا باپ بدر میں مارا گیا۔ احد میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ فتح مکہ
اور اس سے قبل تمام معرکوں میں مشرکین کے ساتھ رہے۔ فتح مکہ میں

جب مشرکین کی قوت گھٹ گئی تو یہ یمن کے قصد سے بھاگ گئے۔ ان کی بیوی اسلام لائیں اور حضورؐ سے ان کی جان کی امان لیکر ان کی تلاش میں نکلیں۔

بیوی نے ان کو راستہ میں پایا۔ اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہی ہوں جو سب سے زیادہ نیک۔ سب سے بہتر سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والا ہے۔ میں نے اُن سے تمہاری جاں بخشی کرالی ہے۔ بیوی کے کہنے سے عکرمہ کو اطمینان ہوا۔ ان کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچے۔ حضورؐ اُس وقت مکہ معظمہ میں تھے۔ عکرمہ کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ عکرمہ نے کہا کہ میری بیوی نے بیان کیا ہے آپ نے مجھے پناہ دیدی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ حضورؐ کے اس رحم و کرم اور عفو کو دیکھ کر عکرمہ نے شرم سے سر جھکا لیا۔ اور اسلام قبول کر لیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے تمام عمر اسلام کی مخالفت کی آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میرا قصور معاف فرمائے۔ حضورؐ نے دعائے مغفرت فرمائی۔ اس کے بعد عکرمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے لئے جو بات سب سے بہتر ہو اُس کی نصیحت فرمائیے۔ حضورؐ نے فرمایا خدا کو ایک جانو اور مجھے اُس کا بندہ اور رسول سمجھو۔ اس کے بعد عکرمہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے جس قدر روپیہ اسلام کی مخالفت میں صرف کیا ہے۔ خدا کی قسم اب اس کے دونا اُس کی مدد کے لئے خرچ کروں گا۔ اور اسلام کے خلاف جسقدر لڑا ئیاں

لڑی ہیں اس کے دونا جہاد کروں گا۔

اگرچہ حضورؐ نے آپ کا تمام قصور معاف کر دیا تھا۔ مگر لوگ آپ پر طعنہ زنی کرتے تھے۔ اس لئے حضورؐ نے مسجد میں ایک خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو جاہلیت میں معزز تھا وہ اسلام میں بھی معزز رہے کسی مسلمان کو اس کی پچھلی خطاؤں کی وجہ سے اس کو دکھ نہ پہنچاؤ۔

اسلام لانے کے بعد حضورؐ کی زندگی میں جہاد کے بہت کم مواقع ہاتھ آئے تاہم جو موقع ملا اس کو آپ نے چھوڑا نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو قبیلہ ازد پر آپ کو مقرر کیا۔ آپ نے اس قبیلہ کے سردار لقیط کو قتل کر کے قبیلہ بنی ازد کو دوبارہ اسلام پر قائم کیا۔ اور بہت سے قیدی گرفتار کر کے مدینہ لائے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو اور بہت سے قبائل سے اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے مقرر کیا۔ سب جگہ سے آپ کامیاب آئے۔

یمن کے مرتدوں کو درست کرنے کے لئے زیاد بن لبید مقرر کئے گئے تھے سب کو انھوں نے درست کیا مگر اشعث بن قیس نے زیاد پر حملہ کر کے ان سے تمام نقد اور جنس اور قیدی چھین لئے زیاد نے حضرت ابوبکرؓ کو اطلاع دی تو آپ نے حضرت عکرمہؓ کو بھیجا۔ انھوں نے اشعث کے سیکڑوں آدمیوں کو قتل کر دیا اشعث نے امان طلب کی۔ آپ اشعث کو حضرت ابوبکرؓ کے خدمت میں پکڑ کر

لائے۔ آپ نے اُن کو امان دیدیا۔

اس فتنہ کے فرو کرنے کے بعد شام کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے۔ اور نہایت بہادری سے لڑے۔ سیکڑوں کافروں کو جہنم میں پہنچایا۔ اسی طرح یرموک۔ فحل۔ اجنادین وغیرہ میں بہادری سے لڑے۔ یرموک میں آپ شہید ہوئے۔ اِنّا لِلّٰہِ الخ

قبول اسلام کے بعد آپ نہایت شوق سے قرآن مجید پڑھتے نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے۔ اور اکثر جہاد کے موقع پر بے خدمت کرتے رہے۔ شام کی فوج کشی میں بھی بے حد جانور۔ ہتھیار اور روپئے دئے کہ حضرت ابوبکرؓ ان کی فیاضیوں کو دیکھ کر خوش ہوئے اور اُن کو دعائیں دیں۔

۲۱ حضرت عمران بن حصینؓ

آپ کا نام عمران اور ابو نجید کنیت تھی۔ ابتدائے زمانہ ہجرت میں مسلمان ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے والد اور آپ کی بہن بھی مشرف باسلام ہوئیں۔ اسلام لانے کے بعد وطن لوٹ گئے۔ مگر جہاد کے ذوق سے غزوات کے موقع پر مدینہ ضرور آتے۔ اور جہاد میں شریک ہوتے۔ فتح مکہ۔ حنین۔ طائف میں حضورؐ کے ساتھ تھے۔ حضورؐ کی وفات کے بعد غایت رنج سے نہ مدینہ آئے نہ کسی جنگ میں شریک ہوئے۔

جب حضرت عمرؓ نے بصرہ آباد کیا تو آپ بصرہ آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی اور حضرت عمرؓ کے حکم سے فقہ کی تعلیم دینے لگے۔ حضرت عمرؓ کے بعد کسی خانگی لڑائی میں آپ شریک نہیں ہوئے۔

زیاد نے خراسان کی گورنری پیش کی آپ نے انکار کردیا۔ اور فرمایا کہ مبادا اس زمانہ میں زیاد کوئی ایسا حکم دے جو خدا و رسول کی اطاعت کے خلاف ہو۔ اس وقت اگر میں اس کی تعمیل کردوں تو ہلاک ہوجاؤں۔ اگر لوٹ آؤں تو گردن ماری جائے۔

آپ کو استسقاء (جالندھر) کا مرض تھا۔ اس میں زیادتی ہوئی۔ جب موت کا یقین ہوگیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ جنازہ آہستہ آہستہ یہودیوں کی طرح نہ لے چلنا۔ جنازہ کے پیچھے آگ نہ جلانا۔ جاہلیت کی طرح رونا پیٹنا نہیں۔ اس معاملہ میں اتنی سختی کی کہ بعض اعزہ کے بابت ایک وصیت نامہ لکھا اس میں یہ لکھدیا کہ جو عورت جاہلیت کی طرح روئے پیٹے اس کے بابت یہ وصیت منسوخ سمجھی جائے۔ ۵۲ھ میں بصرہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

آپ فضلا اور فقہائے صحابہؓ میں سے تھے۔ بصرہ کے صحابیوں میں آپ کا کوئی ہمسر نہ تھا آپ کو حدیثیں بہت یاد تھیں۔ مگر مزاج میں احتیاط تھی۔ اس لئے بہت کم بیان کرتے تھے۔ کتب حدیث

میں آپ کی روایت سے ۱۳۰ حدیثیں ہیں۔ بصرہ کی مسجد میں آپ کا حلقہ درس بھی تھا۔ بہت لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

آپ بڑے عابد و زاہد تھے۔ حضورؐ کے طریقہ کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ حکیم بن عمرو غفاری کو جس وقت زیاد نے گورنری دی اس وقت آپ نے اُن کو سمجھایا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ خدا کی معصیت میں کسی بندہ کی فرماں برداری نہ کرنی چاہیئے۔ اس لئے تم زیاد کی اطاعت میں خدا اور رسول کے خلاف ہرگز کوئی کام نہ کرنا۔

لباس ہمیشہ سادہ پہنتے تھے لیکن کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے اچھا کپڑا بھی پہن لیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جب خدا کسی بندہ پر احسان کرے تو اس کو ظاہر بھی کرنا چاہیئے۔

۲۲۔ حضرت لبید بن ربیعہؓ

آپ کا نام لبید اور ابو عقیل کنیت تھی۔ یہ زمانہ جاہلیت کے بہت بڑے شاعر تھے۔ ان کی شاعری کو اس وقت کے تمام شعرا نے مان لیا تھا۔ آپ اسلام سے پہلے بھی بہترین خیال کے شخص تھے اسی زمانہ کا اُن کا ایک شعر ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ ہر انسان کو اپنی کوششوں کا نتیجہ اس وقت معلوم ہوگا جب وہ خدا کے سامنے حاضر ہوگا۔

حضورؐ نے آپ کا ایک شعر بہت پسند کیا۔ اور فرمایا کہ سب سے سچا کلمہ جو لبید نے کہا یہ ہے ؎

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ وَ کُلُّ نَعِیْمٍ لَا مُحَالَۃَ زَائِلُ

ترجمہ۔ خبردار سوائے خدا کے ہر چیز باطل ہے۔ اور ہر نعمت ضرور زائل ہونے والی ہے۔

آپ اپنے قبیلہ بنی جعفر بن کلاب کے وفد کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ اسلام کے بعد شاعری بہت کم کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ خدا نے شعر کے عوض میں مجھے قرآن مجید عنایت فرمایا ہے۔ اس کے سامنے شاعری بے مزہ ہے۔ ۴۱ھ میں ۱۴۵ برس کی عمر میں کوفہ میں آپ نے انتقال فرمایا۔

آپ کی شاعری اس پایہ کی تھی کہ زمانہ جاہلیت کے مشاعروں کے آپ صدر نشین تھے۔ بڑے بڑے شعراء ان کے اشعار کی تعریف کرتے تھے۔ فرزوق ان کی شاعری کی بڑی قدر کرتا تھا۔ آپ کے زبان سے شاعری میں بھی کبھی جھوٹ بات نہ نکلتی تھی۔

آپ بڑے فیاض تھے۔ بہادر تھے۔ گھوڑے کی سواری بہترین جانتے تھے۔

۴۳۔ حضرت مثنیٰ ابن حارثہ شیبانیؓ

آپ کا نام مثنیٰ اور باپ کا نام حارثہ تھا۔ آپ اپنے قبیلہ کے

ممتاز رؤسا میں تھے۔ ابتدائے دعوت اسلام میں جب حضورؐ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ آپ کے قبیلہ بنی شیبان میں پہنچے اور قرآن مجید کی چند آیتیں سنائیں تو آپ پران آیتوں کا اثر ہوا۔ مگر اس وقت اسلام نہ لائے۔ ۹ ہجری میں اپنے قبیلہ کے ساتھ آکر مشرف باسلام ہوئے۔

چونکہ بہت آخر میں مسلمان ہوئے اس لئے زمانہ نبوت کا ان کا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں آپ مدینہ آئے اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اپنے قبیلہ کو لے کر ایرانیوں کے مقابلہ میں نکلوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اجازت دی۔ مگر چونکہ آپ کا سارا قبیلہ مسلمان نہ ہوا تھا اس لئے پہلے آپ نے اپنے پورے قبیلہ کو مسلمان کیا۔ اس کے بعد اپنے قبیلہ کو لے کر ایران کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ مثنیٰ کے جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور مثنیٰ کو لکھا کہ تم خالد کی ماتحتی میں اپنا کام کرو۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں آپ حضرت خالدؓ کے ساتھ رہے۔ چونکہ مثنیٰ ایران کے نقشوں سے خوب واقف تھے۔ اس لئے ایران کی فتوحات میں ان سے بہت بڑی مدد ملی۔

عراق کا معاملہ ابھی پورے طور پر طے نہ ہوا تھا کہ شام پر فوج پہنچنے کی ضرورت ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو

شام جانے کا حکم دیا۔ وہ فوراً یہاں کا معاملہ حضرت مثنیٰ کے سپرد کر کے شام چلے گئے۔ اسی زمانہ میں حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ نے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے جہاد کا ایک وعظ کہا لوگ ایرانیوں کی قوت اور کثرت سے خوف زدہ تھے۔ اس لئے خاموش رہے۔ حضرت مثنیٰ نے وہاں کی حالت بیان کی اور فرمایا کہ ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے عراق کا بہترین حصہ فتح کر لیا ہے۔ ان لوگوں میں قوت نہیں ہے۔ خدا نے چاہا تو پورا عراق مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گا۔ اس کے بعد مسلمان جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے۔

مثنیٰ سب مسلمانوں کو لے کر عراق کی مہم سر کرنے کے لئے چلے۔ ایرانی بھی بڑی تیاری سے نکلے۔ نمارق میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا سخت جنگ کے بعد ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ ان کا بڑا سردار جاپان گرفتار ہو گیا۔ مثنیٰ اس کو لے کر اپنے سپہ سالار ابو عبیدؓ کے پاس لائے یہاں سے شکست کھانے کے بعد ایرانی کسکر میں جمع ہوئے۔ ابو عبیدؓ کو معلوم ہوا تو وہ اپنی فوج لے کر آئے اور ایرانیوں کو شکست دی اور مثنیٰ نے ان کے بڑے سردار جالینوس کو بھگا دیا۔

اس کے بعد رستم نے مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن مردان شاہ کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ مقام قس ناطف میں دونوں کا سخت مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی میں ابو عبیدؓ شہید ہوئے۔ حضرت مثنیٰ نے علم ہاتھ میں لیا۔ اس لڑائی میں بکثرت مسلمان شہید

ہوئے۔ وہاں سے بقیہ فوج کو لے کر مقام ثعلبیہ آئے اور حضرت عمرؓ کو خبر دی حضرت عمرؓ اتنے کثرت سے مسلمانوں کے شہید ہونے سے بہت روئے۔ اور تمام مسلمانوں کو جمع کر کے عبداللہ بن جریرؓ کی ماتحتی میں مثنیٰ کی مدد کے لئے ایک بڑی فوج روانہ کیا۔ مثنیٰ نے بھی قرب وجوار کے عرب قبائل کو تیار کر کے بہت سے آدمی جمع کر لئے۔

ایرانیوں کو ان تیاریوں کی خبر ملی تو مہران بن مہرویہ کی سرکردگی میں انھوں نے ۱۲ ہزار فوج بھیجی۔ ایرانی فوج فرات کو پار کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے آئی۔ مثنیٰ نے ہدایت کی کہ میں چار تکبیریں کہوں گا۔ پہلی تین تکبیریں تیاری کے لئے اور چوتھی حملہ کے لئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تیاری کی اور چوتھی تکبیر پر حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں مثنیٰ کے بھائی مسعود شہید ہوئے۔ اور ایرانی فوج کا سردار مہران مارا گیا۔ ایرانیوں کے پانوں اکھڑ گئے۔ وہ بھاگے مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اس میں تقریباً ایک ایک مسلمان نے دس دس ایرانیوں کو مارا۔

اسکے بعد مسلمانوں نے ایران کے مختلف شہروں میں اپنی فوجیں پھیلا دیں۔ اور بغداد کا ایک بہت بڑا بازار تھا اس پر حملہ کر دیا۔ بازار والے ناگہانی حملہ سے بدحواس ہو گئے۔ اور کل سامان تجارت چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بے انتہا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اس کے بعد چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ حضرت عمرؓ ایران پر حملہ کرنے والے تھے کہ مثنیٰ کا وقت آخر ہو گیا۔ جنگ قادسیہ

سے پہلے آپ نے وفات پائی۔ انا للہ الخ

۲۴۔ حضرت امیر معاویہؓ

آپ کا نام معاویہ اور ابو عبدالرحمٰن کنیت تھی۔ آپ کے والد کا نام ابوسفیان تھا۔ پانچویں پشت پر آپ کا سلسلہ نسب حضورؐ سے ملتا ہے زمانہ جاہلیت میں آپ کا خاندان معزز اور ممتاز رہا ہے۔ آپ کے والد قوم کے علم بردار تھے۔

آغاز بعثت سے آپ کے والد اسلام کے سخت دشمن رہے۔ حضورؐ اور مسلمانوں کی ایذا رسانی اور اسلام کی جڑ کاٹنے میں کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ فتح مکہ کے دن آپ اور آپ کے والد اور آپ کی والدہ اور آپ کے بھائی یزید مشرف باسلام ہوئے۔ اگرچہ امیر معاویہؓ کے دل میں اسلام لانے کا خیال صلح حدیبیہ کے زمانہ سے ہوگیا تھا۔ مگر باپ کے خوف سے ایمان نہیں لائے۔ بدر۔ اُحد وغیرہ جتنی لڑائیاں ہوئیں ان کے باپ سب میں پوری کوشش کے ساتھ مشرکین کے ساتھ شریک رہے مگر یہ کسی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔

آپ کے مشرف باسلام ہونے سے حضورؐ کو بہت خوشی ہوئی۔ حضورؐ نے آپ کو مبارکباد دی۔ قبول اسلام کے بعد سے حنین۔ طائف وغیرہ جو غزوات ہوئے اس میں شریک رہے۔ جنگ حنین میں حضورؐ نے مال غنیمت سے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عنایت

فرمائی تھی۔ مدت تک آپ کاتب وحی رہے۔

چونکہ آپ بالکل آخر میں اسلام لائے۔ اس لئے حضورؐ کے زمانہ میں آپ کوئی نمایاں کام نہیں کر سکے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں شام کی مہم میں آپ کے بھائی یزید ایک دستہ فوج کے افسر تھے۔ اور آپ مقدمۃ الجیش کے افسر تھے۔ اس معرکہ میں آپ نہایت بہادری سے لڑے۔ اور اسلام کی مدد میں بے انتہا جوش دکھلایا۔ اس کے بعد اس سلسلہ کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے۔ عرقہ۔ بیروت وغیرہ میں آپ مقدمۃ الجیش کے افسر تھے۔ اور یہ مقامات بالکل انھیں کی کوششوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

جب شام کے بہت سے مقامات تسخیر ہوگئے تو بقیہ مقامات کو ان کے بھائی یزید نے ان کے سپرد کیا۔ انھوں نے بلا مزید کشت و خون کے نہایت آسانی سے تمام قلعے فتح کر لئے۔ قیساریہ کی مہم حضرت عمرؓ نے خاص کر انھیں کو سپرد کیا۔ انھوں نے نہایت آسانی سے اسے لے لیا اس معرکہ میں مخالف کے اسی ہزار آدمی مارے گئے مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

۱۸ھ ہجری میں ان کے بھائی یزید کا انتقال ہوا تو حضرت عمرؓ کو بہت رنج ہوا ان کے جگہ پر حضرت امیر معاویہؓ کو آپ نے دمشق کا حاکم بنایا۔ اور ایک ہزار ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔ حضرت عمرؓ آپ کے اوصاف حمیدہ کی وجہ سے آپ کی بڑی قدر فرماتے تھے۔ اور

اُن کی بہترین سمجھ اور تدبیر اور سیاست اور بلند حوصلگی کی وجہ سے ان کو کسریٰ عرب کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔

حضرت عثمان رضؓ نے اپنے وقت میں آپ کو پورے شام کا حاکم بنا دیا تھا۔ اُس زمانہ میں آپ نے رومیوں پر بڑی زبردست فتحیں حاصل کیں۔ امیر معاویہ رضؓ سے پہلے اسلام کی طرف سے کوئی بحری حملہ نہ ہوا تھا سب سے پہلے امیر معاویہ رضؓ نے بحری حملے شروع کئے۔ اور بحری قوت کو اس قدر ترقی دی کہ اُس زمانہ میں سب سے بہتر اسلامی بحری بیڑا سمجھا جاتا تھا۔

حضرت عثمان رضؓ نے آپ کو جنگی اختیارات بھی دیدئے تھے۔ اس سے فتوحات اسلامی میں بہت فائدہ ہوا۔ رومی مسلمانوں کو بہت تنگ کرتے تھے۔ آپ نے سفیان بن مجیب ازدی کو طرابلس بھیج کر وہاں ایک قلعہ بنوایا۔ اور اس کو فوجی مرکز قرار دیکر رومیوں کے تمام بحری اور بری ناکے بند کر کے طرابلس کا محاصرہ کر لیا۔ جب رومی گھبرا گئے تو بادشاہ سے مدد طلب کی۔ بادشاہ نے کشتیاں بھیجدیں۔ رومی راتوں رات بھاگ گئے۔ وہاں کا قلعہ بلا جنگ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس قلعہ کے قبضہ میں آنے سے بغاوت کا خطرہ مٹ گیا۔

۲۵ھ میں امیر معاویہ رضؓ عموریہ کی طرف بڑھے راستہ میں انطاکیہ سے لیکر طرطوس تک تمام قلعے خالی ملے۔ سب مسلمانوں کی ڈر سے بھاگ گئے تھے۔ امیر معاویہ رضؓ نے اپنے آدمی بلوا کر تمام قلعوں میں بسا دئے۔

دو سال کے بعد رومیوں نے بہت سے قلعے مسمار کرادئے۔ مگر عموریہ فتح نہ
حضرت عثمان رضؓ نے امیر معاویہ کے ان کارناموں کی وجہ سے جزیرہ
جو حضرت عمر رضؓ کے وقت میں فتح ہوا تھا۔ ان کے قبضہ میں دیدیا۔ اور
شمشاط جو رومیوں کے پاس تھا اُس طرف بڑھنے کا حکم دیا آپ نے
حبیب بن مسلمہ فہری اور صفوان بن معطل کو اس مہم کے لئے
بھیجا۔ اور خود بھی شریک رہے ان دونوں بزرگوں نے آپ کے ساتھ
نہایت آسانی سے شمشاط کو فتح کرلیا حضرت عثمان رضؓ نے صفوان کو
یہاں کا حاکم مقرر کیا۔

اس کے بعد حبیب بن مسلمہ رضؓ کو ملطیہ کے فتح کے لئے بھیجا۔
انھوں نے تلوار کے زور سے اس کو فتح کرلیا۔ اور یہاں مسلمانوں کو
آباد کردیا۔

اس کے بعد قبرس پر حضرت عثمان رضؓ کی اجازت سے ۲۸ھ میں
چڑھائی کی۔ قبرس کے لوگ لڑنا نہ چاہتے تھے۔ اس لئے بغیر مقابلہ
سات ہزار دینار سالانہ پر صلح کرلی۔ مگر ۳۲ھ میں ان لوگوں نے
پھر بغاوت کی تو ۳۳ھ میں امیر معاویہ رضؓ پانسو جہازوں کے بیڑہ سے
بحر روم میں اترے اور تلوار کے زور سے قبرس فتح کرلیا۔ مگر قبرس والوں سے
کسی قسم کا بدلہ نہیں لیا۔ اور وہاں بارہ ہزار مسلمان آباد کردئے۔

حضرت عثمان رضؓ کے وقت میں افریقہ یعنی ٹونس۔ الجزائر اور
مراکش وغیرہ بہت سے شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ اور بہت

رومی قتل اور گرفتار ہوئے۔ اس لئے قیصر روم کو بدلہ لینے کا خیال ہوا۔ مقابلہ کے لئے قیصر نے بہت بڑی تیاری کی۔ چھ سو جنگی جہاز تیار کرائے۔ امیر معاویہؓ اور عبداللہ بن سعدؓ ان کے مقابلہ کے لئے بڑھے۔ اس وقت نہایت تیز ہوا چلی کہ بیڑوں کا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ اس لئے ایک شب کے لئے صلح کر کے تمام رات عبادت میں مصروف رہے۔ صبح کو رومیوں نے حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی برابر جواب دیا۔ دیر تک سخت جنگ رہی آخر میں رومیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اور قسطنطین نے جہاز کا لنگر اُکھاڑ دیا۔ اور مسلمانوں کی فتح ہو گئی۔

اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش شروع ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ اور تمام اکابر صحابہ نے اس فتنہ کے فرو کرنے کی کوششیں کیں مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اُس وقت امیر معاویہؓ شام میں تھے۔ حضرت عثمانؓ نے آپ کو بلا بھیجا۔ آپ نے بھی بڑی کوششیں کیں لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ امیر معاویہؓ شام واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔ پھر واقعہ جمل ہوا۔ اس میں امیر معاویہؓ کسی طرف سے شریک نہ ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کے وقت کے تمام عاملوں کو معزول کر دیا۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر معاویہؓ بھی معزول ہو گئے۔ اور اُن کی جگہ پر سہل بن حنیف عامل مقرر ہوئے۔ امیر معاویہؓ نے شام کی سرحد تبوک پر اُن کو روک کر واپس کر دیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رض نے جو نہایت مدبر تھے۔ حضرت علی رض کو رائے دی کہ اگر اپنی خلافت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو حضرت امیر معاویہ رض کو معزول نہ کیجئے بلکہ حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض کو کوفہ اور بصرہ کا حاکم بنا دیجئے۔ پورا تسلط ہو جانے کے بعد جو چاہئے گا کیجئے گا۔ مگر آپ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا۔ حضرت مغیرہ رض دل شکستہ ہوئے۔ اور امیر معاویہ رض سے جا ملے۔

حضرت علی رض کی خلافت کے وقت میں امیر معاویہ رض کے دل میں خلافت کا بالکل خیال نہ تھا۔ حضرت علی رض کے رتبہ کو سمجھتے تھے۔ مگر اپنی معزولی کو بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ اگر حضرت علی رض ان کو ان کے عہدہ پر قائم رکھتے تو کوئی ناگوار صورت نہ پیش آتی۔ اس معزولی نے ان کو جناب امیر رض کا مخالف بنا دیا۔

صحابہ رض نے حضرت عثمان رض کے قاتلین سے انتقام لینا چاہا لیکن حضرت علی رض نے ان کا پتہ نہ لگایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رض خلافت کے ایسے جھگڑوں میں پڑ گئے کہ اس طرف توجہ کرنا دشوار ہو گیا۔ قاتلین کے پتہ لگانے کے لئے اطمینان کی ضرورت تھی۔ اور آپ کو ابتدا خلافت سے اطمینان نصیب ہی نہ ہوا۔ عوام اس کو نہ سمجھے تھے اس لئے امیر معاویہ رض کو ان کے مخالفین کو ملا لینا آسان ہو گیا۔

خلیفہ مظلوم کو اسی ذروکی سے شہید کیا جاتا اور ان کے قاتلین بے کھٹکے پھرتا اس سے مخالفت کیا موافقین کے دلوں میں بھی حضرت

کی جانب سے شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ اس کی وجہ سے مصر میں ایک جماعت حضرت علیؓ کی مخالفت ہو گئی تھی اور انھوں نے حضرت علیؓ کے لئے بیعت نہیں کی اور ان کے قصاص کا مطالبہ کیا۔

حضرت علیؓ کی مخالفت جماعت سے کچھ لوگوں نے ان کو مجبور کرنا شروع کیا کہ تم کو حضرت علیؓ کے خلاف اٹھنا چاہیئے۔ ان وجوہ سے حضرت امیر معاویہؓ اب حضرت علیؓ کے پورے مخالف ہو گئے۔ اور انھوں نے عرب کے سربرآوردہ لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ مغیرہ بن شعبہ پہلے ہی ان کے موافق تھے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کو بلا کر اپنی مشکلات بیان کیں۔ انھوں نے رائے دی کہ محمد بن حنفیہ کا پیچھا کرو۔ اگر وہ پکڑے جائیں تو بہتر ہے۔ ورنہ کوئی پرواہ نہ کرو۔ قیصر روم کے قیدی چھوڑ دو اور اس سے صلح کر لو۔ لیکن حضرت علیؓ کا معاملہ البتہ سخت ہے مسلمان کبھی تم کو ان کے برابر نہ سمجھیں گے۔ کیونکہ تم کو نہ سبقت اسلام کا شرف حاصل ہے نہ قرابت نبوی کا۔ اور میں بھی تمھاری کامیابی کے لئے ان کے مقابلہ میں مدد نہیں کر سکتا۔ امیر معاویہؓ نے کہا تم تو جو چاہو میں تمھارے لئے کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دو۔ انھوں نے کہا اگر تم حضرت علیؓ پر غالب آئے اور تمام دنیائے اسلام تمھارے زیر نگوں ہو گئی تو اس وقت مجھے مصر کا حاکم کر دینا۔ امیر معاویہؓ نے کہا تم عراق کے حاکم ہو اور عراق مصر سے کم نہیں ہے۔ لیکن اگر تمھاری خواہش ہے تو میں اقرار کرتا ہوں ضرور تمھاری یہ خواہش پوری کروں گا۔

امیر معاویہ رضؓ نے شام کے سب سے بڑے با اثر شخص شرجبیل بن سمط کندی کو یہ کہکر ملالیا کہ حضرت عثمان رضؓ کے قتل میں حضرت علی رضؓ کا ہاتھ تھا۔ اس لئے انھوں نے اُن کے قاتلوں سے بدلہ نہیں لیا۔ اُن سے بدلہ لینا ضروری ہے۔ شرجبیل نے تمام شام میں دورہ کر کے لوگوں کو حضرت علی رضؓ کی مخالفت پر آمادہ کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضؓ نے بھی حضرت عثمان رضؓ کا خون آلود کپڑا دکھلا کر لوگوں کو انتقام کا جوش دلایا یہاں تک کہ شامیوں نے قسم کھالی کہ جب تک قاتلین عثمان رضؓ سے بدلہ نہ لے لینگے چین نہ لیں گے۔

حضرت ابودرداءؓ اور حضرت ابوامامہ باہلیؓ اور بعض صحابہؓ نے حضرت امیر معاویہ رضؓ کو سمجھایا کہ حضرت علی رضؓ تم سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں۔ پھر تم اُن سے کیوں لڑتے ہو۔ انھوں نے کہا حضرت عثمان کے قصاص کے لئے۔ اُن لوگوں نے کہا کیا اُن کو حضرت علی رضؓ نے قتل کیا ہے انھوں نے کہا اگر قتل نہیں کیا ہے تو قاتلین کو پناہ دی ہے۔ اگر وہ ان کو ہمارے حوالہ کر دیں تو ہم سب سے پہلے اُن سے بیعت کریں گے۔ اس کے بعد یہ لوگ حضرت علی رضؓ کے پاس گئے۔ اُن سے امیر معاویہؓ کا یہ مطالبہ بیان کیا تو حضرت علی رضؓ کی فوج کے بیس ہزار آدمی نکل آئے۔ اور نعرہ لگایا کہ ہم سب حضرت عثمان رضؓ کے قاتل ہیں۔ جب ان لوگوں نے یہ رنگ دیکھا تو چپکے سے ساحلی علاقہ کی طرف نکل گئے اور پھر کوئی کوشش نہیں کی۔

اس سلسلہ میں امیر معاویہؓ اور حضرت علی رضؓ میں خط و کتابت

ہوئی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر صفین کے میدان میں سخت خونریز جنگ ہوئی جس سے مسلمانوں کی ۳۵ سالہ قوت ختم ہوگئی۔ آخری دن شامی فوج اس طرح نکلی کہ سب سے آگے پانچ نیزوں پر دمشق کا مصحف اعظم اور اس کے پیچھے سیکڑوں قرآن مجید نیزوں پر بلند تھے۔ اور شامی یہ نعرے لگا رہے تھے ہم قرآن مجید کو حکم بناتے ہیں۔ عراقیوں نے کہا کہ ہم قرآن کا فیصلہ ماننا چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ اور دوسرے آپ کے ساتھی لاکھ اُن کو سمجھاتے رہے مگر عراقیوں نے ایک نہ سنی اور حضرت علیؓ کو یہ دھمکی دی کہ اگر آپ نے قرآن مجید کا فیصلہ نہ مانا تو آپ کا بھی یہی حشر ہوگا۔ جو حضرت عثمانؓ کا ہوا۔ عراقیوں کی اس ضد پر جناب امیر نے اس کو مان لیا۔ حضرت عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنایا کہ یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے رو سے فیصلہ کر دیں۔ ابو موسیٰ اشعری نے مجمع عام میں یہ فیصلہ سنایا کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں معزول کئے جائیں اور عام مسلمانوں کے مجمع میں خلیفہ کا نئے سر سے انتخاب ہو۔ پھر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنا فیصلہ سنایا کہ میں حضرت علیؓ کو معزول کرتا ہوں۔ اور امیر معاویہؓ کو برقرار رکھتا ہوں۔ کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے ولی اور اُن کے خون کے حقدار ہیں۔ اس فیصلہ سے مجمع میں سناٹا ہوگیا قریب تھا کہ پھر فساد ہو جائے۔ مگر ابو موسیٰؓ مکہ چلے گئے۔ اور لوگوں نے رفع دفع کر دیا۔

اسی درمیان میں خارجیوں کا فتنہ اُٹھا۔ یہ کہتے تھے کہ مذہبی معاملات

میں کسی انسان کو حکم بنانا کفر ہے۔ اور جو لوگ اس عقیدہ کے منکر ہوں وہ بھی کافر ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ جماعت بہت بڑھی۔ یہاں تک کہ اس نے حضرت علیؓ کے حدود حکومت میں لوٹ مار شروع کردی۔ حضرت علیؓ اس کی سرکوبی کے لئے نہروان کی طرف بڑھے۔ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ اور خارجیوں میں بڑے بڑے معرکے ہوئے۔

جب حضرت علیؓ اس فرقہ کی سرکوبی سے فراغت ہوکر لوٹے تو اپنی فوج کو امیر معاویہؓ کے مقابلہ کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اب ہمارے ترکش خالی ہوگئے ہیں۔ تلواریں بیکار ہوگئی ہیں نیزوں کی انیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ اور ہمارے بہت سے لوگ چلے گئے اس لئے اس وقت ہم مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اس عذر پر جناب امیرؓ نے آگے بڑھ کر مقام نخیلہ میں قیام کیا۔ یہاں سے آپ کے ساتھی آہستہ آہستہ نکل کر اپنے اپنے گھر چلے گئے اور آپ کے ساتھ بہت تھوڑی جماعت رہ گئی۔ اس لئے آپ نے امیر معاویہؓ کے مقابلہ کا خیال فی الحال چھوڑ دیا۔

حضرت قیس بن سعد انصاریؓ حضرت علیؓ کے بہت بڑے خیر خواہ تھے۔ انھوں نے اہل مصر سے نہایت ہوشیاری کے ساتھ حضرت علیؓ کے لئے بیعت لے لی تھی۔ اور امیر معاویہؓ کو سمجھاتے تھے کہ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے عزیز ہیں اور خلافت کے زیادہ مستحق ہیں تم اُن کی مخالفت نہ کرو۔ مگر بعض وجوہ سے حضرت علیؓ کو ان کی

جانب سے شبہ ہوگیا۔ اس لئے حضرت علیؓ نے ان کو مصر کی حکومت سے معزول کرکے محمد بن ابی بکرؓ کو ان کی جگہ پر مصر کا حاکم مقرر کردیا۔ محمد بن ابی بکرؓ نوجوان تھے۔ وہ مصر کی رعایا کے ساتھ سختی سے پیش آئے۔ اس لئے سب مخالف ہوگئے۔ امیر معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو ۶ ہزار فوج کے ساتھ مصر بھیجا۔ یہاں پہونچ کر عمرو بن العاصؓ نے پہلے محمد بن ابی بکرؓ کو لکھا کہ مصر والے تمہارے [illegible]ف ہو چکے ہیں۔ اس لئے تم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ میں تم کو دوستانہ مشورہ دیتا ہوں کہ تم میرا مقابلہ نہ کرو۔ اور مصر خالی کردو۔ محمد بن ابی بکرؓ نے یہ خط حضرت علیؓ کے پاس بھیجدیا۔ وہاں سے مقابلہ کا حکم آیا محمد بن ابی بکرؓ نے سخت مقابلہ کیا۔ آپ کے سپہ سالار محمد بن بشیر کو شامیوں نے گھیر کر قتل کردیا۔ پھر مصریوں کا پاؤں جم نہ سکا۔ محمد بن ابی بکرؓ چھپ گئے۔ مگر معاویہ بن خدیج نے اُن کو ڈھونڈھ نکالا اور قتل کردیا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ کا مصر پر قبضہ ہوگیا۔

اس کے بعد سنہ ۳۹ھ سے امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے دوسرے مقبوضات پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ ہر مقام پر سخت لڑائیاں ہوئیں۔ سنہ ۴۰ھ میں حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ نے ان خانہ جنگیوں سے گھبراکر صلح کرلی۔ صلح کے رو سے شام کا علاقہ حضرت امیر معاویہؓ کو ملا۔ اور عراق حضرت علیؓ کے پاس رہا۔

ان مسلسل خانہ جنگیوں سے مسلمان گھبرا گئے۔ بعض لوگوں نے

یہ صلاح کی کہ اگر امیر معاویہ اور عمرو بن العاص رضؓ اور حضرت علی رضؓ قتل کر دیئے جائیں تو مسلمانوں کو اس مصیبت سے نجات ملے۔ اس کے لئے برک بن عبداللہ۔ ابن ملجم۔ عمرو بن بکر نے تینوں کے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ ایک ہی رات میں تینوں حملہ آور ہوئے۔ ابن ملجم نے حضرت علی رضؓ کو شہید کیا۔ عمرو بن بکر نے عمرو بن العاص رضؓ پر حملہ کیا مگر وہ بچ گئے۔ اس لئے کہ اس دن دوسرا شخص نماز پڑھا رہا تھا۔ وہ مارا گیا۔ برک بن عبداللہ نے امیر معاویہ رضؓ پر حملہ کیا وہ زخمی ہوئے حاجب اور دربان ساتھ تھے۔ قاتل کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ علاج سے اچھے ہو گئے۔

حضرت علی رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضؓ خلیفہ ہوئے آپ نے چھ مہینہ خلافت کرنے کے بعد امیر معاویہ رضؓ سے صلح کر لی۔ اور خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضؓ تمام اسلامی ممالک کے مسلمہ خلیفہ ہو گئے۔

حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد مسلسل خانہ جنگیوں کی وجہ سے امن قائم نہ تھا۔ اس لئے امیر معاویہ رضؓ نے امن قائم کرنے کی کوشش کی۔ اسی کے ساتھ خارجیوں کی سرکوبی بھی کی اور بلخ۔ ہرات وغیرہ میں بغاوت پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں کے لوگوں کو بھی مطیع کیا۔ پھر کابل وغیرہ میں بغاوت پھیلی ان کو بھی مطیع کیا۔ غور میں لوگ مرتد ہو گئے اور بغاوت پر آمادہ ہوئے ان کو بھی لڑ کے اپنا فرمانبردار بنا لیا۔ اس کے بعد خراسان کے کوہستانی علاقہ کو جنگ کے ذریعہ سے حاصل کر کے

اس پر اسلامی جھنڈا لہرایا۔ اس جنگ میں ترکوں کے ملکہ کی ایک جوتی چھوٹ گئی تھی۔ جس کا اندازہ دو لاکھ درہم کا کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد بخارا۔ سمرقند وغیرہ کی طرف بڑھے۔ ان لوگوں نے سمجھا کہ جنگ کی صورت میں بے انتہا خون کے بعد بھی مسلمان ہی غالب آئیں گے۔ اس لئے خراج مقرر کر کے صلح کر لی۔ پھر ملتان۔ کابل وغیرہ کی طرف بڑھے۔ سخت مقابلہ کے بعد ان مقامات کو بھی فتح کیا۔ یہاں مال غنیمت مسلمانوں کے بہت ہاتھ آیا۔ پھر قندھار پر چڑھائی کی اور اس کو فتح کر کے سندھ کے بڑے علاقہ پر اسلامی پھریرہ لہرا دیا۔

امیر معاویہ رض کے زمانہ میں یوروپین قوموں سے زیادہ لڑائی رہی۔ بادشاہ روم کے بہت سے ملکوں کو انھوں نے جنگ سے یا صلح سے لے کر اس پر اسلامی جھنڈا لہرایا۔ سنہ ۴۴ھ میں حضرت خالد بن ولید رض کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رض رومیوں سے بہت کامیابی سے لڑے۔ اور بسر بن ابی ارطاۃ نے دریائے روم میں اسلامی بیڑے دوڑائے اور بہت سی بحری اور بری کامیاب جنگ ہوئی۔ اور بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اسکے بعد امیر معاویہ رض نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ اس میں حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رض وغیرہ بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب شامل تھے۔ اس لئے کہ حضور ؐ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ کیا اچھی وہ فوج ہوگی

اور کیا اچھا وہ امیر ہوگا جو ہرقل کے شہر پر حملہ آور ہوگا۔ تمام صحابہ چاہتے تھے کہ اس سعادت کو حاصل کریں۔ قسطنطنیہ رومیوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ جس وقت اسلامی بیڑا وہاں پہنچا۔ رومیوں نے اس کی پوری مدافعت کی۔ اور مسلمانوں سے بڑی زبردست جنگ ہوئی حضرت **عبدالعزیز بن زرارہ** اور حضرت **ابوایوب انصاری** رضؓ وغیرہ نے اسی جنگ میں نہایت شوق سے شہادت پائی۔

امیر معاویہ رضؓ کو بحری لڑائی کا بڑا شوق تھا۔ اس لئے انھوں نے بحر روم کے بہت سے جزیرے لڑائی یا صلح سے حاصل کئے۔ اور وہاں بہت سے مسلمانوں کو آباد کیا۔

یزید کی ولیعہدی

سنہ ۵۶ھ میں مغیرہ بن شعبہ نے یزید کی ولیعہدی کی تجویز پیش کی امیر معاویہ رضؓ نے اس کو پسند کیا۔ مگر اس کے کرنے میں تردد یہ تھا کہ اسلام کا نظام جمہوری ہے۔ اکابر مہاجرین اور انصار کی رائے سے خلیفہ کا تقرر ہوتا ہے۔ باوجود اس کے امیر معاویہ رضؓ نے یزید کی ولیعہدی کا فیصلہ کر لیا۔ اور حجاز کے حاکم مروان بن الحکم اور کوفہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ اور بصرہ کے حاکم زیاد بن ابی سفیان کو لکھا کہ یزید کے لئے بیعت لو۔ زیاد نے کوفہ اور بصرہ کو درست کر لیا حجاز میں حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ

حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ وغیرہ جلیل القدر اصحاب موجود تھے۔ اس لئے جب مروان نے ولیعہدی کا مسئلہ ان لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اور یہ کہا کہ امیر معاویہؓ یزید کو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقہ پر اپنا ولیعہد کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقہ پر نہیں بلکہ کسریٰ و قیصر کے طریقہ پر۔ اس لئے کہ ان حضرات نے نہ اپنے بیٹے کو خلافت کے لئے نامزد کیا نہ اپنے کسی عزیز کو۔ اس کے بعد ان تینوں بزرگوں نے بھی انھیں کے ساتھ اتفاق کیا۔ مروان نے امیر معاویہؓ کو اس کی اطلاع دیدی۔ امیر معاویہؓ خود آئے فرداً فرداً ان حضرات کو سمجھایا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر تمام مسلمان بیعت کر لیں گے تو ہم کو بھی عذر نہ ہوگا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے پھر ان لوگوں سے کوئی اصرار نہیں کیا۔

امیر معاویہ کی علالت اور موت

یزید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کے تین سال بعد ۵۹ھ میں ۷۸ برس کی عمر میں آپ بیمار ہوئے۔ آخر میں اکثر موت کو یاد کرتے تھے بیماری سے کچھ دن پہلے آپ نے یہ تقریر فرمائی۔

لوگو! میں اس کھیتی کی طرح ہوں جو کٹنے کے لئے تیار ہو۔ میں نے تم لوگوں پر زیادہ مدت تک حکومت کی۔ اب میں بھی اس سے

تھک گیا ہوں اور غالباً تم بھی تھک گئے ہو گے۔ اب میں تم سے جدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور غالباً تمہاری بھی آرزو یہی ہو گی۔ میرے بعد آنے والا مجھ سے بہتر نہ ہو گا۔ جیسا میں اپنے اگلوں سے بہتر نہیں ہوں کہتے ہیں کہ جو خدا سے ملنے کی تمنا رکھتا ہے۔ خدا بھی اس سے ملنے کی تمنا رکھتا ہے۔ اس لئے اے خدا! اب مجھے تجھ سے ملنے کی آرزو ہے۔ تو مجھے بلالے اور اپنی ملاقات میں برکت عطا فرما۔

اس تقریر کے چند ہی دنوں کے بعد بیمار ہوئے۔ علاج سے کوئی نفع نہ ہوا۔ روز بروز حالت گرتی گئی۔ جب حالت زیادہ نازک ہو گئی تو یزید کو بلا کر کہا۔

جان پدر! میں نے تمہارے راہ کے تمام کانٹے ہٹا کر تمہارے لئے راستہ صاف کر دیا۔ اور تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے جمع نہ کیا ہو گا۔ اب میں تم سے یہ وصیت کرتا ہوں کہ اہل حجاز تمہارے عزیز ہیں ان کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ ان کی عزت کرنا۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ عراق والوں کی ہر خواہش پوری کرنا۔ شامیوں کو اپنا مشیر کار بنانا۔ اور ان کا بہت خیال رکھنا اور جب تمہارا کوئی دشمن تمہارا مقابلہ کرے تو ان سے مدد لینا لیکن کامیابی کے بعد ان کو فوراً بلا لینا۔ تاکہ ان کی عادتیں بدل نہ جائیں۔ اور سب سے اہم معاملہ خلافت کا ہے۔ اس معاملہ میں صرف ان چار شخصوں سے خطرہ ہے۔ حضرت امام حسین رضؓ۔ حضرت عبداللہ

بن عمرؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان میں سے عبداللہ بن عمرؓ کو عبادت سے فرصت نہیں کہ وہ خلافت کی طرف توجہ کریں۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ میں ذاتی کوئی حوصلہ خلافت کے بابت نہیں ہے۔ عامہ مسلمین بیعت کریں گے تو یہ دونوں بھی بیعت کرلیں گے۔ البتہ امام حسینؓ کے جانب سے خطرہ ہے ان کو عراق والے تمھارے مقابلہ کے لیئے کھڑا کریں گے مگر وہ تمھارے عزیز اور رسول اللہؐ کے جگر پارہ ہیں اور خلافت کے سب سے بڑے حقدار ہیں اگر تم اُن پر قابو پاؤ تو درگذر کرنا اُن کو ایذا نہ پہنچانا۔ عبداللہ بن زبیرؓ بھی مدعی خلافت ہوں گے۔ اگر وہ صلح کریں تو صلح کرلینا۔ اگر نہ کریں تو موقع پانے کے بعد ان کو ہرگز نہ چھوڑنا۔

اس کے بعد اپنے خاندان والوں کو وصیّت کی کہ خدا کا خوف کرتے رہنا۔ کیونکہ خدا اُن لوگوں کو جو اُس سے ڈرتے ہیں مصیبتوں سے بچاتا ہے۔ اور جو خدا سے نہیں ڈرتا اُس کا کوئی مددگار نہیں۔ پھر یہ فرمایا کہ میرا آدھا مال بیت المال میں داخل کردو۔ پھر اپنی تجہیز و تکفین کے بابت یہ ہدایت فرمائی کہ حضورؐ نے مجھے ایک کرتہ دیا تھا اُس کو میں نے اسی دن کے لیئے محفوظ کر رکھا تھا۔ اُس کرتہ کا مجھے کفن دینا۔ اور حضورؐ نے اپنے ناخن مبارک اور موے مبارک مجھے عنایت فرمائے تھے وہ ایک شیشہ میں محفوظ ہیں۔ ان کو میری آنکھوں اور منھ کے اندر رکھ دینا۔ شاید خدا انھیں کی برکت سے میری مغفرت فرمائے

ان وصیتوں کے بعد رجب ۶۰ھ میں آپ نے وفات فرمائی۔ ضحاک بن قیسؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور ۱۹ سال حکومت کرکے دمشق کے قبرستان میں دفن کردئے گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ الخ

ان کی زندگی کے کارنامے

آپ بہترین مدبر اور سیاست داں تھے۔ انتظامی سمجھ آپ کو بہت زائد تھی سلطنت امویہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ انھیں سے اموی سلطنت کی بنیاد پڑی۔ آپ کا زمانہ حکومت کا ایک مکمل اور جامع نمونہ تھا۔ آپ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے آزاد بادشاہ تھے۔

باوجود آزادی پسند ہونے کے مشورہ بھی لیتے تھے۔ حضرت عمر بن العاصؓ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور زیاد بن ابی سفیانؓ وغیرہ ان کے مشیر کار تھے۔ تمام اہم معاملات میں ان سے مشورے لیتے تھے

انھوں نے سلطنت اسلامیہ کو کئی صوبوں میں تقسیم کیا مثلاً خراسان افریقہ وغیرہ اور ہر صوبہ کے لئے ایک گورنر مقرر کیا۔ گورنر کا انتخاب نہایت جانچ کرکے کرتے تھے۔ زیاد کو گورنر جنرل مقرر کیا تھا۔

اور عہدہ داروں کا انتخاب بھی نہایت جانچ کرکے کرتے تھے مثلاً محافظ سرحد۔ افسر پولیس۔ قاضی کے عہدوں پر عمر اور تجربہ کار آدمی کو مقرر کرتے تھے۔ فوجی افسر تجربہ کار اور دیانتدار اور مستعد آدمی چنے جاتے تھے حاجب کا عہدہ انھوں نے نیا قائم کیا۔ اور اس پر ایک

امین اور تجربہ کار شخص مقرر کیا جاتا تھا۔ عمال کے کاموں کی سختی سے جانچ کرتے تھے۔

فوج کا نظام تو حضرت عمرؓ کے وقت ہی میں مکمل ہو چکا تھا۔ حضرت عثمان رضؓ نے اس کو اور ترقی دی تھی۔ اس میں کسی اصلاح کی ضرورت نہ تھی۔ مگر انھوں نے جا بجا قلعے اور چھاؤنیاں بنوائیں۔ مدینہ میں ایک قلعہ بنوایا۔ شام اور اس کے اطراف میں متعدد قلعے تعمیر کرائے۔

بحری حملوں کا لوگوں کو خاص شوق تھا اس لئے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ان سے اجازت لیکر جہاز بنوانے شروع کئے۔ انھیں کے زمانہ میں ۳۳ھ میں قبرص کی لڑائی میں پانسو جہازوں سے آپ نے حملہ کیا تھا۔ اپنے عہد حکومت میں آپ مصر وغیرہ تمام ساحلی مقامات میں جہاز سازی کے کارخانے قائم کرکے اس کو بہت ترقی دی اور بحری لڑائی کے لئے الگ ایک امیر البحر مقرر کیا۔ جب یہ عہدہ قائم ہوا تو پہلے عبد اللہ بن قیس حارثی کو مقرر کیا جنھوں نے تقریباً پچاس بحری جنگیں کیں اور کسی میں ایک مسلمان بھی ضائع نہیں ہوا امیر معاویہؓ کے وقت میں جس قدر بحری لڑائیاں ہوئیں اسی کی فوجیں اُن کے بعد عرصہ تک نہیں مل سکتی۔

پولیس کے محکمہ میں آپ نے اس قدر وسعت دی کہ خاص شہر میں تقریباً چار ہزار پولیس تعنات تھی۔ اور پانسو پولیس مسجدوں میں پہرہ دیتی تھی کسی کی کوئی چیز گر جاتی تو دوسرے کی ہمت نہ پڑتی کہ وہ اٹھا لے۔ عورتیں سہا

تنہا اپنے گھروں میں دروازہ کھول کے بے خوف و خطر سوتی تھیں۔
مشتبہ لوگوں کے چال چلن کی نگرانی کا محکمہ قائم کیا ایسے سب
لوگوں کے نام وہاں لکھے رہتے تھے۔ اور ان کی سختی سے نگرانی ہوتی تھی۔
برید اور دیوان خاتم کا محکمہ آپ نے قائم کیا۔ برید کا محکمہ سرکا
ڈاک لے جانے کا محکمہ تھا۔ جا بجا تیز گھوڑوں کی ڈاک لگائی تھی کہ
شاہی فرامین جلد عمال کے پاس پہنچ جایا کریں۔ اور دیوان خاتم کا
محکمہ سرکاری ڈاک کی حفاظت کا تھا کہ تمام خطوط اور فرامین کی نقل
کی جاتی تھی۔ اور فرامین کو سربمہر کر کے بھیجتے تھے تاکہ کوئی شخص اس میں
رد و بدل نہ کر سکے۔

نہر کا محکمہ آپ نے قائم کر کے اتنی کثرت سے نہریں کھدوائیں کہ
لاکھوں ایکڑ زمین اس سے سیراب ہوتی تھی۔ اور تمام آدمی اور جانور اس
پانی پیتے اور استعمال کے لئے لیتے۔ اس سے پیداوار میں بے حد اضافہ
ہوا۔ اور لوگوں کو بہت آرام ملا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ میں بصرہ
میں ایک نہر کھدوائی تھی۔ اس کو آپ نے صاف کرایا۔ بخارا میں پہاڑ
کاٹ کر ایک نہر نکالی اور پہاڑوں کے گھاٹیوں میں تالاب بنوائے
جس سے جانور بھی سیراب ہوتے تھے۔ اور انسانوں کو بھی آرام ملتا تھا
آپ نے بہت سے نئے شہر آباد کرائے جن میں سے قیروان نہایت
مشہور شہر ہے۔ اس شہر کے وسط میں دارالامارت بنوایا۔ اور چاروں
طرف نہایت خوبصورت مکان بنوائے اور ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اور

اس میں مسلمانوں کو آباد کیا۔ علاوہ شہر کے اُن مقامات کے قریب مسلمانوں کی آبادیاں قائم کیں جہاں کے لوگ فساد مچاتے اور مسلمانوں کو تنگ کرتے تھے۔ تاکہ اِن کے خوف سے تمام مسلمان اُن کے فتنوں سے محفوظ رہیں۔

غیر مسلموں کو حضرت عمر فاروق رضؓ نے بعض ذمہ دار عہدے دئے تھے۔ مگر امیر معاویہ رضؓ نے مسلم اور غیر مسلم کے حقوق میں فرق نہ رکھنے کا بیّن ثبوت دیا۔ ابن آثال عیسائی کو حمص کا کلکٹر اور سرجون اور منصور رومی کو مالیات کا افسر مقرر کیا۔

باوجود اس کے امیر معاویہ رضؓ کو شام میں بہت بڑی قوت حاصل تھی اور وہاں یہودی اور عیسائی رہتے بستے تھے۔ مگر امیر معاویہ رضؓ نے کبھی اُن کے مذہبی مراسم میں کوئی دست اندازی نہیں کی۔

تمام خلفا نے ذمیوں کے حقوق کا ویسا ہی خیال رکھا جیسا مسلمانوں کے حقوق کا۔ امیر معاویہ رضؓ نے بھی اتنا خیال رکھا کہ سرکاری ضرورتوں کے لئے بھی کبھی اُن کے حق میں دست اندازی نہیں کی۔

رعایا کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ روزانہ مسجد میں بیٹھ کر عام رعایا کو شکایت سننے کا موقع دیتے تھے۔ بچے۔ بوڑھے۔ دیہاتی شہری کمزور۔ لاوارث سب آتے اپنا درد کہتے۔ اُسی وقت سب کے لئے انصاف کا حکم دیتے تھے۔ مظلوموں کی فریاد رسی کے بعد دربار آتے اور تخت پر بیٹھتے۔ اُس وقت اُمرا اور حکام درجہ بدرجہ آتے۔ جب یہ اپنی اپنی

جگہ پر پہنچ جاتے تو امیر معاویہ رضؓ ان سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان شرف بخشا ہے اس لئے تم کو چاہئے کہ جو لوگ ہمارے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ ان کی ضرورت تم مجھ سے بیان کیا کرو۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنی ضرورت پیش کرتے اور امیر معاویہ رضؓ ان ضرورتوں کو پورا کرتے۔

مذہبی جذبات

آپ کی خلافت کے زمانہ میں افریقہ اور روم میں بکثرت اشاعت اسلام ہوئی۔ افریقہ کے بربری بار بار مرتد ہوتے۔ پھر اسلام لاتے ان کو اپنی حسن تدبیر سے درست کیا۔

آپ کے زمانہ میں بکثرت نئی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور پرانی مسجدوں کی مرمت کرائی گئی۔ بصرہ کی مسجد چھوٹی تھی اُس میں بہت وسعت دی اور نہایت مضبوط بنوایا۔ قبرس میں ایک بہت بڑی جامع مسجد بنوائی۔ مصر کی مسجدوں میں مینار نہ تھے۔ وہاں کی تمام مسجدوں میں آپ نے مینار بنوائے۔

آپ کے اوپر الزامات اور اُس کے مختصر جوابات

آپ پر آٹھ الزامات لگائے جاتے ہیں۔ (۱) حضرت امام حسنؓ کے دلوانے نکاح۔ (۲) اہل بیت نبوی کے ساتھ ناپسندیدہ طرز عمل۔ (۳) جناب امیر پر سب وشتم۔ (۴) اصحاب رسول کا قتل اور اُن کی توہین۔ (۵) آپ

ز حکومت جابرانہ تھا۔ (۶) بیت المال کو ذاتی خزانہ بنالیا۔ (۷) حکومت کی
ام شاخوں میں بنی امیہ کو بھر دینا۔ (۸) بہت سی بدعتوں کا جاری کرنا۔
مختصر جوابات۔ (۱) حضرت امام حسنؓ کی زہر خورانی میں ان کا ہاتھ
ونا یہ الزام بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ حضرت امام حسنؓ کا مزاج صلح کل
ھا۔ اُن سے کوئی اندیشہ نہ تھا۔ بلکہ اُن کے بعد حضرت امام حسینؓ سے
ی الفت کا اندیشہ تھا۔ اس لئے حضرت امام حسنؓ کی زندگی امیر معاویہؓ
کے لئے مفید ہو سکتی تھی نہ کہ ان کی موت۔ اور معتبر تاریخیں بھی اس کی شہادت
ہیں دیتیں۔ (۲) آپ بنی ہاشم کے ساتھ عام طور سے اور اہل بیت
کے ساتھ خاص طور سے سلوک کرتے تھے۔ اور اُن کا بہت لحاظ کرتے
تھے۔ تمام تاریخیں اس کی شاہد ہیں۔ جس وقت حضرت امام حسنؓ سے
صلح ہوئی اور صلحنامہ لکھا گیا۔ اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ بنی ہاشم
و برابر وظیفے دیے جائیں۔ اور اُن کو بنی امیہ پر ترجیح دی جانے وفات
کے وقت یزید کو جو وصیت کی اُس میں یہ کہا کہ عراق والے حضرت
امام حسینؓ کو تمہارے مقابلہ میں لائیں گے۔ مگر جب اُن پر قابو پا جاؤ
و درگذر کرنا۔ اس لئے کہ وہ تمہارے قرابت دار اور رسول اللہ کے
عزیز ہیں۔ اُن کا بڑا حق ہے۔ اور بنی ہاشم کو ضرورت کے وقت بہت
کچھ دیتے تھے۔ اور وہ امیر معاویہ کو سخت کلمے بھی کہتے تھے آپ اُن کی
سخت کلامی کو برداشت کرتے تھے۔ (۳) جناب امیرؓ کو بُرا کہنا جنگ
کے زمانہ میں بھی امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کو کبھی بُرا نہیں کہا اور نہ

حضرت علی رض نے بھی امیر معاویہ رض کو برا نہیں کہا۔ امیر معاویہ رض کے دل میں حضرت علی رض کی بے انتہا عزت تھی۔ اُن کے فضائل کو مانتے تھے (۴) یہ الزام کہ اکابر صحابہ کو قتل کیا۔ یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ بہت سے اصحاب رسول ص تو اس واقعہ سے پہلے اس عالم سے اُٹھ چکے تھے۔ جو باقی تھے وہ دونوں میں سے کسی کی طرف شریک نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ حضور ص نے فرمایا ہے کہ دو مسلمان آپس میں لڑیں تو دونوں جہنمی ہیں لیکن باوجود اس کے بعض صحابہ شریک تھے۔ مگر دونوں طرف اس لئے یہ الزام اگر ہو سکتا ہے تو دونوں طرف ہو سکتا ہے۔ امیر معاویہ رض نہایت نرم مزاج تھے۔ جنگ صفین میں انصار سب حضرت علی رض کے ساتھ تھے۔ امیر معاویہ رض نے کبھی اُنسے بدلہ لینے کی فکر نہیں کی۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ اُن کی سخت کلامی کو برداشت کرتے تھے۔ (۵) جو لوگ امیر معاویہ رض کے طرز حکومت کو جابرانہ کہتے ہیں وہ ان کے زمانہ کا مقابلہ خلافت راشدہ کے زمانہ سے کرتے ہیں۔ امیر معاویہ رض کے زمانہ میں سلطنت کا طرز شروع ہو گیا تھا اس لئے ان کے زمانہ کا مقابلہ اور سلطنتوں سے کرنا چاہئے۔ امیر معاویہ رض کے مزاج میں عدل و انصاف اور تحمل کا مادہ بہت تھا اس لئے وہ ظالمانہ حکومت کر ہی نہیں سکتے تھے۔ جو لوگ ان کی حکومت کا تختہ اُلٹنا چاہتے تھے ان پر بیشک انھوں نے سختیاں کیں جس سے وہ مجبور تھے۔ امن پسند رعایا کے ساتھ نہایت محبت کا برتاؤ

رتے تھے اور اُن پر بخشش بھی کرتے تھے۔ البتہ آپ کی حکومت میں بعض
عمال سخت تھے۔ مگر جب اُن کی بیجا سختی کی خبر معلوم ہوتی تھی تو اُس کا
تدارک کرتے تھے۔ مثلاً مغیرہ بن شعبہ یہ پہلے حضرت علیؓ کے طرفدار
تھے۔ مگر جب حضرت علیؓ نے ان کے مشورہ پر عمل نہ کیا تو یہ امیر معاویہؓ
کی طرف ہو گئے اسی لئے یہ بدنام ہوئے۔ مگر انھوں نے کبھی امیر معاویہؓ
کے مخالفین پر بھی سختی نہیں کی۔ ان سے زیادہ سخت زیاد بن ابی سفیان
سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ بصرہ کا حاکم کیا گیا اور وہاں جاکر تقریر کی
تو یہ کہا کہ میرے دل میں تمھارے جانب سے عداوت تھی لیکن آج
میں نے اُس کو نکال دیا۔ کسی پر عداوت کی وجہ سے سختی نہ کروں گا۔ تم
میں سے جو بُرا ہو اس کو اپنی بُرائی دور کرنی چاہیے۔ تم لوگ اپنی اطاعت
سے میری مدد کرو۔ مگر زیاد نے باوجود اس کے ضرور سختیاں کیں لیکن یہ
اس کی فطری سختی کا نتیجہ تھا۔ یہ جب حضرت علیؓ کے ساتھ تھا تو امیر معاویہؓ
کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتا تھا یہی حال عمرو بن العاصؓ کا
تھا۔ ان میں سختی کے مقام میں سختی اور نرمی کے مقام میں نرمی تھی۔ البتہ
بسر بن ابی ارطاۃ وغیرہ بعض عمال ضرور ظالم تھے۔ مگر ان چند ظالم
حکام کی وجہ سے عام حکم لگا دینا کہ ان کا طرز حکومت جابرانہ تھا صحیح نہیں
یہ دیکھنا چاہیے کہ امیر معاویہؓ کا ان جابر حکام کے ساتھ کیا طرز عمل تھا
اور ان کے مظالم کا تدارک کرتے تھے یا نہیں۔

امیر معاویہؓ روزانہ مظالم کی تحقیقات اور مظلوموں کی دادرسی کے لئے

مسجد میں بیٹھتے تھے اور ہر شخص کو عام اجازت تھی کہ جو چاہے آئے اور فریاد کرے ۔ ایسی صورت میں کون عامل ظلم کر سکتا تھا اور اگر کوئی ظلم کرتا تو اس کو سخت سزا دی جاتی تھی ۔ اگر حکومت کے قابل نہ سمجھا جاتا تھا تو عہدہ سے معزول کر دیا جاتا تھا ۔ اس کی تاریخ میں بہت مثالیں موجود ہیں ۔ (۶) چھٹے اعتراض کی بھی کوئی اصل نہیں اس کہ کوئی تاریخ اس کی شہادت نہیں دیتی کہ امیر معاویہؓ نے بیت المال کا خزانہ عیش و عشرت لہو لعب میں اڑا دیا ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ خلفائے راشدین کی طرح انھوں نے فقر و فاقہ میں بسر نہیں کیا ۔ بلکہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح آرام سے بسر کیا ۔ مگر مسلمانوں کے کام میں اور اپنے سلطنت کے مضبوط کرنے میں کثیر روپیہ صرف کیا ۔ اپنے زمانہ سلطنت میں انھوں نے بہت سے قومی کام کئے ۔ فوجوں کی تعداد میں کثیر اضافہ کیا ۔ بحری لڑائی کے لئے بیڑے بنوائے ۔ قلعے بنوائے لڑائیوں میں صرف کر کے فتحیں حاصل کیں ۔ پولیس کو ترقی دی ۔ خبر رسانی کا محکمہ قائم کیا ۔ دفاتر بنوائے ۔ نہریں کھدوائیں ۔ اسلامی نوآبادیاں قائم کیں ۔ شہر بسائے ۔ صحابہؓ وغیرہ کے وظیفے مقرر کئے ۔ غربا کو دیا عدالتوں پر صرف کیا ۔ ان کے علاوہ اور بہت سے مفید قومی اور اسلامی کام کئے ان کے مقابلہ میں انھوں نے اگر کچھ اپنی سلطنت کے استحکام میں بہت قلیل اپنے آرام کے لئے صرف کر دیا تو کیا عیب کیا ۔

(۷) بنی امیہ کو ہر شعبہ کے ممتاز عہدوں پر رکھنا یہ الزام بھی صحیح نہیں

ہے اس لئے کہ تاریخ شاہد ہے کہ بنی عباس وغیرہ بھی ممتاز عہدوں پر تھے۔ ہاں جنگی کاموں میں زیادہ تر بنی امیہ تھے۔ یہ اس لئے کہ وہ جنگی کام بہتر کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت امیر معاویہ رضؓ کی فتوحات اس کی شاہد ہیں۔ (۸) بدعات کے پھیلانے کا الزام۔ یہ صرف اس وجہ سے دیا جاتا ہے کہ ان کی حکومت کا مقابلہ خلافت راشدہ سے کیا جاتا ہے۔ اگر کسی سلطنت سے مقابلہ کیا جائے تو ہر گز قابل اعتراض نہ ہو اگر کچھ بدعت کا انھوں نے رواج دیا تو اس سے کسی اسلامی اصول کو پامال نہیں کیا۔ اور کسی بری رسم کی بنیاد نہیں ڈالی۔ انھوں نے یہ بدعت جو جاری کی کہ جمہوری حکومت کو شخصی حکومت بنا دیا۔ یہ ضرور بہت بری بدعت تھی۔ جس سے برے نتائج پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ کوئی اور بدعت ایسی نہیں جس سے اسلام کو کوئی نقصان پہنچا ہو۔

آپ کا فضل وکمال

آپ فتح مکہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے۔ اس لئے حضورؐ کی خدمت میں رہنے کا صرف ایک سال آپ کو موقع ملا۔ مگر حضورؐ کی توجہ آپ کی طرف بہت تھی۔ اور آپ کو علم کا شوق بھی بہت تھا۔ اس لئے آپ نے اس قلیل عرصہ میں احادیث اور سنت رسول کا بہت سا علم حاصل کر لیا۔ حضورؐ نے آپ کے لئے دعا فرمائی کہ اللّٰھم علم

مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ - ترجمہ - اے
اللہ معاویہ کو کتاب اللہ اور حساب کا علم عطا فرما - اور عذاب سے بچا۔
اور اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مُّهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ - ترجمہ - اے
اللہ معاویہ رض کو ہادی اور مہدی بنا - اور اُن کے ذریعہ سے ہدایت دے
حضور ص کی اس دعا کا اثر بھی آپ میں تھا۔

آپ نے خلفائے راشدین اور دوسرے اجل صحابہ سے بھی علم حاصل کیا۔ آپ چھوٹے بڑے سب سے علم حاصل کرتے تھے۔ جو بات آپ کو معلوم نہ تھی اس کے پوچھنے میں کسی سے شرم نہ کرتے تھے۔ آپ نے بہت سے مسائل حضرت علی رض سے حاصل کئے۔ آپ نے اپنی کوشش اور محنت سے اپنے علم کو اس قدر بڑھا لیا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ آپ کے تفقہ کے قائل تھے۔ حدیث کی کتابوں میں ١٦٣ روایتیں آپ سے ملتی ہیں۔

آپ مذہبی علوم کے علاوہ عرب کے مروجہ علوم بھی بہتر جانتے تھے شعر و شاعری کا بہت مذاق تھا۔ فرماتے تھے کہ شعر تہذیب اخلاق کا بہترین ذریعہ ہے۔ کتابت میں بھی آپ کو پوری مہارت تھی۔ اسی لئے حضور ص نے آپ کو کاتب وحی کی خدمت عنایت فرمائی تھی۔ تقریر آپ بہترین کرتے تھے۔ بڑے بڑے مجمعوں کو تقریر سے اپنا ہم خیال بنا لیتے تھے۔

آپ نہایت مدبر سیاست دان تھے۔ باوجود اس کے آپ ایام عمر

اخبار عرب۔ اخبار عجم۔ اور بادشاہان عجم کے حالات اور ان کے سلطنت کے طریقے۔ اور ان کی لڑائیوں کے حالات اور دوسری سلطنتوں کے عروج و زوال کے حالات روزانہ سنتے تھے۔ اور عبید بن شریہ ایک بڑے عالم تھے ان کو حکم دیا تھا کہ تمام حالات قلمبند کریں۔ انھیں کے زمانہ میں تاریخ کی بنیاد پڑی۔

علامہ فخری کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ دنیا کے سمجھنے والے اور نہایت سمجھدار اور حلیم اور بیدار مغز بادشاہ تھے۔ سیاست و تدبیر میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ اس زمانہ کے تمام اکابر ان کی سیاست دانی کو مانتے تھے۔ حضرت عمرؓ جو خود بڑے مدبر تھے۔ ان کو کسریٰ عرب کہتے تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ معاویہؓ اگر حاکم بنائے جائیں تو خلق اللہ کے ساتھ نیکی کریں گے۔ امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت سے حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت سے مجھے خلافت کی طمع ہوئی۔ تاکہ نیکی کرنے کا موقع ملے۔

اخلاق و عادات

آپ کو خدا کا بے حد خوف تھا۔ آپ کے سامنے اگر قیامت کا تذکرہ ہوتا تو آپ کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا۔ اور روتے روتے بیچین ہو جاتے اپنی دنیاوی لغزشوں کا ان کو ہمیشہ افسوس رہا۔ مرتے وقت آپ کہتے تھے کہ کاش میں قریش کا ایک معمولی شخص ہوتا اور ان معاملات

میں نہ پڑتا۔

آپ کی حکومت اگرچہ شخصی تھی۔ مگر آپ حق بات کے قبول کرنے میں شرم نہ کرتے تھے۔ ایک بار حضرت ابو مریم ازوی رضؓ نے کہا رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا جس کو مسلمانوں کا ولی بنائے۔ اگر وہ اُن کی حاجتوں سے آنکھ بند کرے تو قیامت کے دن خدا بھی اُس کی حاجت پوری نہ کرے گا۔ امیر معاویہ رضؓ پر اس کا اثر ہوا۔ آپ نے عام لوگوں کی حاجت روائی کے لئے ایک مستقل آدمی مقرر کر دیا۔

امیر معاویہ رضؓ باوجود اس قدر دنیاوی جاہ و جلال کے بے حد متحمل مزاج تھے۔ ناگوار سے ناگوار باتیں برداشت کر لیتے تھے۔ قریش خصوصاً بنی ہاشم آپ کو سخت سے سخت باتیں کہتے آپ کبھی اُس کو مذاق میں ٹال دیتے اور کبھی ایسا معلوم ہوتا کہ گویا اُن کی باتیں آپ نے سُنی ہی نہیں۔ اس سختی پر آپ بنی ہاشم کو اپنے یہاں مہمان بناتے اور اُن کی بے حد خاطر کرتے اور اُن کو دیتے۔

آپ بے انتہا فیاض تھے۔ موافق مخالف سب کو دیتے تھے۔ ایک بار عقیل بن ابی طالب رضؓ آپ کے پاس آئے اور چالیس ہزار روپیہ کی ضرورت بیان کی۔ آپ کو اور آپ کے باپ کو نہایت سخت کلمات کہے۔ باوجود اس کے آپ نے اُن کو چالیس ہزار روپئے دئے اکثر بنی ہاشم اُن کو بُرا کہتے تھے مگر آپ اس کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اُن کے اور اُن کی اولاد کے وظائف مقرر کرتے تھے۔ اہل حاجت اپنی

ضرورتیں پیش کرتے تھے۔ اُن کی حاجتیں پوری کرتے تھے۔ کبار صحابہ کے اور اُن کی اولاد کے وظائف مقرر تھے۔ آپ کے اس فیاضی کے وصف کے موافق مخالف سب قائل تھے۔

امہات المومنین کے وظائف مقرر تھے۔ اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً زائد رقم بھیجا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کو بہت زیادہ دیتے تھے۔ بعض دفعہ یکمشت ایک ایک لاکھ کی رقم آپ نے ان کی خدمت میں پیش کی ہے۔

باوجود اس جاہ و جلال کی حکومت کے امیر معاویہؓ میں غرور نہ تھا۔ عام مسلمانوں سے اپنے کو ممتاز نہ سمجھتے تھے۔ ایک بار امیر معاویہؓ آئے حضرت عبداللہ بن عامرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیٹھے تھے۔ آپ کو دیکھ کر عبداللہ بن عامرؓ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس سے خوش ہوتا ہے کہ خدا کے بندے اس کی تعظیم میں کھڑے ہوں اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اس لئے تم لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوا کرو۔

آپ کے اخلاقی اصول

آپ فرماتے تھے کہ میں اپنے نفس کو اس سے بلند دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرا گناہ میرے عفو سے اور میرا جہل میرے علم سے زیادہ ہو۔ یا کسی کا عیب اپنے پردہ میں چھپاؤں یا میری برائی میری بھلائی سے

سے زیادہ ہو شریف کے لئے پاکدامنی زینت ہے۔

فرماتے تھے کہ خدا نے بندہ کو جو نعمتیں عطا کی ہیں اُن میں سب سے افضل عقل اور حلم ہے۔ اس کی وجہ سے جب آدمی کو کوئی یاد کرتا ہے تو وہ بھی اُس کو یاد کرتا ہے۔ اور جب اُس کو دیتا ہے تو وہ اُس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر سے کام لیتا ہے اور جب غصہ آتا ہے تو پی جاتا ہے۔ اور جب قابو پاتا ہے تو درگذر کرتا ہے اور جب اُس سے کوئی بُرائی ہو جاتی ہے تو اس کی معافی چاہتا ہے۔ اور جب وعدہ کرتا ہے تو اس کو پورا کرتا ہے۔

۸۳۔ وحشی بن حرب رضؓ

آپ کا نام وحشی اور ابو وسمہ کنیت تھی۔ اور حضرت جُبیر بن مطعم رضؓ کے غلام تھے۔ جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضؓ نے حضرت جبیر بن مطعم رضؓ کے چچا کو قتل کیا تھا اس لئے اُحد کی لڑائی میں جبیر نے وحشی سے کہا کہ اگر تم حضرت حمزہ رضؓ کو شہید کر دو تو ہم تم کو آزاد کر دیں۔ وحشی فوراً تیار ہو گیا۔ جب حضرت حمزہ رضؓ مشرکین کے نامی پہلوان سباع کو مار کر لوٹے تو وحشی ایک چٹان کی آڑ میں بیٹھا ہوا تھا نکل کر فوراً ہی ایسا نیزہ مارا کہ ناف کے پار ہو گیا۔ اور حضرت حمزہ رضؓ شہید ہو گئے۔ حضورؐ کو حضرت حمزہ رضؓ کی شہادت کا سخت رنج ہوا۔ اس لئے وحشی کے بابت یہ حکم نبوی ہو گیا کہ جہاں ملے قتل کر دو۔ جب فتح مکہ ہوا تو یہ بھاگ کر

طائف چلے گئے۔ جب طائف کا وفد حضورؐ کی خدمت میں جانے لگا تو لوگوں کی صلاح سے یہ بھی اس وفد کے ساتھ ہو گئے کیونکہ یہ معلوم تھا کہ حضورؐ سفراء کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ مدینہ پہونچکر کلمہ پڑھتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ کو اگرچہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کا سخت رنج تھا۔ مگر وحشی سفراء کے ساتھ آئے اور مسلمان ہو کر آئے اس لئے آپ نے اُن کے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہ کیا۔ وحشی سے پوچھا کہ تم ہی نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ عرض کیا حضورؐ نے جو سنا ہے صحیح ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو تم اپنا چہرہ مجھے نہ دکھلاؤ۔

وحشی فوراً ہٹ گئے مگر سخت بے چین رہنے۔ یہ چاہتے تھے کہ کوئی ایسی خدمت کریں جس سے حضرت حمزہؓ کی شہادت کی تلافی ہو۔ حضورؐ کی زندگی میں تو اس کا موقع نہ مل سکا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں اسلام کے بہت بڑے دشمن مسیلمہ کذاب کو اسی نیزہ سے آپ نے قتل کیا جس نیزہ سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ اس وقت آپ کو اطمینان ہوا کہ اب شاید یہ خدمت مقبول ہو اور حضرت حمزہؓ کے شہید کرنے کے قصور کا کفارہ ہو جائے۔

۴۹۔ یزید بن ابی سفیانؓ

آپ کا نام یزید اور ابو خالد کنیت اور خیر لقب تھا۔ امیر معاویہؓ کے سوتیلے بھائی تھے۔ نہایت نیک اور سلیم الطبع تھے۔ اسی لئے

آپ کو یزید الخیر کہا کرتے تھے۔

فتح مکہ کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے۔ سب سے پہلے غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ حضور نے اس غزوہ کے مال غنیمت سے آپ کو چالیس اوقیہ سونا اور سو اونٹ مرحمت فرمائے اور قبیلہ بنی فراس کا آپ کو امیر بنایا۔

آپ نہایت دلیر اور بہادر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شام کی فوج کشی میں آپ کو لشکر کا سردار کر کے بھیجا۔ اور روانگی کے وقت کچھ دور پیادہ پا رخصت کرنے گئے۔ اور رخصت کرتے وقت آپ کو یہ نصیحتیں کیں:۔

شام میں تارک الدنیا راہب ملیں گے ان سے کوئی تعرض نہ کرنا کچھ لوگ ایسے ملیں گے جو بیچ سے سر منڈائے ہوں گے ان کے اسی حصہ پر تلوار مارنا۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو نہ مارنا۔ پھلے ہوئے درخت کو نہ کاٹنا۔ آبادیوں کو ویران نہ کرنا۔ بکری اور اونٹ کھانے کے علاوہ بے کار نہ ذبح کرنا۔ درختوں کو نہ جلانا۔ کسی کو پانی میں نہ ڈوبانا۔ خیانت اور بزدلی نہ کرنا۔

اس کے بعد حضرت یزیدؓ روانہ ہو کر شام پہنچے اور خالد بن ولیدؓ کے ساتھ بصرہ پر حملہ کیا۔ بصرہ والوں نے صلح کر لی پھر فلسطین۔ اجنادین۔ اردن کو فتح کرتے ہوئے ابوعبیدہ بن الجراح سے جا ملے انہوں نے ان کو ساحلی علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ وہاں حضرت عمر

بن العاص رض کے ساتھ آپ نے ساحلی علاقوں کو فتح کیا۔
دمشق میں باب صغیر سے لیکر باب کیسان تک آپ کی نگرانی تھی۔ دمشق کی فتح کے بعد حضرت ابو عبیدہ رض نے یہاں آپ کو اپنا قائم مقام کر دیا۔ اور خود حمص چلے گئے۔ یرموک کی مہم میں بھی آپ فوج کے ایک حصہ کے افسر تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رض کی وفات کے بعد حضرت عمر رض نے آپ کو فلسطین کا حاکم بنایا۔ اور قیساریہ کی مہم ان کے سپرد کی۔ یزید ۱۷ ہزار فوج لے کر قیساریہ پہنچے۔ وہاں اپنے بھائی امیر معاویہ کو مہم سپرد کر کے پھر فلسطین لوٹ آئے۔ امیر معاویہ نے یہ مہم سر کی۔
۱۸ھ کے آخر یا ۱۹ھ کے شروع میں شام میں طاعون کی بیماری سے آپ نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ

۲۷۔ ابو امامہ باہلی رض

آپ کا نام صدی اور ابو امامہ کنیت تھی۔ آپ فتح مکہ سے بہت پہلے اسلام لائے۔ صلح حدیبیہ اور بیعۃ الرضوان میں شریک رہے۔ حضور ﷺ نے ان کو ان کے قبیلہ میں دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ آپ نے وہاں پہنچکر یہ کہا کہ میں مسلمان ہو چکا اور حضور ﷺ نے مجھے تمہارے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو اسلام کی خوبیاں سمجھانی شروع کیں۔ انھوں نے نہ مانا

آپ کو پیاس معلوم ہوئی۔ پانی مانگا۔ انھوں نے نہ دیا۔ اور کہا کہ تم تڑپ تڑپ کر مر جاؤ مگر تم کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں مل سکتا۔ آپ مایوس ہو کر زمین پر لیٹ رہے۔ نیند آئی سو گئے۔ سو کر اٹھے تو پیاس کا نام بھی نہ تھا۔ ایک شخص نے کھجوریں اور دودھ لاکر دیا۔ آپ نے فرمایا اب مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔ خدا نے مجھے سیراب کر دیا۔ پھر آپ کوشش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کا تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

جنگ صفین میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد آپ نے شام میں سکونت اختیار کر لی۔ اور یہیں خلیفہ عبدالملک اموی کے زمانہ میں ۸۶ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپکی عمر ۱۰۶ برس کی تھی۔

آپ کو حدیث نبوی کی تبلیغ اور اشاعت کا بے حد شوق تھا۔ جہاں دو چار آدمی ایک جگہ اکٹھا ہل جاتے آپ حدیث سنانے لگتے۔ اور فرماتے کہ سنو اور سمجھو اور دوسروں تک پہنچاؤ۔ حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کے احکام ہم تک پہنچائے۔ اب تم تک پہنچاتے ہیں تم دوسروں تک پہنچاؤ۔

سلمان بن حبیبؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم چند آدمی ابوامامہ کے پاس جمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ مسلمانوں کے لئے جھوٹ اور تعصب سے بہت ڈرتے تھے۔ اس لئے تم لوگ خبردار جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اور تعصب سے بہت بچتے رہنا حضورؐ کا یہ

ن ہم نے تم کو پہنچا دیا۔ اب تم بھی دوسروں تک پہنچا دینا۔
آپ کی روایت سے ۲۵۰ حدیثیں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ یہ
ے کے فضل و کمال کی کافی دلیل ہے۔

۲۸۔ حضرت ابو بصیرؓ

آپ کا نام عتبہ اور ابو بصیر کنیت تھی۔ آپ فتح مکہ سے بہت
پہلے مسلمان ہوئے اور اسلام لانے کے جرم میں مشرکین نے آپ کو قید
رکھا تھا۔ اور طرح طرح کی سختیاں کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے
زمانہ میں جب حضورؐ مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ کسی طرح سے قید سے
چھوٹ کر حضورؐ کے پاس پہنچے۔ اس وقت صلح ہو چکی تھی۔ اور اس میں ایک
شرط یہ بھی تھی کہ جو مسلمان مشرکین کے پاس سے بھاگ کر حضورؐ کی
خدمت میں حاضر ہو حضورؐ اس کو واپس کر دیں گے۔ اس لئے مشرکین
نے دو شخصوں کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ ان کو واپس کر دیں
حضورؐ یہ سمجھتے تھے کہ واپسی پر مشرکین ان پر اور زیادہ سختی کریں گے۔
مگر معاہدہ کی پابندی کے خیال سے حضورؐ نے فرمایا کہ ہم نے ان
لوگوں سے جو معاہدہ کیا ہے تم کو معلوم ہے۔ ہمارے مذہب میں
بدعہدی اور فریب بہت بڑی چیز ہے۔ اس لئے اس وقت تم واپس
چلے جاؤ۔ آئندہ تمہاری اور دوسرے مظلوم مسلمانوں کی رہائی کی خدا
کوئی دوسری صورت کر دے گا۔ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور قریش

گئے آدمیوں کے ساتھ واپس چلے گئے۔
ذوالحلیفہ پہنچ کر دونوں آدمی کھجور کھانے کے لئے ٹھہر گئے ا
نے اُن میں سے ایک سے کہا کہ تمہاری تلوار بہت اچھی ہے دوسر
نے بھی اس کی تائید کی اور تلوار میان سے نکال کر کہا - خدا کی
نہایت اچھی تلوار ہے - میں نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے - آپ
کہا لاؤ میں ذرا دیکھوں - اس نے تلوار دیدی - آپ نے اُسی
سے ایک کو تو وہاں ڈھیر کر دیا - دوسرا خوف سے بھاگ نکلا اور
میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا اتنے میں ابو
تک پہنچ گئے - اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری ذمہ دا
سے بری کر دیا - حضور نے فرمایا اگر ان کو کچھ مددگار مل جا
تو جنگ کے بھڑکانے کا آلہ ہے - ابو بصیر نے یہ سنا تو سمجھ گئے کہ
مجھے پھر واپس کر دیں گے - اس لئے ساحلی مضافات کی طرف
گئے - کچھ دنوں کے بعد حضرت ابو جندل رض بھی وہاں پہنچ
اور مظلوم مسلمانوں نے سنا تو بھاگ کر یہیں پہنچنے
چند دنوں میں اچھی خاصی جماعت ہو گئی - قریش کا تجارتی قافلہ
طرف سے گذرا کرتا تھا - ان لوگوں نے قافلوں کو لوٹنا اور ان کو
قتل کرنا شروع کر دیا - ان لوگوں نے عاجز آکر حضور کے پاس
بھیجا کہ خدا کے لئے اس مصیبت سے آپ ہمیں نجات دلوائیں
اور آئندہ سے جو مسلمان بھاگ جائے گا - وہ آزاد ہے - اس

سوڑ نے اس گروہ کے پاس لکھ بھیجا کہ ابوجندل اور ابوبصیر ہمارے
ں چلے آئیں۔ اور دوسرے لوگ اپنے اپنے گھر واپس چلے جائیں
بصیرؓ نے حضورؐ کا نامہ مبارک پڑھا۔ اُس وقت وہ بستر مرگ پر
ے۔ پڑھتے پڑھتے آپ نے دم توڑ دیا۔ حضرت ابوجندلؓ نے جنازہ
کی نماز پڑھا کر اُن کو وہیں دفن کر دیا۔ اور خود حضورؐ کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔

۲۹۔ حضرت ابوبکرہؓ

آپ کا نام نفیع اور ابوبکرہ کنیت تھی۔ طائف کے ایک
یں کے غلام تھے۔ جب حضورؐ نے طائف کا محاصرہ کیا تو عام اعلان
ادیا کہ جو آزاد ہم سے آکر ملے اُس کو امن ہے۔ اور جو غلام ہمارے
ں چلا آئے وہ آزاد ہے۔ اس اعلان سے بہت سے غلام آ آکر
ئرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ انھیں میں سے ایک حضرت ابوبکرہؓ
ی تھے۔ یہ آزاد ہو گئے مگر اپنے آپ کو حضورؐ کی غلامی میں دیدیا اور
وں سے فرماتے تھے کہ میں تمھارا دینی بھائی ہوں۔ اور سرکار
دعالم کا غلام ہوں۔

اس وقت سے حضرت عمرؓ کے آغاز خلافت تک مدینہ منورہ ہی
یں رہے۔ جب بصرہ آباد ہوا تو وہاں سکونت اختیار کرلی۔ حضرت
ثمانؓ کی شہادت کے وقت اور اس کے بعد جو فتنے ہوئے ان میں

سے کسی میں بھی شریک نہیں ہوئے۔ جنگ صفین میں بھی کسی طرف
شریک نہیں ہوئے۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں آپ نے
بصرہ میں وفات پائی۔

اگرچہ آپ بہت آخر میں مسلمان ہوئے مگر حضورؐ کی غلامی کے
سے آپ کو حضورؐ کی صحبت میں رہنے کا زیادہ موقع ملا۔ اس
آپ نے حضورؐ سے کافی فیض حاصل کیا۔ حدیث کی کتابوں
آپ کی روایت سے ۱۳۲ حدیثیں ہیں۔ آپ نہایت عابد و زاہد
مرتے دم تک بکثرت عبادت کرتے رہے۔

۴۔ حضرت ابو جندل بن سہیل رضؓ

آپ کا نام عاص اور ابو جندل کنیت تھی۔ آپ صلح حد
سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کے والد سہیل نے اس
لانے کے جرم میں آپ کو بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا۔ کئی برس قید
طرح طرح کی تکلیفیں جھیلتے رہے۔ سنہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے
بیڑیاں پہنے ہوئے آئے۔ اور اپنے کو مسلمانوں کے سامنے
کیا۔ ان کے باپ وہاں موجود تھے۔ انھوں نے کہا کہ شرائط صلح
کرنے کا یہ پہلا موقع ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ابھی صلحنامہ مکمل نہیں
سہیل نے کہا کہ اگر ابو جندل واپس نہ کئے گئے تو ہم کسی شرط پر بھی
نہ کریں گے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ مگر وہ کسی طرح نہ مانے تو حضو

ابوجندل کو حوالہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے - ابوجندل کو کافروں نے اتنا مارا تھا کہ ان کے بدن پر بے انتہا نشانات پڑ گئے تھے - جب ابوجندل نے یہ دیکھا کہ حضورؐ مجھے کافروں کے حوالہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تو اپنے بدن کے تمام نشانات مسلمانوں کو دکھلا کر کہا کہ مسلمانو! کیا تم پھر مجھے ظلم کا نشانہ اور مصیبت میں مبتلا رہنے کے لئے کافروں کے حوالہ کئے دیتے ہو -

ان کی فریاد پر حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے عرض کیا - کیا آپ پیغمبر برحق نہیں ہیں - فرمایا بے شک ہوں - پھر پوچھا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں - فرمایا بیشک ہیں - پھر عرض کیا تو ہم دب کر صلح کیوں کریں - آپ نے فرمایا میں خدا کا پیغمبر ہوں - اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا - وہی میرا مددگار ہے -

ابوجندل کو آپ نے اسی طرح واپس کر دیا - اور فرمایا ابوجندل صبر اور ضبط سے کام لو - اللہ تعالیٰ تمہارے اور دوسرے مظلوم مسلمانوں کے لئے کوئی راستہ پیدا کرے گا - ہم صلح کر چکے اور صلح کے بعد بد عہدی نہیں کر سکتے - اس کے بعد ابوجندل واپس چلے گئے -

کچھ دنوں کے بعد کسی طرح قید سے چھوٹ کر ابوبصیر کے پاس پہنچے - اور عرصہ تک انھیں کے ساتھ رہے - جب کفار مکہ نے صلح نامہ سے وہ دفعہ نکال دی جس کے رو سے حضرت ابوجندلؓ واپس کر دئے گئے تھے تو حضورؐ نے ان کو اور بصیرؓ کو مدینہ واپس بلا بھیجا -

ابوبصیرؓ کا وہیں انتقال ہوگیا - ابوجندل مدینہ واپس آ گئے - یہاں آ نے کے بعد جس قدر غزوات ہوئے سب میں شریک رہے -
حضورؐ کی زندگی تک مدینہ منورہ میں رہے - شام کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے - پانچ چھ سال تک برابر جہاد میں شریک رہے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ۱۸ھ میں طاعون عمواس میں آپ نے وفات پائی - اِنَّا لِلّٰہِ الخ

۳۱- حضرت ابوسفیان بن حارثؓ

آپ کا نام مغیرہ اور ابوسفیان کنیت تھی - آپ کے والد حارث حضورؐ کے حقیقی چچا تھے - اور آپ نے بھی حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا - اس لئے آپ حضورؐ کے چچیرے اور رضاعی بھائی تھے لڑکپن اور جوانی میں حضورؐ کو آپ سے اور آپ کو حضورؐ سے بڑی محبت تھی - ظہور اسلام کے بعد آپ حضورؐ کے سخت مخالف ہو گئے -
فتح مکہ کے پہلے مشرکین کے ساتھ جتنی لڑائیاں ہوئیں اُس میں اسلام کی بیخ کنی اور حضورؐ کی مخالفت میں آپ نے اپنی کوئی امکانی کوشش اُٹھا نہیں رکھی - شاعر تھے حضورؐ کی ہجویں بھی کہتے تھے اور اس کو تمام کوچۂ و بازار میں سناتے تھے - حضرت حسان بن ثابتؓ اُس کا جواب دیتے تھے - کامل ۲۰ سال آپ کا یہ طریقہ رہا -
فتح مکہ سے کچھ دنوں پہلے جب حضورؐ فتح مکہ کی تیاریاں کر

تھے اور مکہ میں آپ کی آمد کی خبر پھیل رہی تھی ابوسفیان رض نے ایک دن اپنی بیوی سے کہا کہ محمدؐ آیا چاہتے ہیں۔ تم لوگ یہاں سے نکل چلو۔ نیک بیوی نے جواب دیا کہ تمام عرب و عجم محمدؐ کا مطیع ہوتا جاتا ہے۔ اور تم اب تک اُسی عداوت پر قائم ہو۔ حالانکہ تم پر اُن کی مدد کا سب سے زیادہ حق ہے۔ اُن کی بات دل پر اثر کر گئی۔ اُسی وقت سواری منگا کر اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضری کے لئے چل نکلے۔ اس وقت حضورؐ ابواء تک پہنچ چکے تھے۔ ڈرتے ڈرتے اُس مقام پر آئے۔ اور دفعتہً حضورؐ کے سامنے آ گئے۔ حضورؐ نے منھ پھیر لیا۔ آپ دوسرے رُخ پر گئے۔ حضورؐ نے اُدھر سے بھی منھ پھیر لیا۔ یہ دیکھ کر مسلمان ان کو پکڑنے لگے۔ آپ ڈرے کہ اب جان نہ بچے گی۔ حضورؐ کے رحم و کرم اور معافی اور حضورؐ کے ساتھ اپنی قرابتوں کا واسطہ دلا کر مسلمانوں کو روکا۔

چونکہ ابوسفیان کا تقریباً ۲۰ سال کا زمانہ حضورؐ کی مخالفت اور حضورؐ کی اور مسلمانوں کی ایذا رسانی اور اسلام کی بیخ کنی میں گزرا تھا اس لئے معافی کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ جب آپ بالکل مایوس ہو گئے تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رض سے سفارش کرائی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگرچہ وہ میرے چچا کے لڑکے ہیں مگر میری مخالفت اور میری آبروریزی میں اُنھوں نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ اس لئے مجھے ان کی پروا نہیں جب اس تدبیر سے بھی کام نہ چلا تو اپنی پچھلی زندگی سے سخت نادم

ہوئے اور کہنے لگے کہ اب میں جاتا ہوں۔ دربدر مارا مارا پھروں گا۔ بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر جان دیدوں گا۔ حضورؐ نے جب اُن کا یہ ارادہ سُنا تو رحم آگیا۔ سامنے آنے کی اجازت دیدی۔ دونوں باپ بیٹے سامنے آئے۔ اور کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اپنے چچیرے بھائی کو لیجاؤ۔ وضو اور نماز کی تعلیم دو پھر میرے پاس لاؤ۔ حضرت علیؓ نے جا کر اُن کو نہلایا اور حضورؐ کے پاس لائے۔ حضورؐ نے خود نماز پڑھائی۔ پھر مسلمانوں کو حکم دیا کہ اعلان کر دو کہ ابوسفیان سے خدا اور اس کا رسول راضی ہو گیا۔ اس لئے اب تم لوگ بھی راضی ہو جاؤ۔

اسلام کے بعد سب سے پہلے آپ فتح مکہ میں شریک ہوئے پھر حنین میں اپنی تلوار کے جوہر دکھائے۔ حضورؐ کے بچانے اور حضورؐ کی مدد میں اپنی جان کی مطلق پروا نہ کی۔ اس وقت حضورؐ آپ سے اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا خدا کی قسم تم میرے بھائی ہو۔ حضورؐ کی اس شفقت کو دیکھ کر آپ نے حضورؐ کے قدم مبارک چوم لئے۔ اور حضورؐ کی سواری کی لگام تھام کر مشرکین سے مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے حضورؐ نے اس جانبازی پر خوش ہو کر آپ کو اسد اللہ اور اسد الرسول کا لقب عنایت فرمایا۔ اس کے بعد طائف وغیرہ جتنے غزوات ہوئے سب میں حضورؐ کے ساتھ رہے۔

حضورؐ کی وفات پھر دفعتہً اپنے بھائی نوفل کی موت سے دنیا سے

ایسے دل برداشتہ ہوئے کہ خدا سے عرض کرتے تھے کہ رسول اللہؐ اور بھائی کی موت نے زندگی کا لطف کھو دیا۔ اس لئے اب مجھے جلد اٹھا لے۔ خدا نے دعا قبول کرلی۔ چند ہی دنوں کے بعد حج کے موقع پر علیل ہوئے مدینہ آکر خود اپنی قبر کھود ڈالی۔ آپ کے اعزا رونے لگے۔ آپ نے فرمایا روتے کیوں ہو اسلام لانے کے بعد سے مجھ سے کوئی لغزش نہیں ہوئی اس لئے مجھے اپنی مغفرت کی پوری امید ہے۔ قبر کھود ڈالنے کے تیسرے دن آپ نے وفات پائی۔ حضرت عمرؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ انا للہ الخ

اسلام لانے کے بعد سے ہر وقت اسلامی کاموں کا آپ کو جوش رہا رات دن کا زیادہ حصہ آپ کا نماز میں گزرتا تھا۔ آپ کے اس جوش کو دیکھ کر حضورؐ بہت خوش ہوتے تھے۔ حضورؐ جس طرح آپ کو بچپن میں محبوب رکھتے تھے۔ اسی طرح اسلام لانے کے بعد بھی دوست رکھنے لگے اکثر فرماتے تھے ابو سفیان میرے عزیزوں میں بہتر ہیں۔ ابو سفیان بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضورؐ کی وفات پر آپ نے ایک نہایت دردناک مرثیہ لکھا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی مفارقت کا ابو سفیان پر کیا اثر پڑا۔

۱۳۲ حضرت ابو سفیان بن حربؓ

آپ کا نام صخر اور ابو سفیان کنیت تھی۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کا

خاندان نہایت معزز تھا قریش کا قومی نشان اس خاندان میں تھا۔ ظہور اسلام کے وقت حضرت ابوسفیان رضؓ اس عہدہ پر ممتاز تھے۔

ظہور اسلام کے وقت اسلام کی سب سے زیادہ مخالفت سرداران قریش ہی نے کی تھی۔ یہ بھی قریش کے سردار تھے۔ اس لئے حضورؐ کی ایذا رسانی اور اسلام کے مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہے اور ہر ایسے معاملہ میں آپ اس جماعت کے سرگروہ رہتے تھے۔ حضورؐ کے قتل کی جو سازش ہوئی تھی اس میں بھی آپ شریک تھے۔ فتح مکہ سے پہلے جتنی لڑائیاں ہوئیں سب میں آپ کا زبردست ہاتھ تھا۔ بدر میں جب تمام سرداران قریش مارے گئے اُس وقت آپ تجارت کے قافلے کے ساتھ گئے ہوئے تھے اس لئے اس جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔

بدر میں ابوجہل وغیرہ مارے جا چکے تھے اس لئے قریش کے سردار اب ابوسفیان ہی ہوئے۔ اب ان کو مقتولین بدر کا بدلہ لینا ضروری تھا۔ اس لئے دو سو سواروں کا دستہ لیکر مدینہ پہنچے۔ ایک یہودی کے مکان پر قیام کیا۔ اس نے بے حد خاطر داری کی۔ اور اس مہم کے متعلق بہت سی راز کی باتیں بتلائیں۔ صبح کو ابوسفیان نے مدینہ کے قریب عریض پر حملہ کر کے کھجور کے باغات جلا دیئے۔ ایک انصاری کو قتل کر کے لوٹ آئے۔ حضورؐ کو خبر ہوئی تو آپ نے اُن کا پیچھا کیا۔ مگر ابوسفیان بہت آگے نکل گئے تھے۔ اس لئے واپس آئے۔

اس کے بعد عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن ربیعہ وغیرہ

ان کے پاس آئے کہ اپنے تجارت کے قافلہ کا کل نفع دلوا دیجیئے تاکہ ہم مسلمانوں سے بدر کے بدلہ کا سامان کریں۔ سب نے خوشی سے سارا نفع دیدیا۔ قریش نہایت سامان کے ساتھ مسلمانوں کی بیخکنی کے لیئے روانہ ہوئے۔

قریش نے مدینہ کے قریب کوہ اُحد پر فوجیں اُتار دیں۔ حضورؐ سات سو جاں نثاروں کی مختصر جماعت لے کر ان کے دفع کرنے کے لیئے پہنچے۔ اُحد پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے اُن کو ہرا دیا مگر فوج کے پچھلے حصہ نے (جس کو حضورؐ نے حفاظت کے لیئے رکھا تھا) مال غنیمت کے طمع میں اس مقام کو چھوڑ دیا۔ مشرکین نے فوج کے آخری حصہ کو خالی پاکر اُس پر حملہ کر دیا۔ مسلمان اس ناگہانی حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ بہت بُری طرح پیچھے ہٹ گئے۔ بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ حضورؐ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوا۔ دندان مبارک شہید ہوگئے حضورؐ کے پاس چند جاں نثاروں کے سوا کوئی نہ رہ گیا۔ ہر شخص بدحواس تھا۔ اتنے میں حضورؐ کے شہادت کی خبر اُڑ گئی۔

ابوسفیان یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے۔ پہاڑ پر چڑھ کر حضورؐ کو پوچھا کہ محمدؐ ہیں۔ حضورؐ نے منع فرما دیا تھا اس لیئے کسی نے جواب نہ دیا پھر حضرت ابوبکرؓ کو پھر حضرت عمرؓ کو پوچھا۔ کوئی جواب نہ ملا تو سمجھے کہ یہ سب ختم ہوگئے۔ حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہوسکا پکار اُٹھے کہ او دشمن خدا تیرے رسوا کرنے کو سب زندہ ہیں یہ سُن کر اُس نے ہبل

کی جے پکاری کہ اُعْلُ هُبَلْ (ہبل بلند ہو) صحابہؓ نے حضورؐ کے حکم سے نعرہ لگایا اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ۔ اللہ ہی برتر اور بڑا ہے ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ ہمارے پاس ہمارا معبود عزیٰ ہے اور تمہارے پاس نہیں۔ صحابہؓ نے جواب دیا۔ اَللّٰہُ مَوْلٰینَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔ خدا ہمارا مالک ہے اور تمہارا کوئی مالک نہیں۔

ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کا جواب ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمارے شہدا جنت میں ہیں اور تیرے مقتولین جہنم میں۔

جنگ کے ختم ہونے کے بعد حضورؐ نے احتیاطاً قریش کے تعاقب کے لئے ستر آدمی بھیجے تاکہ وہ دوبارہ لوٹ نہ سکیں۔ دوسرے دن حضورؐ خود بھی حمراء الاسد تک تعاقب کے لئے تشریف لے گئے ابوسفیان بھی پھر مسلمانوں پر حملہ کے لئے واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ قبیلہ خزاعہ کے سردار سعید سے ملاقات ہوئی۔ ابوسفیان نے اُن سے اپنا خیال ظاہر کیا۔ انھوں نے کہا میں ابھی دیکھتا ہوا آ رہا ہوں۔ مسلمان اس سامان سے آ رہے ہیں کہ اُن کا مقابلہ دشوار ہے یہ خبر سن کر ابوسفیان نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

اُحد کے بعد یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف تحریک شروع کر دی ابوسفیان اس میں بھی اُن کے مددگار رہے۔ جب عرب کے تمام قبیلوں نے مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہا تھا۔ اس میں بھی ابوسفیان سب کے سردار تھے۔ یہ جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے۔

سنہ ۶ھ میں جب حضورؐ نے تمام بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے نامے بھیجے۔ تو اس میں ایک خط ہرقل کے نام بھی تھا۔ ہرقل نے حضورؐ کے حالات دریافت کرنے چاہے۔ قریش کا ایک قافلہ شام گیا تھا۔ ہرقل نے اس قافلہ کو بلا بھیجا۔ تمام وزرائے سلطنت کے سامنے سوالات شروع کئے۔ سب سے پہلے پوچھا کہ تم میں کون ہے جو حضورؐ کا قریبی رشتہ دار ہے۔ ابوسفیان نے اپنے کو پیش کیا۔ ہرقل نے ان کو قریب بلایا۔ اور ان کی جماعت کے اور لوگوں سے کہا کہ میں ان سے سوالات کرتا ہوں۔ اگر یہ کسی بات کا غلط جواب دیں تو تم لوگ فوراً ٹوک دینا۔ اب ان کو اس کا کھٹکا ہوا کہ کہیں میرے ساتھی میرے خلاف نہ کہدیں اس لیئے یہ کوئی بات غلط نہ کہہ سکے۔

ہرقل نے پوچھا۔ قریش میں ان کا نسب کیسا ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا۔ ان کا نسب بہت عالی ہے۔

ہرقل۔ ان سے پہلے تم میں سے کسی نے نبوت کا دعوی کیا تھا۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

ہرقل۔ معزز لوگ ان کے پیرو ہیں یا کمزور۔ ابوسفیان۔ کمزور لوگ۔

ہرقل۔ ان کی جماعت بڑھتی جاتی ہے یا گھٹتی ہے۔ ابوسفیان بڑھتی جاتی ہے۔

ہرقل۔ کوئی شخص ان کا مذہب اختیار کرنے کے بعد چھوڑتا بھی

ہے۔ ابوسفیان۔ نہیں۔
ہرقل۔ کبھی انھوں نے دھوکا بھی دیا ہے۔ ابوسفیان۔ نہیں
ہرقل۔ ان سے تم سے کبھی جنگ بھی ہوئی ہے۔ ابوسفیان۔ ہاں
ہرقل۔ اس جنگ کا کیا نتیجہ رہا۔ ابوسفیان۔ کبھی ہم غالب
رہے کبھی وہ۔
ہرقل۔ وہ تم کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ ابوسفیان۔ خدائے
واحد کی عبادت کرنے کا اور یہ کہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو
اور اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ دو۔ نماز پڑھو۔ خیرات کرو۔ صلہ رحم کرو
گناہوں سے پاک رہو۔
اس کے بعد ہرقل کو حضورؐ کے سچے نبی ہونے کا یقین ہو گیا۔ اور
مجمع عام میں اس کا اقرار بھی کیا۔ اس کے بعد صلح حدیبیہ کے تجدید کا
معاملہ تھا اس میں بھی یہ پیش پیش رہے۔
۸ھ میں جب حضورؐ نے خانۂ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کا
ارادہ کیا۔ اور مکہ معظمہ میں حضورؐ کی آمد کی خبر مشہور ہوئی اس وقت چونکہ
اسلام کی قوت بہت بڑھ چکی تھی اس لئے مکہ کے سربرآوردہ مشرکین
اور سرداران قریش جنھوں نے حضورؐ کو اور مسلمانوں کو سخت ایذائیں
دی تھیں۔ اور حضورؐ کے خون کے پیاسے تھے۔ سخت گھبرائے
حضورؐ مع فوج کے مرظہران میں آکر ٹھہرے۔ حضرت عباسؓ کو خیال
آیا کہ ان میں سے اکثر ہمارے اور حضورؐ کے عزیز ہیں۔ اگر حضورؐ

میں داخل ہوگئے اور قریش نے اپنی جان اور مال کی امان نہ لے لی تو سب تباہ ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ تلاش میں نکلے کہ مکہ کا کوئی آدمی مل جائے تو اُس سے کہلا بھیجیں کہ اگر امان مانگ لیں ورنہ بُری طرح ہلاک کئے جاؤ گے۔ اتفاق سے ابوسفیان مل گئے حضرت عباس رضؓ نے اُن ساتھیوں کو تو لوٹا لدیا اور ابوسفیان کو لیکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اتنے میں حضرت عمر رضؓ بھی پہنچ گئے۔ عرض کیا یارسول اللہؐ یہ ابوسفیان ہے خدا اور رسول کا دشمن حکم ہو تو اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباس رضؓ نے کہا یارسول اللہؐ میں نے ان کو امان دیدی ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم لے جاکر اپنے پاس رکھو صبح کو فیصلہ کیا جائے گا۔

اس ارشاد پر حضرت عباس رضؓ ابوسفیان کو ساتھ لیکر چلے گئے۔ صبح کو ان کو لیکر حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ابوسفیانؓ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم توحید کا اقرار کرو۔ اس رحم وکرم کو دیکھ کر آپ نے توحید کا تو اقرار کرلیا مگر رسالت کے اب بھی منکر رہے۔ حضرت عباس رضؓ نے ڈانٹا کہ جب تمہارا سر تن سے جُدا ہو جائے گا کیا اُس وقت اقرار کروگے۔ اسی وقت ابوسفیان نے نبوت کا بھی اقرار کیا۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے حضورؐ کے سامنے سر جھکا دیا۔ حضورؐ نے تمام مسلمانوں میں ابوسفیان کی جاں بخشی کا اعلان کیا اور فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اُس کو امن ہے۔

قبول اسلام کے بعد جب حضرت عباسؓ ان کو لیکر لوٹے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجاکر کھڑا کر دو کہ خدائی فوج کے جاہ و جلال کو دیکھ لیں۔ حضرت عباسؓ نے ان کو لیجا کر پہاڑ پر کھڑا کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اسلامی فوجیں تکبیر کہتی ہوئی گزرنے لگیں ابوسفیان اسلامی شوکت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ انصار کا علم لئے ہوئے گزرے۔ ابوسفیان کو دیکھ کر کہا۔ آج کعبہ حلال کر دیا گیا ہے۔ ابوسفیان بہت ڈرے۔ حضرت عباسؓ سے کہا کہ آج میری حفاظت تمہارے ہاتھ ہے۔ سب کے آخر میں حضورؐ کے ساتھ جو فوج تھی وہ گزری۔ اس کا علم حضرت زبیرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ ابوسفیان نے کہا آپ نے سنا سعد بن عبادہ کیا کہہ گئے ہیں۔ اور جو انھوں نے کہا تھا اس کو بتلایا۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں بلکہ آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔ اس پر غلاف چڑھایا جائے گا۔

قبول اسلام کے بعد آپ پہلے غزوہ حنین میں شریک ہوئے حضورؐ نے اس کے مال غنیمت سے سو اونٹ مرحمت فرمائے۔ پھر طائف کے محاصرہ میں شریک رہے۔ اس غزوہ میں ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ طائف کے بنی ثقیف کے بت توڑنے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ بھیجے گئے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شام کی فوج کشی میں اپنے کنبہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ یرموک کی جنگ میں یہ بہت بہادری

سے لڑے اور مسلمانوں کو بھی ابھارتے تھے۔ ان کی بیوی بھی مسلمانوں کو غیرت دلاتی تھیں۔ اس لڑائی میں ان کی دوسری آنکھ بھی جاتی رہی اور بالکل اندھے ہو گئے۔

حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں اٹھاسی برس کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ حضرت عثمان رضؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

آپ کے دو نامور بیٹے تھے۔ یزید جنھوں نے شام کی فتوحات میں بڑا نام پیدا کیا۔ اور امیر معاویہ رضؓ جو تاریخ اسلام میں مشہور بادشاہ ہوئے زیاد جاہلیت کے وقت کی ناجائز اولاد سے تھا۔

۳۳۔ حضرت ابوالعاص بن ربیع رضؓ

آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے۔ ابوالعاص کنیت سے مشہور ہیں۔ آپ حضرت خدیجہ رضؓ کے بھانجے تھے۔ اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضؓ آپ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ یہ نہایت مالدار تھے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کی تجارت بہت وسیع پیمانہ پر تھی۔ آپ نہایت دیانت دار اور امانت دار مشہور تھے۔ حضرت فاطمہ رضؓ کی بڑی بہن حضرت زینب رضؓ سے آپ کی شادی ہوئی۔

جس وقت حضورؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت خدیجہ رضؓ اور ان کی تمام صاحبزادیوں نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی جن میں حضرت زینب رضؓ بھی شامل تھیں۔ لیکن ابوالعاص اپنے آبائی دین پر

قائم رہے۔ اسی لئے حضرت زینب رضؓ اُس وقت ہجرت نہ کر سکیں۔ غزوہ
بدر میں ابوالعاص مشرکین کے اور قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے
تھے۔ تمام قیدیوں کے اعزہ نے فدیہ دے کر ان کو چھڑا لیا۔ حضرت
زینب رضؓ نے اُن کی طرف سے کچھ نقد اور ایک ہار (جو اُن کو حضرت
خدیجہ رضؓ نے دیا تھا) فدیہ میں بھیجا۔ حضور ؐ کو حضرت خدیجہ رضؓ سے بڑی
محبت تھی۔ اور یہ ہار اُن کی یادگار تھا۔ اس لئے نہ چاہا کہ یہ ہار
حضرت زینب رضؓ کے پاس سے جدا ہو۔ مسلمانوں سے فرمایا اگر تم لوگ
بغیر اس ہار کے لئے ہوئے ابوالعاص کو چھوڑ سکتے ہو تو چھوڑ دو۔ مسلمانوں
نے نہایت خوشی سے منظور کر لیا۔ اور ابوالعاص چھوڑ دئے گئے مگر
ان سے وعدہ لے لیا گیا کہ حضرت زینب رضؓ کو مدینہ بھیج دیں حضور ؐ نے
حضرت زید بن حارث رضؓ کو چند انصاری بزرگوں کے ساتھ حضرت
زینب رضؓ کے لانے کے لئے بھیجا یہ لوگ رات کو ان کو لے کر نکلے مشرکین
کو خبر نہ ہوئی یہ لوگ ان کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

جب مشرکین کو خبر ہوئی تو ابوالعاص کے پاس آئے اور کہا کہ تم
اُن کو چھوڑ دو اُس کی عوض میں قریش کی جس عورت سے چاہو شادی
کر لو۔ انھوں نے انکار کیا۔

رہائی کے بعد ابوالعاص پھر تجارت میں مشغول ہو گئے۔ ایک
یہ قریش کا سامان تجارت لے کر شام گئے تھے۔ واپسی پر مسلمانوں نے
ان کا کل سامان چھین لیا۔ جب مسلمان لوٹ گئے تو ابوالعاص ا

ساماں حاصل کرنے کے لئے چھپ کر حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے۔
حضرت زینبؓ نے ان کو اپنی حمایت میں لے کر مسجد میں اعلان کر دیا۔
ہمیں نے ان کو پناہ دی حضورؐ نے سنا تو مسلمانوں سے فرمایا کہ
تم نے یہ اعلان سنا۔ سب نے کہا ہاں۔ ہم سب نے ان کو پناہ
دی اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ میری اور ابوالعاص کی قرابت
سے واقف ہو۔ اگر تم لوگ ان کا مال واپس کر دو تو بہتر ہو سب نے
بخوشی کل مال واپس کر دیا۔ ابوالعاص سارا مال لے کر مکہ معظمہ گئے
سب لوگوں کا سامان واپس کر کے حساب و کتاب سمجھا کے کہا
کہ اب میں مسلمان ہوتا ہوں۔ وہاں سے مدینہ واپس آکر باقاعدہ
مشرف باسلام ہوئے۔ پھر حضرت زینبؓ کے ساتھ رہنے لگے۔
چونکہ آپ کا تجارتی کاروبار مکہ معظمہ میں تھا اس لئے کچھ
دنوں کے بعد آپ پھر مکہ معظمہ لوٹ گئے۔ حضرت زینبؓ کا
انتقال حضورؐ کے سامنے ہو چکا تھا۔ حضرت ابوالعاص بھی زیادہ
دن تک زندہ نہ رہے۔ ذی الحجہ ۱۲ھ میں آپ نے انتقال
فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ الخ۔

مطبع انوار احمدی الہ آباد کی مذہبی اردو کتابیں

عقائد احمدی یہ بچوں کے پڑھانے کے لئے عقائد کی کتاب ہے جس اللہ رسول۔ فرشتے۔ جن۔ شیاطین۔ آسمانی کتابوں قبر۔ قیامت۔ بہشت۔ دوزخ۔ دوسرے پیغمبروں۔ اصحاب رسول بابت عقائد کا بیان ہے اور ہر بیان کے ختم پر سوالات ہیں مسلمان بچوں کو اس کا پڑھانا نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۲ر

معلم الصلوٰۃ اس میں وضو کرنے کی ترکیب۔ نماز کے اوقات ہر نماز کی نیت۔ نماز کی ترکیب۔ سورہ فاتحہ معنی اور نماز کی دعائیں معہ ان کے معنی کے نقل کی گئی ہیں۔ قیمت ۳ر

مسائل الصلوٰۃ اس میں کلمہ طیبہ۔ ایمان مجمل۔ ایمان مفصل معانی۔ وضو کے فرائض سنن مستحبات۔ وضو کے بعد پڑھنے کی دعا۔ وضو توڑنے والی چیزیں۔ تیمم اور اس کا طریقہ۔ نہانے کا طریقہ۔ نماز کی فضیلت اور اس کے فائدے۔ نماز کے شرائط۔ نماز کے فرائض۔ واجبات۔ سنن۔ مستحبات۔ سجدہ سہو اور اس کا طریقہ مفسدات و مکروہات نماز۔ جماعت کا بیان۔ اذان و اقامت۔ قضا نمازوں کے پڑھنے کا طریقہ۔ بیمار کی نماز۔ مسافر کی نماز۔ جمعہ کے دن کے فضائل و آداب۔ نماز جمعہ کی فضیلت اور جمعہ کی شرطیں۔ تراویح کا بیان۔ ...

کی نماز۔ موت کا بیان۔ نہلانے اور کفنانے کا طریقہ۔ جنازہ کی نماز کی ترکیب کا بیان ہے .... قیمت ۴ر

شمائل محمدیہ اس میں آپ کا حلیہ شریف۔ اور آپ کے حرکات و سکنات اور آپ کے اخلاق حمیدہ۔ اور آپ کے تمام ذاتی کام ابتدا سے وفات تک کا بیان ہے۔ قیمت ۶ر

سیرت محمدی اس میں اسلام سے پہلے کی عرب کی حالت اور حضورؐ کی ولادت سے لے کر وفات تک کے مختصر حالات ہیں۔ جس میں تبلیغ اسلام۔ ہجرت۔ غزوات وغیرہ سب کا نہایت جامع بیان ہے۔ .... قیمت عمر

عشرہ مبشرہ اس میں ان دس اصحاب رسول کے حالات ہیں جن کو حضورؐ نے قطعی جنتی فرمایا ہے۔ وہ یہ حضرات ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔ حضرت ابوعبیدہؓ۔ حضرت سعدؓ حضرت سعید بن زیدؓ۔ .... قیمت فی جلد عمر

مہاجرین اس میں عشرہ مبشرہ کے علاوہ ان اہم اجل اصحاب کے حالات ہیں جنھوں نے اللہ اور رسول کی محبت میں اپنا وطن مالوف اور مال و متاع کو چھوڑ کر مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ اور آخیر وقت تک حضورؐ کے جاں نثار رہے۔ .... قیمت عہر

انصار اس میں مدینہ کے ۱۹۴ ان اجل اصحاب کے حالات ہیں جنھوں نے

مہاجرین کی مدد کی اور اُن کو حقیقی بھائی کی طرح رکھا اور اپنے مال میں شریک کیا۔ اور اُن کی جان کے محافظ رہے۔ . . . . قیمت عہ

تابعین اس میں ۲۵ اُن بزرگوں کے حالات ہیں جنھوں نے حضورؐ تو نہیں دیکھا مگر حضورؐ کے دیکھنے والوں کو (یعنی صحابہ) کو دیکھا اور اُن کے قدم بقدم چلے۔ . . . . قیمت عہ

اخلاق صحابہ جس میں صحابہ کے عقائد۔ عبادات۔ اخلاق و عادات حسن معاشرت۔ اور مذہبی علمی خدمات کا مختصر بیان ہے۔ . . . . قیمت عہ

سیرت اصحاب اس میں اُن اصحاب کے حالات ہیں جو نہ مہاجر ہیں نہ انصار۔ بلکہ یا تو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے یا مہاجرین کی اولاد سے ہیں۔ اور ان حضرات نے اسلام کی ترقی میں بڑے بڑے کام کئے۔ . . . . قیمت ۱۲

ارکان اسلام یہ ۳۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اس میں تقریباً ۸۰ صفحہ میں اور معاد کا بیان ہے۔ بقیہ میں نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کا بیان ہے۔ اُردو زبان میں نئے قسم کی مفید کتاب ہے۔ زیر طبع ہے

اخلاق اسلام اس میں اُردو زبان میں اسلامی اخلاق۔ فضائل رزائل۔ حقوق۔ آداب نہایت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں ہر اخلاق کے متعلق واقعات بھی دئے گئے ہیں تاکہ پڑھنے سے پورا اثر ہو۔ یہ کتاب بھی زیر طبع ہے۔

ادارہ ترقی اُردو۔ کراچی ۔۔ (پاکستان)

سیرتِ اصحاب

سید جلال الدین احمد جعفری زینبی